

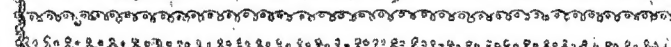


بمقام صفا و زنا فضل خلاصه مکان  
بهرین شمعین نون شمعین و

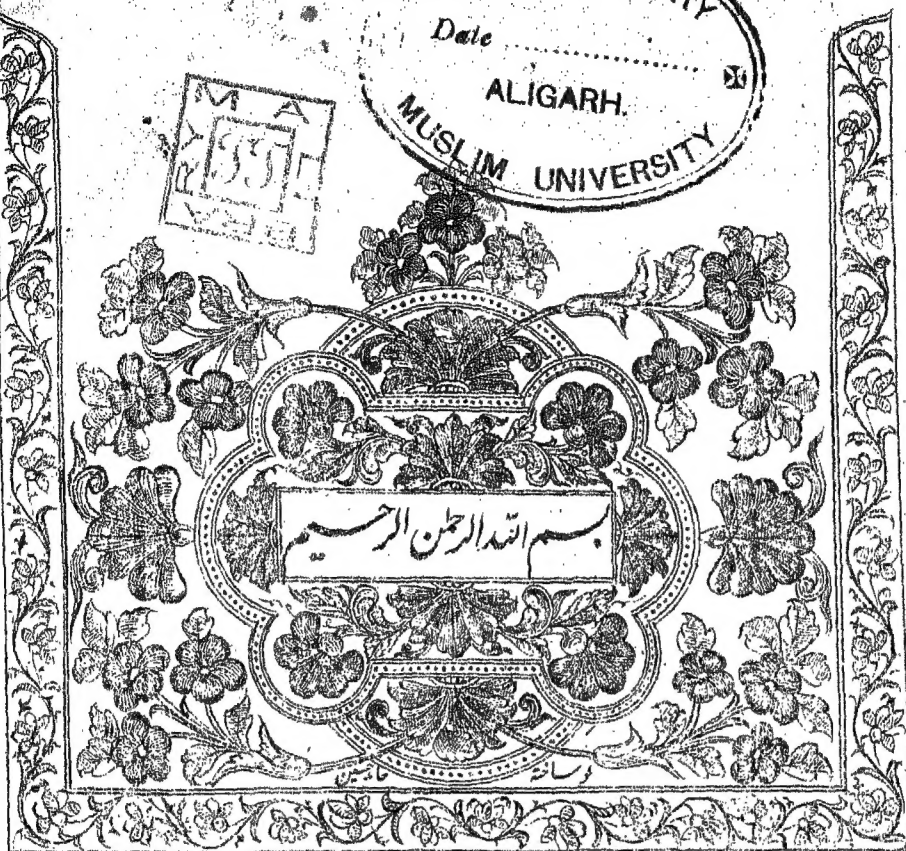
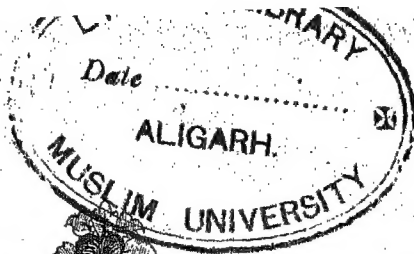
کتابخانه از نظر از چند و ستدی یا حسین معانی دل پسند مجموعه فصاحت گسترش از باغیت مدنی است



تبریز طبع محمول از حسن و زینب سید محمد فخر الدین حسن و زینب در تخلص سخن اوی فریب این مصنف مودع



سطح می فشی نو کشویدین مطنوع اهل سخن  
سازگار



احمد الله سبحانه وتعالى الذي رفع لشعراء العالمين كنز الهداية ارشد بهم ببلوغ مقاصد  
في البداية واصلی واسلم علی نبیه الاکرم ورسوله الاطهر سیدنا و مولانا محمد صلی الله علیه و سلم  
علی آله واصحابه الذين بنوا فطرة النفاية وبنوا غايتها اما بعد اين گلستانه بخون جگر گلستانه  
ارمغان ست از سيد محمد فخر الدين حسين سخن جگر خسته بحضرات دیده دران رموز نشان  
و منتر از استخوان برآمدگان دانش ابناس تانیر گفتار این تیره سرانجام قلم و تحریر طبعان  
نگاه قبول فر فرغ اندوز و خویش خامه برق کردار من خرمن زندگانی عدو بسوزد و اولین  
تصنیف من موسوم به سرودش سخن نشریت اردو مسیح که علی الرغم خورده بنیان تصانیف  
اسلاف دہلی بحسب ادراک و مذاق ایشان رنگ تحریر در گرفت و شیرازہ بندی آن اگر چه  
غلط گیر چند بار بواسطه گرامی نهاد مبارک نفس سرخوشی الفت را با دہ تند و پر زور فرخ گهر

والا نظر نشی نول کشور صاحب صورت بست دوین تصنیف من الشتر بہ تہذیب النفوس  
 بشریت عاری در اخلاق کہ بابر ام و خواہش نور ویدہ سعادت قرۃ باصرہ رشادت فرزند  
 ارجمند بخت جگر نور بصر سعد و این بر خور دار خواجہ سید محمد محی الدین حسین حفظہ اللہ  
 عن الآفات والشین والبقاۃ واعطاءہ اللہ علما کافعا و فہما کالما کما تحب و مرضاۃ سمیت تسطیر  
 پذیرفت و نقش آن پیکر دل فریب در لوح البطالع مطبع شمر ہند درست نشست فاما  
 این نظم پریشان کہ جزو اول از دیوان فقیر است بسکہ حقیر است چگونہ گویم کہ و پذیرست ہر چہ  
 درین ہنگام انچہ از قسم گفتار بجز بانہم رویداید تیار ی خامہ بر اوراق مرقوم گرد و گلہاے  
 پرمردہ شبانہ از روی بساط بر چیدہ تصویریدین باید چہ ہر گاہ دلکش کناش نیست شوخا  
 نناش انکجا آید گمایش ہشت سال است کہ خود را در بندہ دست سرکار ملکہ معظمہ قصر ہند دام  
 شوکتہا در دادہ ام و در صوبہ بہار بالفصال خصومات و محکجات بخت شاقہ در افتادہ  
 بولیکن چون سطمہ انظار تو جہات حضرت استاد ی نواب مرزا نوشہ صاحب التخلص بہ غالب  
 بودہ چندے در ک صحبت حضرت ایشان نمودہ ام اینہمہ سخن گستری فیض تجلیات بہان ہر  
 سپہر سخنور است کہ دیرین شیوہاے گفتار را طرازی حدت و نوئی بخشیدہ باز تازگی داد چون نام  
 نامی و اسم گرامی آن شہنشاہ ملک معانی اسد اللہ بر آمد سخن آفرین تخلص را نیز بہ  
 غالب بلند آوازگی داد و کلام رقاص او در بنان بحر اش تدر و ست و بہ را مش موسیقار  
 چہ جلوہ طاووس است و بہ نغمہ ہزار طم

بنار اے ہمایون زمان سخن	کہ جاییافتی پیش شاہ دین
-------------------------	-------------------------



نوش افت و تا گشت نامور	ز غالب بہ شفقت بہ تو یک نظر
باو عشق دار و کمال سخن	با و ناز و در جمال سخن
وز و شاعری رنگ دیگر گرفت	از و علم و فن رونقے در گرفت
بایران و روم وری و ہمنان	بلندست ز و نام ہندوستان
بسے سروران برآوردہ نام	بسے شاعران بلاغت نظام
نہادند سر الفس رمان او	شدند از دل و جان بقربان او
بہ فیضش من از ذرہ ہتر شدم	بہر کیہ او راستایش گرم
کہ بالقد جانم خریدار او	چنان دادہ ام دل بگفتار او

باجملہ این چند اشعار را کہ ہر کیہ ازان جگر گوشہ خاطر غم پالاست ہمن ست و شتر برگ جان  
عاشقان تواند بود بخاطر یاران و دوستان ترتیب دادم و شتر ریختہ بکاک جادو نگاہ خست  
مہر و رکہ یادگارشان رونق دیوان بابو و عنوان این صحیفہ گردانیدہ دیوان سخن نام ہنام  
یارب این گہر نامے گرانایہ را ہر کس بنظر قبول طالب باد و غالب نامور چنانکہ در سخن سنجی برینان  
غالب بود و کلامش در بہان جادوان و روح پر فتوحش داخل روضہ رضوان و او بقرب  
یزدان بر سر مقربان غالب باد و بجاہ محمد و آلہ الامجاد و ربنا تقبل من انت استسبح  
اللہ عابری حیکت یا از حسم الرحمان



۱۵۱۲۰

۸۹۱۶۴۳۱  
س ۲۰

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U15140

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نثر ریختہ کلمک معجزہ نگار حضرت نجم الدولہ و سیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر  
نظام جنگ عرف مرزا نوشہ التخلص غالب مرحوم

نام خدا سلطان قلم و سخن دیوان خاص میں رونق افزا ہوا ہے اور نگاہ رو بہر بادشاہ  
سلامت کا شور ہر طرف برپا ہوا ہے اہل نظر بادشاہ کا حسن و جمال اور بارگاہ کی عزت و شان  
دیکھیں سنو رن کے ہزاروں دیوان دیکھتے ہوئے اب سخن کا خاص دیوان دیکھیں رہے  
شاعر کیا و نامی کہ جسکا پیارا نام سخن ہے یعنی ہمت تن سخن اور تمام سخن ہو قرۃ العین خواجہ  
سید محمد فخر الدین حسین کو اگر سخنو بیع دے کہوں تو بجا ہے کیونکہ اسکا حسن کلام  
میرے دعویٰ پر دلیل اقویٰ ہے اس سحر کا بجاد و نگار نے پری زار دان معنی کو الفطاط کے  
شیشون میں اس طرح اوتا رہا ہے جیسے آگینے محو سے رنگ و لفظ آئے لفظ سے جلوہ معنی شکار ہے

میں مغلوب دہر غالب نام جو باز اڑستی میں متاع کاسد ہوں بحسب اصطلاح فقہا اس  
 سیدزادہ قدسی نہاد کا جہد فاسد ہوں چشم بدوینہ ز آغاز جوانی اور نو بہار باغ زندگانی ہر  
 عمر کے لیے دفتر قضا و قدر میں حکم دوام لکھا گیا ہے پس اگر یہی جودت فکر اور طبیعت کی  
 روانی ہو اغلب کہ ذوق شعر اور شغل تحریر اشعار ہمیشہ چلا جائیگا پھر تو یہ دیوان  
 اوراق افلاک میں نہ سمائیگا۔





عقیدت راست کردن با حضرت باری تعالیٰ اعتداسمہ و البقیہ  
نمودن بدرگاہ او تعالیٰ الشانہ و عمنوالہ و اعظم برہانہ

مچھوڑ شغل و کشی لیل و نہار بے گزک  
بہوئی مستجاب وہ مجھ سے ملا وہ یک بیک  
مست شرب ناب کے جیسے بدن میں ہو دمک  
رعد کی یہ نہیں گرج برق کی یہ نہیں چمک  
ایک تمھاری ناز کی جس سے کمر میں ہر چمک  
کوئی صدا سے ساز ہو بائیں کی ہو کہیں گمک  
میں نہ سنو گناہ راہ مجھ سے نہ تو زیادہ باک

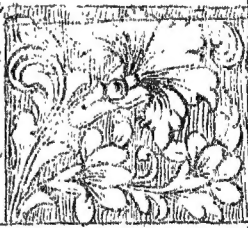
لاکے کھلائے زاہد اقلب بر شتہ سمک  
کی جو دعائے وصل یا حالت اضطراب میں  
دیکھ کے اُس پری کو یوں رنگ مرا نکھر گیا  
خصت نالہ و فغان مچھوٹی ہی یا ر سے  
ایک میں ہم کہ عشق میں سر پہ لیے ہیں کوہ غم  
و جد میں نایگی ضرور عاشق و لفکار کو  
کچھ بھی نہیں ہے معصیت رحمت حق کے سنا

لہے بواہوس کی عقل سوچا نہ کچھ آں کار  
راہین بیکشون کو آج شیخ کہیں جو مل گئے  
خضر بھرے مین جا بجا ملتے مجھے تو چھپتا  
مجلس و عطر ہیساں آج قریب سکہ  
اسکے مریض عشق کہتے ہیں یہ طلیب سے  
شونی و دلبری سے ہر رونق حسن ہوشان  
سینہ پر میرے چڑھ کے کیا بادہ پانا فرض تھا  
سیرا تو نہا ہی وہ غیر سے کیا غرض مجھے

شکوہ یا رب پہر دل جو کہیں گیا اٹک  
ایک نے ایک سے کناوڑ کے لے قدم ہیک  
اسکا بھی کچھ پتا لگا آپ ہی راسکے ہٹک  
دل کا یہی ہر مشورہ تو بھی ومان پہ جاوٹک  
فصد لے اپنی اکھا ہوا دور ہو جان جاسرک  
کچھ بھی نہیں وہ نازنین جسمیں نہو یک چپک  
یوں ہو دباو تم مجھے چولی نہ جا کیوں سکت  
شل نقیہ نمشیں مجھے نہ اب زیادہ بک



ہو گئی راج یار سے ان دم عرض حال ہو  
شعر چھو وہ لے سخن جسکی صفت کریں ملک

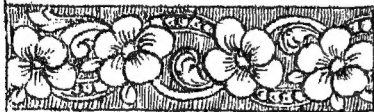


اے بہنماے وصف تو قوت درک نہماک  
صانع لم نیل قدیم حافظ و باسط و کریم  
تجھ کو سزا ہی دلبری جان ہی عاشقوں کی تو  
نوح و قلم ازل سے ہیں تمہیں ہی حکم کے مطیع  
تیرا اگر نہیں ہر عشق زاہد غلہ دوست کو  
راہد حسن و عشق میں تو نے دیا ہی اے خدا  
نسل ہو اگر ترا شامل حال بندگان

واحد و لا شریک لک باز بجلوہ مشترک  
تیرے ہی حکم کن سے ہر جوڑے ماسے تاسک  
تجھہ فدا جان و دل جن پر ہی بشر ملک  
ثبت وہ ہو جو چاہے کرے پھر اسکو جو چک  
زہر ہی اسکا بے مزہ جیسے طعام بے نمک  
ہو گئے دونوں ایک جزو یکا کرے کوئی انکو فک  
دایہ ملائے کب بھلا طفل کو یوں تھک تھک



تیرے خیال کے سوا چھائی ہر چہ بخودی  
 ڈھونڈے نیا وہ آسمان تیرا شریک جو تباہ  
 جسمین ہر شان عبادت ہو وہی کامل اعیان  
 پھول کی ایک پنکٹری کوئی بنائے کیا جمال  
 باغ جہان کی سیر کو چاہیے کچھ مشام جان  
 آنکھ سے ہر نہان مگر دیکھتے ہیں کسی سے سب  
 پہلے بھی تھا تو تو ہی تھا کچھ بھی نہ تھا ترہ ہوا  
 جسے مقابلہ کیا تجھے ذلیل ہو گیا  
 تیری طرف سے بیگمان انکے دلون پہ ٹھہری  
 دشمن دین حق کو یاں تیری طرف سے ہون ہی  
 موثر ضعیف سے سوا تیرا حریف ناسزا  
 ہوتا ہی جو جہان میں حکم سے تیرے ہی وہ سب  
 مطلع بے بدل پڑھوں اور بھی اس زمین میں



### مطلع



شیل کلیم غم نہون دیکھوں اگر تیری جھلک  
 شام و دمشق وری حلب کو فہ و مضر ملک  
 چٹک باب و زنگینیں ستارہ دلی چٹک

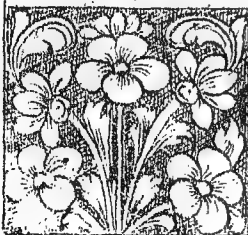
تاب نظر نہیں کجی میں ہی ہر آج تک  
 جو نگہ کارم کبھی کچھ بھی نہیں وہ گوہر  
 مخزن سرچ میں یہ انہیں بھی کوئی عیب ہی

تیری الویت کے ہیں سب یہ گواہ تیرے  
حکم سے تیرے ہیں دان خلق سے تیرے ہیں بھر  
تو ہی جہان مطاع ہے تیرے ہی حکم کے مطیع  
قدرت بے نیاز کے تیرے نشان ہیں یہ نمود  
حکم سے تیرے تا فانیوں ہی سہینکے برقرار  
تیرے ہی معرفت کا ہو دفتر بے بدل ہر ایک  
تیرے ہی اختیار میں خلق کی جگہ کائنات  
تیرے جمال پاک سے ہیں یہ ہمیشہ مقبوس  
صنعت بے نظیر تیری کیے ہیں ایک جا  
عضو بدن بنائے ہیں تو نے ہر ایک ہمیشہ  
تو نے دیا لباس بھی اپنے کرم سے بے نظیر  
وصف دیے ہیں تو نے کیا نفس بشر میں لا جواب  
باعث لطفت زندگی ہیں یہ خواہ اس ظاہری  
تو نے دیے ہیں اس خدا کیا ہی قواسے باطنی  
ایک مضمض اگر دیا لاکھ دوائیں خصلت کین  
تو نے بنا کے ماہوش دی ہیں انھیں نعمتیں  
تیرے کوشش میں یہ سب کیونکہ نہیں بشر کا دل

شمس و قمر نجوم کل زہرہ و اکمشان فلک  
بحر محیط و فلزم و نہر و خلیج اسفک  
ابر و ہوا و رعد و برق و مطر و فزا شفق و منک  
آتش و آب و خاک و بادارض و سمند و الجک  
لیل و نهار و روز و شب صبح و مساسر حاک  
برگ و ثمر و شجر و حیر و شست و گیاد اسپرک  
موت و حیات و زندگی نشو و نما فرج و فنا  
ضوء و ضفا و نار و نور و لمعہ و برق و آرنجک  
روح و روان و آتش و پیکر و قدر و مشترک  
ساعہ و کتف و دست و پائی و چشم و مردانک  
شال و سمور و پر نیان قائم و اطلس و فنک  
قمر و غضب و تم کرم ہوش و خرد گمان و شک  
نطق و مشام و ذوق و لمس و سمع و بصر و کھنک  
وہم و خیال و مدرکہ حافظہ حس مشترک  
صبر و سنا و خاشی و زہد و نفث و خشک  
حسن و شباب و دولولہ ناز و ادا و چاک و مک  
دزد و حنا و ہوشان و سرخی و فتنہ و کھنک

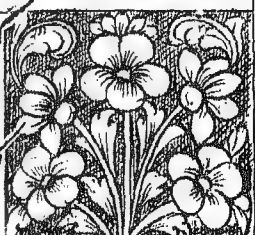
کچھ نہ کسی سے بن پڑی سب یہ بنا کے چل رہے  
 مجھ کو ہر زیب عجزیت تجھ کو الوہیت سزا  
 میرے نصیب کا جو ہے مجھ کو لگا وہ ضرور  
 رہتا ہوں بسکہ رات دن اپنی خطا سے مشغول  
 تیری مدد کی ہر امید اُس سے دم مقابلہ  
 امت احمدی ہوں میں اشک مر جو جانیگے  
 ہونے لگے گناہگار جب عرصہ حشر میں طلب  
 کس کا حساب کیسا حشر تیرے کرم کے سنا  
 امت مذنبہ کو ہر تجھے امید مغفرت  
 تو نے پڑھائی آبرو مجھ سے ذلیل و غوار کی  
 زخم بہے ہیں پھوٹ کر عاشق نامراد کے  
 تیرے کرم کا ہر مقرر جسم پہ میرے بال بال  
 جلوہ دکھائے خلد میں جان حزم کو فے سرور  
 یونہی رہوں فرقت تیرے رسول پاک پر  
 سوؤں کبھی نہ چین سے عشق نبی میں ات دن

تخت دار یکہ و مکان قصر و منازل و کشک  
 مجھے گناہ سرسبز تجھے ہی عفو یک بیک  
 فکر کرے مری بلا بہرستاع منڈ لک  
 درمیرے دل میں یوں جانیں کی جیسے کھٹک  
 لطف نہیں جو غیر سے آنکھ مری گئی چھپک  
 کھدے کوئی جھیم سے چاہے تو جھدر دھک  
 مامعین خلد کیا حرمین زندگی وان چھڑک  
 خلد میں ہم تو جانیگے گھر کی طرح سے بیدھڑک  
 زمرہ عاصیان میں ہوں اسلیے میں بھی ملدھک  
 حشر میں سب کے سامنے ہونے کہیں مری ہٹک  
 تیرے غم فراق سے سینہ دلیں میں بشک  
 شکر گزار ہیں تیرے قلب و لسان ذوالحنک  
 اپنے جمال پاک سے قلب کو میرے کرخنک  
 گرمی عشق سے رہے قلب میں مبدم بھڑک  
 بھول کے بھی لگے ناب میری پکائی ان پک



کچھ نہ سخن کو یاد آئے وقت ہوا سکا جب اخیر

کلمۂ طیبہ مگر آئے زبان پہ یک بیک



زمر مہ سنجی عند لب قلم و نعت حضرت سیدنا خواجہ عالم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم

<p>جہان سے جبکہ شب تار ہو گئی کا فور موذنوں نے اذان مسجدوں میں دی آکر نیم صبح نے گلشن کو تازگی بخشی طرب فرما ہوا گلشن میں نغمہ بلبلس روش پہ سبزہ فحشہ لہلہاتا تھا نواے طوطی شکر نشان طرب انگیز چمن چمن گل و غنچہ شکنہ خندان صبانے آکے ادب سے جگا دیا مجھ کو زمین سے تابہ سپہ اور سپہر سے تا عرش نظر جو کی سر بالین تو دیکھتا کیا ہوں غضب کا حسن قیامت کا قد بلا کی ادا وہ مانگ نور سے جسکے ہو کمیشان نام جبیں وہ مطلع نور شید حسن و زیبائی بھوں پہ اُسکے گمان کا نو گمان کیونکہ وہ اُسکی تر چھی نگاہیں پھری ہوئی چتون</p>	<p>سحر نے جلوہ دکھایا فلک پہ پھیلا نور صلوٰۃ خیر من النوم کو کیا مشہور صبانے فیض سے عالم کو کر دیا معہور گلون کی خندہ زنی تھی کہ تھا وہ شور شور چمن میں تاک پہ تھا مست خوشہ انگور سماع و رقص میں ہر شاخ پر ہجوم طہور جہان جہان دل و دیدہ منور و سرور میں آنکھیں ملتا ہوا خواب سے اٹھا مخمور سُٹانے میرے نظر آیا ایک لکھ نور کھڑی ہی ہاتھ میں ساغر لیے ہوئے اک حور ستم کا بانگین آفت کا انکھڑو نہیں سرور وہ زلف جس سے کہ ہوتا فعل شب و بخور کہ جس سے صبح قیامت کا رنگ ہو کا فور کہ جسکے تیر مژدہ دلیں کرتے ہوں ناسور وہ لب گزان تبسم بدیدہ مخمور</p>
---	---

جو دیکھے عارضِ گلگون اُسکے وقت سرور  
 بجا ہو کیسے اگر اسکو رشکِ شعلہ طور  
 تو قصدِ جسم کرے روحِ خشکانِ قبور  
 الم سے گریہ کرے چشمِ جوہرِ ساطور  
 کہ جیسے جامِ بلورین میں بادۂ انگور  
 لباس ایسا کہ بچہ دیکھے کوئی کیا مقدر  
 ادا سے چینِ بچین اپنے حسنِ پرغور  
 مجھے جمال سے اُسکے ہوا جنون کا و فور  
 خدا کے لطف کا دل سے ہوا فقیرِ شکو  
 غزل یہ پڑھنے لگا جھوم کر بندوقِ حنّو

یقین ہو بلبلِ شیدا کا دم پھٹک جائے  
 وہ بیتی جب پہ کہ خود بینی اسکو زیب آہو  
 ہلائے گریبِ جان بخشِ فاتحہ کے لیے  
 وہ اسکی تیغِ تبسم کہ جسکے کشتون پر  
 گلو صاف میں یون پان کی عیاںِ نخی  
 جو اہر ایسے کہ تعریف کیجے کیا امکان  
 بصدِ کرشمہ و انداز و عشوہ و غمزہ  
 کھڑی رہی وہ بہت دیر تک مگر خاموش  
 مشابہت جو بہت پانی یار سے اپنے  
 خیال یار نے قیاب کر دیا مجھ کو

### مطلع

حرام ہو مجھے بے یار یہ شرابِ طہور  
 کہ اُسکے ماتمہ نے پیتے کبھی مگر انگور  
 بجا ہو کیسے اگر اسکو خانا زہور  
 کہ جوش کرے یہ سہو چشمِ رشکِ فار تنور  
 جسے نہ رحم نہ کچھ پاسِ خاطرِ رنجور  
 خیال ہو کہ نہو جانِ اسکی جانِ سو دور

پیو نگاہ میں نہ کبھی ماتمہ سے ترے او حور  
 یہ آرزو ہی مرے دل میں رہ گئی افسوس  
 دام رہتی ہو سینے میں نیشِ غم سے نملش  
 وہ التھابِ دلِ نا صبور کا عالم  
 وہ شوخ بے سبب آزار پڑ گیا پیچھے  
 وہ بدگمان مرے مرنے پہ بھی نہیں راضی



یہ ضدئی ہر ملو تم تو غیر سے لیکن  
 ہزار پردوں میں ہو وہ پری تو کیا غم ہو  
 جو دل کو دے کے طلبگار ہوں انھیں دم دے  
 خدا کے واسطے ظالم ذرا تو کرا انصاف  
 کسی کیچ میں آؤں نہیں وہ دیوانہ  
 وصال غیر کے طغیوں سے ہو گئے ہیں خجل  
 بتنگ گریہ میں آؤں جنوں کمان جائیں  
 دُور ہی ہر قیامت سے حق کی ستاری  
 ہم اور بزم سے ناکام یوں چلے جائیں  
 تم اور کشمکش طعن افسر با افسوس  
 کسی کو بیچ کے دریافت تو کرو احوال  
 مری تو غم ہی کہ جو کچھ کہو کروں تسلیم  
 سبب طلال کا سمجھو ہماری جانب سے  
 اتنی کس بت بے داد گر سے کام پڑا  
 بتوں کے باب میں احوال غلو عبث تکرار  
 کمال علم وہ نہ اٹھ گیا زمانہ سے  
 غزل سنی تو بعد ناز اُس نے فرمایا

ہمارا ملنا کسی سے تمہیں نہ منظور  
 مری نگاہ میں ہو ہر جگہ اُسی کا ظہور  
 مجھے معاف کہ عادت سے اپنی ہوں مجبور  
 کہ توجہ کرے اور میں وفا پہ ہوں مجبور  
 پنہائے بیڑیاں مجھ کو جنوں کا کیا مقدر  
 کر نیلے آج سزا میری کچھ نہ کچھ وہ ضرور  
 کہ روزِ ہجر ہو برسات کی شبِ دیخور  
 ستم ہو گر نہ گھلین اُسکے جو ر روزِ نشور  
 یہ سب ندامت عاشق تمہیں ہی خود منظور  
 تمہاری شرم نے مجھ کو بھی کر دیا مجبور  
 نہ آدبِ عیادت بخائے نہ رنجور  
 شکستِ عہد و وفا کا نہ کیجئے سزا کو  
 گمان بنے کیا ہو تمہارے دلیں منظور  
 کہ جسکو لطف و کرم جو ر و ظلم سب سے نفور  
 تمہاری آنکھ پہ پردے ہیں عقل میں ہی فتور  
 سخن و دن کو بھی ہو شاعری سے اب تو نفور  
 سخنِ شرابِ محبت سے کس کے ہی مخمور

کہان اوڑائی ہو طالم شراب عشق مجاز  
 میں امر ب ہون کہ ساقی ہوں آج تیرے لیے  
 یہ دولت ابدی اُنکے ہو نصیبوں میں  
 مہر محبت محبوب کبریا پی لے  
 یہ سُنکے فرط مسرت سے مین ہوا بیہوش  
 کھلی جو آنکھ تو پایا نہ پھر نشان اُسکا  
 پلائی امر خداے جلیل نے وہ چہنہ  
 مجھے بھی ناز ہوا اپنے عشق کامل پر  
 وہ شاہ حسن ہوا مہربان کہ جسکے لیے  
 وہ با وقار مٹائے مین جسکی ہیبت نے  
 وہ فراعنہ جلالت کہ جسکے پر تو سے  
 وہ ماہ برج نبوت کہ جسکا نور قدم  
 وہ شمع انجمنِ حُرفت کہ جس سے ہوا  
 وہ عبد خاص خداوند ذوالجلال کہ ہو  
 وہ با وفا صنم حق شناس و عزیز نوش  
 وہ بانی سازِ برگاہِ خالق اکبر  
 وہ جسکے نام سے پیدا نماز کی صورت

چھپانہ مجھ سے کہ ظاہر ہی صاف اُسکا سرور  
 کیا ہو حق نے اسی واسطے مجھے مامور  
 کہ جسکی لوحِ جہن پر ازل سے ہو مسطور  
 کہ جس سے صبح قیامت تلک رہے مسرور  
 چمک کے کچھ مرے اوپر چلی گئی وہ حور  
 نظر کے سامنے دم بھر مین ہو گئی کافور  
 کہ جسکو جانتا ہی خود وہ قادر و غفور  
 کہ تھا بجز حقیقت سے ہو گیا معمور  
 تپان ہو شوق سے ہر دم مراد دل مجبور  
 جہان سے کفر و ضلالت کے نامور مشہور  
 بلا ہی آدمِ خاکی کو ایسا خلعت نور  
 ہوا ہو باعثِ تکوین عالمِ معسور  
 طلوعِ غیرِ اسلام و موحصل و کفور  
 رحیم امتِ عاصیِ مثالِ رب غفور  
 کہ جسکے وعدہ کار و جزا پہ ہوں مغرور  
 کہ جسکا نام مری لوحِ دل پہ ہو مسطور  
 قیام و سجدہ رکوع و قعود و جسدِ امور

وہ جسکا نام ہی نام خدا کے ساتھ قسم شہ سر پر رسالت محیط فضل و کمال رحیم و نسیج لطف و کرم شفیع ام وہ کون احمد بیسم صاحب لولاک ہو المنور شمس الضحیٰ ابی القاسم بفکر مدحت او چون ز خوشن فترسم در و دژہ کے وہ پڑھتا ہوں طلع روشن	وہ جسکا نام ہی نام خدا بہت مشہور شفیع ہر دوسدا قاسم نعیم و قصور مطاع عالم و آدم طبع رب غفور محمد عربی عین ذات رب غفور ہو المقدس بدرالرجی ابو المنصور برآمد آیت طوبیٰ الیک از لب سور کہ جسکے سننے سے ہوا معین کو وجود و سرور
---	---

## مطلع

جو قرب تج کو سیر ہوا خدا کے حضور خدا کہے ارہنی جو کہا تھا موسیٰ نے ترا جمال ہو نور نگاہ جن و بشر ترمی غلامی کی عطمت سے کرد راہ بلال ترا کرم ہو احب پر وہ ہو گیا مرحوم ازل سے تیرے شاخوان رہینگے تابہ ابد ظہور تیرا ہو منظور تھا خدا کو دمان یہ احتساب ترا مانع شراب ہوا وہ نہی بارہ گلگون نے رنگ دکھلایا	کلمہ کو بھی وہ رتبہ ملانہ بہر طور دلیل ہو یہ محبت کی عشق کا ہو طور تراغبسار کھن پا ہو کھل دیدہ خور سفیدہ رخ خاقان و سہرہ فقور ترا غضب ہو احب پر وہ ہو گیا مقہور تمام حور و ملک جن و انس و حش و طہور اسی سبب سے ہو اکبرہ قبلہ جمہور کہ سرکہ ہو گئی مینا نے مین مگر کہ مہوشوں کی بھی آنکھوں میں باندھیں سرور
--	--

سنا و عید کبار جو تجھ سے لوگوں نے  
 اشارہ سر انگشت سے دو نیم ہوا  
 یہ رحم قتل عدو میں کہ دم شکستن تک  
 ترا وہ رعب کہ ہل جائے نام کو سنکر  
 مخالفوں کو ترے گردان جنم ہی  
 وہ تیری بخشش کی رودہی حساب میں آئے  
 کسی کو تیری جگہ تھی جلوس کی نہ مجال  
 کروں میں کیونکہ شمار فضائل اقدس  
 خدا ہی تیرا شاہان تو مرتبے کو ترے  
 شفیع امت عاصی ہر ذات بابرکات  
 دعائیں ہی کہ دنیا میں ہیں ہوں جتنا کہ  
 وصال ہو تو ترا ہی وصال ہو مجھ کو  
 ترے ہی عشق میں ہو خاتمہ بخیر مرا  
 ترے خیال میں ہوتا ہوں جبین ہوتا ہوں  
 جہاں کہ ازل میں المسام یا صغی  
 صبا مدینے میں جا آج میری خاطر سے  
 پھر سے جو ان سے تو لانا ضرور میرے لیے

غریب وعدہ سے بھی ہو گیا بتوں کو نفور  
 جو آیا ہر دعا سے رادشمن مقہور  
 کیا ہی آب دم تیغ سے بھلق و جور  
 سر عیلمت سلطان وقصر و بقعور  
 جلا ہی ہی بیان بھی تو آنکو تابش ہو  
 زبان پہ گنج فراوان کا جسد مذکور  
 اسی سبب سے مقدم ترا ہوا نہ طور  
 کہ میری فکر ہی عاجز نہ مرا قلم نہ دور  
 کرے جو فہم یہ ادراک کا نہیں مقدر  
 فقیر کا بھی رہے حشر میں خیال ضرور  
 تری شراب محبت سے دل چہے سرور  
 مروں تو قبر بھی ہو تیرے نور سے مہور  
 تھے ہی امت ناجی کے ساتھ ہوں محشور  
 نہ چین دیگا نہ خاک بھی یہ ذوق حضور  
 و با وصال ازل حزن ذالک البخور  
 جو ہو سکے تو کراں شاہ سے مرا مذکور  
 بتی کے روضہ اقدس کی کچھ شمیم بخور

سخن تمام کرو نعت صاحبِ لولاک	خیال قصر ہے وصف میں ادب کے ضرور
بس اب دعائیں ہو سرگرم زمزمہ سنجی	کہ ہر اجابت خالق کو بھی یہی منظور
خدا کے علم میں جب تک ہے جہان کو قرار	خدا کے نور سے جب تک رہے ابد محمود
فروغ نیر اسلام میں ترقی ہو	ہونے پائے کبھی کفر کی شب و بجور
وہ آل پاک ترے اور وہ صحاب کبار	کہ جنکے وصف میں قرآن میں ہر جگہ مسطور
ہمیشہ اُنہ خدا کا رہے درود و سلام	محب جو اُنکے ہوں بختے انھیں خدا بخونور
فَاَتَجِبُ لِدُعَائِي وَرَبِّكَ اِغْفِرْ لِي	بجاء الحمد مرسل بحق آیہ نور
دعا کے وقت جو اغفر زبان سے نکلا	تو اس قصیدے کی تالیف ہوگی مسطور

بیعت معافی بر دستِ مداح راسخ الاعتقاد بعزم ثبوت ولایت  
حضرت مرشد طریقت لازال شمس افادتم اے یوم التباد

کیا جو ایک چمن میں سیر کو تنہا	تو نکلت گل و غنچہ سے لطفِ غلہ ملا
نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہاں	بیان شاہد دست و شوخ بے پروا
دم سحر تھی وہ دلکش فضا سے چمن	کہ بلبِلِ دل نالان پکارا صلِ علی
بہارِ داغِ دل لالہ لایع بہ کفت	صدائے خندہ گل شو بلبِلِ شیدا
عروسِ باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی	بغل میں سب کے تھانو شو شہانا اک جوڑا
سمن کی فراطراکت سے ایسی صورت تھی	کہ جس طرح کسی گھرو کا ہو رخِ زیبا
ہر ایک زکس سرست اپنی شوخی سے	خیالے مردک چشم عاشق شیدا



جو سیم سے گل شب کو دیکھے شبیہ  
نمڑے وان کے درختوں کے بیوہ بنت  
بہار و سیر چمن بجا گئی جو آنکھوں میں  
تو کیے کیوں گل صد برگ کو نہ مثل طلحہ  
شجر تھے اس چمنان کے ہم سر طویا  
تو بیٹھے بیٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اسٹا

## مطلع

نعم فراق سے پہنچا یہ حال زار مرا  
کسی صنم کی جواب دیکھوں میں زلف دو تا  
وہ نقش ہوں کہ مٹانے سے میں نگار ہوں  
جمال یار سے آیا جو غمش کبھی بہکو  
مجھے ہو کیا کہ میں اپنی وفا سے درگزر دن  
چھوڑا یا مجھے مرا یا رکھیں بہانے سے  
لیے نہیں بوسے تو ہنسنے تھاری زلفوں کے  
میں بیچتا ہوں اسے لوگے ایک سہ پر  
سر و رخسار پر دیکھو گرسم ہی جاتے ہو  
تھارے ظلم سہنگے رقیب بعد مرے  
غزل لکھی تھی بیان تک کہ سمت مغرب سے  
جو میں نے شوق سے گھبرا کے دیکھا سو ٹلکے  
کہ اے اسیر بلا نقش جو بریا کے الم

کہ مجھ کو دیکھ کے ہر ایک یار روئے لگا  
تو پڑھ کے دم کروں ہر دم دعا سے ترو بلا  
وہ قطرہ ہوں کہ اگر ہوں فنا تو ہوں دریا  
گلاب باغ جنان لا کے حور نے چھڑکا  
بلا سے گروہ ستم پیشہ کر رہا ہر جفا  
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا  
سزا جو چاہو کرو ہو گئی یہ ہم سے خطا  
خرید لے تو ابھی جس دل کا ہو سودا  
کہ ہر چلے ہوا دھراؤ میرے حور لقا  
کہان سے لاؤ گے صاحب سخن کو برجا  
صدائے عمدہ و پاکیزہ اک ہوتی سپا  
تو آتی ملہم غیبی سے پھر یہ جس کو ندا  
غریب اپنے غم سے تھلا کر جس و ہوا

قتیل خنجر ابرو سے موشان جہان	فداے روسے حینان شیدنا زو ادا
ستم رسیدہ گردون جو ہی ترا دشمن	فریب غور و دینا کہ جسکا ہی شیدا
تو کس خیال میں رہتا ہر رات دن غافل	جہان یہ خواب ہی ہرگز نہیں ہی اسکو بقا
ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہی	سوائے ذات خدا بسکے واسطے ہی فتن
کلید عقل سے گنجینہ مراد کو کھول	خوش کیا ہی کہ نہ میں نہیں زبان گویا
بور و کلمہ توحید مع کر اوسکی	کہ جو جہان میں مشہور ہی ولی خدا
مگر بچا تو اپنے سمند خامہ کو	سمجھ کے یان کے نشیب و فراز سے ہر جا
یہ سنکے لایا قلم شاخ نخل طوبی سے	سوا دمردک چشم حور کر اک جا
لکھا یہ مطلع برجستہ میں نے از رہ شوق	کہ ہو قبول بدرگاہ سرفرو والا

## مطلع

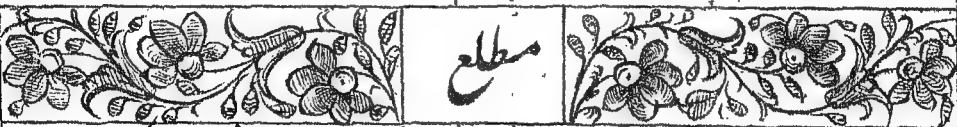
شہا ازل سے یہ مرقوم ہی بکلمک قضا	ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
معین دین محمد کفیل آمرزش	سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر	ملک نصال و پرپوش حبیل و حور لقا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم	بستون شرع و قرع آب گوہر تقویٰ
چراغ دو دہشتی و قادریہ طریق	فقیہ اکمل و شب زندہ دار پیر ہی
بستون کعبہ اسلام و عرش اعظم علم	گل بست کمالات و خضر را و صفا
وہ کون حضرت شاہ جہان قیام اصدق	کہ جسکے زیر کف پا ہو جنت الماوا

اور اس کے بعد یہ لکھا تھا مصرع موزون  
 مرے بیان نے جو بوسے مرے دہن کے لیے  
 بہار باغ معانی میں فیض اقدس سے  
 غلام اس تشہ والا کلیم پوش کا ہوں  
 شہا تو مہر و نشان میں ذرہ ناچینہ  
 ترا لعاب دہن خضر وار اگر ہو نصیب  
 ہوا ہوں جسے میں داخل تر غلاموں میں  
 ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب  
 شہان ذہر تری بارگاہ والا میں  
 زیادہ طول کہانتک سخن مریض ہو تم  
 پس از صلوة و وظائف بصد شوع و خضوع  
 یہ مہر طو کرے جب تک منازلِ فسلکی  
 کلیم و خرقہ ہو جب تک فقیر و ن کی پوش  
 نماز تاکہ جماعت سے ہو مساجد میں  
 خدائے روح مریدوں کو تیرا حسن ملیج  
 یہ سایہ قدم پاک تا قیامت ہو

غلام خاص ترا خردین قصیدہ سرا  
 الہی نام یہ کس کا زبان پر آیا  
 دکھا رہی ہو عجب لطف اپنی طبع رسا  
 کہ جس کے شوق میں ہن بیان ہزار جا بے قبا  
 کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا  
 تو مجھ کو پھر نہ ہے آرزوے آب بقا  
 نہ مجھ کو ہو غم امرو ز نے غم فردا  
 گذرتی ہو مری ہر دم میان خوف ورجا  
 سنبھتے خاک کو ہیں فرشِ اطلس و دیبا  
 و فوضعت سے بھی فکر کا نہیں یارا  
 یہی دعا ہو خدا سے ہماری صبح و مسا  
 یہ ماہ اس سے کرے جب تک کہ کسب ضیا  
 لباس اہل تنگم ہو اطلس و دیبا  
 زبان و دل کو رہے تاکہ ورنہ نام خدا  
 دوائے درد دل بیکان ہو نام ترا  
 بفرق جملہ مریدان خصوص بر سر

قصیدہ سراپا سوز و گداز رو بروئے معشوق پر دغا سرست ناز

جوش پر ایکے جنون خیز وہ آئی ہو بہار ابر کے فیض سے خالی نہیں ذرہ بھی کہیں گل تو گل سبزہ نو خیز یہ اک جو بن ہو مست و مدہوش ادھر کو چین سے عاشق لحن مرغان نوا سنج سے ہو دل کو سرور اک پری رونق گلشن ہو بصد ناز کہ گر وہ صنم اپنے لیے آپ بنا ہو ساقی نشہ صبا میں تو بہا ہو بھری شیشے میں کشتی مومین لب جوہن کباب ماہی بزم موم دیکھ کے گلزار میں اس لطف کے ساتھ حکم دے ساقی موش تو کرین بادہ کشی نہ سہی یہ تو اجازت ہو غزل پڑھنے کی	نکست گل سے ہوا نشہ جام سرشار مثل غسل ہو زمین شکل ز تر و کمر پتے پتے پہ عجب لطف سے آئی ہو بہار یا گل میں ہو ادھر نالہ کنان لبس زار صحن بستان فرح خیز سے ہو جان کو قرار دیکھئے اسکو تو ہو جاے جنون سر پہ سوار بزم عشرت عجب انداز سے کی ہو تیار صاف شیشے میں ہو موم میں نہیں گرد و غبار ناز و انداز سے ہوتا ہو لطمہ محو کا شکار روح حبشید تڑپتی ہو پڑی زیر مزار اذن دے دلبر بدخو تو کرین بوس و کنا کہ کسی طرح نکالیں تو ذرا دل کا خار
---	---



تو جو ساقی ہو مرا اے مدہ خورشید عذار بلبلے شورش تری اے جوش جنون ش میں آ جوہر آنکھ نہ ڈالوں جو نظر آئے مجھے	رہن بیخا نہ کروں شیخ زمیں کی دستار کہ مری حبیب میں رہنے نہ یا ایک بھی تار شوخی و طراش ہو میرا بھی بت گلزار
--	--

ہوئی نفرت وہ تبون سے کہ خدا شاہد ہے  
 شک مجھے ہوتا ہے و اعطائے سمجھانے پر  
 کیونہیں عاشق بے زر کو بھی ہر لذتِ عشق  
 راز دل کس سے کہوں ہے اسی فکر میں ہوں  
 آدمی ہیں کہ ملک کیونکہ نہ بے چین رہیں  
 میں تو وارفتگی دل پہ فدا ہوں اپنی  
 دوز رکھا مجھے اُس دشمن جان سے تو نے  
 ہائے اک روز معین ہے قیامت کا مگر  
 ہم بجز عشق مقلد کسی مذہب کے نہیں  
 واعطو علم ہی کچھ اور یقین ہی کچھ اور  
 دیکھیے ہوتا ہے کیا اسکا نتیجہ آخر  
 روز بدتجربہ کو مرے صبر نے یہ دکھلایا  
 ہائے افسوس تم اور غیر کے دم میں آؤ  
 پھول تو لاؤ گے کیا خاک مری تربت پر  
 مہربان ہو کے بھی تم دیکھ لو حسرت نہ رہے  
 ہجر میں کیون نہ ملے عشق حقیقی کا مزا  
 نیندا آتی ہے جو بے وقت سبب مجھے سنو

چھو لیں وہ بیخ تو خند سے میں پن لہن زہار  
 سچ بتا تو بھی کہیں یار کا ہے عاشق زار  
 ہے سر زلف صنم کو نہ ملے مشک تار  
 بدگمانی سے سمجھتا ہوں میں سب کو اغیار  
 اے صنم تاجہ کجا حسرت آغوش و کنار  
 رشک دشمن سے عرض مجھ کو نہ تھے سروکار  
 آسمان تیری عنایات کا ہوں شکر گزار  
 سیری تقدیر کی جوشب ہی وہ ہے روز شمار  
 رکھی سچ نہ پنا بھی ہنسنے ز سنا  
 مرے اعراض ہی کہتے ہو خدا ہی عفار  
 دل لگا اُس سے جو ہر ہمہ دل جانے نثار  
 آ رہا اور پر پوش ترے زیر دیوار  
 سادگی تھی کہ سمجھتا تھا میں تمکو عیار  
 گل تو کر جانا ذرا آ کے مری شمع مزار  
 مجھ کو اس آئینگی الفت نہ تمہاری زہار  
 جب ہوا حشر یہ موقوف تمہارا دیدار  
 بنم اغیار میں شب کو جو رہے ہو سید



بدگمان ہو گئے میں نے جو کہا تو تم حسین  
 ہم بھی اب اور کہیں چارہ آزار کریں  
 نقد جان دے کہ بھی ہم اسکو نفیت سمجھیں  
 چھڑکی بات تو ہوا اور مگر غیب کا ذکر  
 ہم کو دم دے کے چلے جاتے ہو اچھا ہم بھی  
 ہاں زبان روک سخن ہرزہ و اغفلت میں  
 شادی وصل صنم تجکو مبارک کہ ہوے  
 تجکو کیا غم جو ندے ساقی مہوش سا غم  
 ہی تری فکر بلند اوج دہ معنی و لفظ  
 تجھ کو شاہنشہ اقلیم سخن کہتے ہیں  
 گل سے لے دام اگر ہاتھ نہ آئے تجھے مل  
 بیٹھ جا سائے اس شوخ کے سرست ادا  
 کہ نہ پینے دے اسے ایک بھی تو جرعه محو  
 شہر وہ پڑھ کہ سنے ہوں نہ کبھی ساقی نے  
 دل گذر گا خیال سخن آرائی ہو  
 وہ پڑھوں مطلع رنگین کہ نہ ہوش آنے کبھی

کس قدر وہم ہو لاجول ولا استغفار  
 تم تو کرتے ہو مری چارہ گری سے انکار  
 روز محشر بھی جو حاصل ہو تھا را دیدار  
 مجھے ہرگز نہ کرو میں نے کہا ہو ستو بار  
 زندگی ہو تو سمجھ لینگے کبھی ادیب سار  
 راز دل یوں کوئی کرتا ہی توں سے اظہار  
 یاس و حسرت الم و درد نصیب اغیار  
 تجکو کیا فکر اگر آئے گلستان میں ہر بار  
 ہو ترا ذہن رسا واقف رمز اشعار  
 تیری باتوں پہ فصاحت بھی ہو جانے ستار  
 گردش جام سمجھ گردش چرخ و دار  
 بادۂ ناب سخن سے ہو یہاں تک سرشار  
 سن لے جب تک کہ نہ دو چار وہ تیرے شعار  
 کام وہ کر کہ محبت کا تری ہو اظہار  
 اک نئے رنگ سے دکھلاؤن طبیعت کی بنا  
 سنکے بے ہوش گلستان میں جو ہو بلبل زار



## مطلع

اے پری رو تم ایجا و جان کے عیار  
 رونق گلشن فردوس تر نقش قدم  
 تیری طاعت کے سبب ہر مہ کنان بیدل  
 تیرے عشاق ہیں وہ جنبہ فانیہ معشوق  
 تیری ہر بات میں ہر صورت اعجاز سج  
 تجھ کو آسان ہر دشوار کا آسان کرنا  
 لطف سے تیرے ہر معرکہ عالم میں خوشی  
 جس نے وہ ہر کہہ چار دہم بھی نہ خوب ار  
 ناز و دھن کہ اٹھا نہیں ہر اک کوشش  
 تیرا اسے تیرے نور کا عالم ہے  
 مانگ تیری علم افزہ رہنما نہ خیر  
 موتی اس مانگتے عشاق کے دل پر عالم  
 پین پینانی ہر پانہ مار نہ تیرے ہر دہ  
 پانہ ار سہرین ہم دیکھتے یہ ماہر  
 حلقہ گوش ہر یا ہر دہ تیرے ہر حسن  
 موتی بالی کے ہیں اس حسن ہوا ہر گوش

دل تجھے کیونکہ ندون تو ہر جان کا دلدار  
 سہرے چشم کو اکب ترے تو سن کا غبار  
 تیری الفت میں ہر یوسف سے زلیخا بزار  
 تیرے شیدا ہیں دل و جان سب بتان فخر  
 تیرے ہر فعل میں ہر دولت ہر حکم جبار  
 تجھے دشوار ہر دشوار کا یہنہ دشوار  
 خالق سے تیرے ہر عشاق کا دل اپنے و ہمار  
 رنگ نہ ہر گاہ کہ زمین نہ وہ رنگت نہ ہا  
 جو وہ ہیں کہ سب ہر تیرے کیا استغفار  
 تیرے بال سے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے  
 زانہ تیری ستم سوز چنکاری مار  
 تیرے ہر شے کے ذرا اکبر بھی آیا ہر قوار  
 جو جسے دینا کہ ہر ایک سے مع ہمار  
 یہ وہ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے  
 تیرے گوش ہر یا ہر دہ تیرے تیرے مار  
 بجلیاں کانوں میں ہر برق و خشان کی ہمار

تیغ ابرو ہر تری چاک جگر میں مشاق  
 چشم قنار تیری ہر لیک کو شام امید  
 ڈور سے آنکھوں کے ترے دام تو آنکھیں صبا پر  
 سر پہ چشم ہر یا آہ رسا کا ہر دھواں  
 تو ہر سرشار کر دے سے ظالم تیری  
 روشن چتر سے ہنرہ یہ بیکار نہیں  
 خال نہ یہاں نہ سمجھ دے غلط پہ کہ ہر  
 تیری مٹی گل شبنم سے لطافت میں زیاد  
 ہر بلبلوں میں وہ ہلاکت کہ کسی میں بھی نہیں  
 تاب دندان ہو کہ ہر تیر شہاب ثاقب  
 وہ دہن ہو کہ جان بات بنائے نہ بنے  
 سب سے تیرے زنج کی ہو مناسب تشبیہ  
 گول بازو ہیں تیرے نور کے سانچے میں ٹھیلے  
 قیمتی نور کے ہیں یا ہیں حباب دریا  
 ٹاٹ گرداب ہو دریا سے لطافت ہو شکم  
 بچنے کا ہر جوانی میں کمر پہ جو بن  
 گفتگو کیجیے عکس دہن تنگ میں کیا  
 نوک مژگان ہر تری بخیہ گری کوتاہ  
 روئے خندان ترا عشاق کو ہر صبح بہار  
 دل وارفتہ اسی جال سے ہوتے ہیں شکار  
 یا یہ ہر خاک دل سوختہ کا پسے غبار  
 چشم قنار نگہ ناز میں دونوں ہر شیار  
 خط عارض جو ہو آئینہ ہو پے رنگار  
 عنایب جگر افکار میں ان گلزار  
 لطف شب امین تو انہیں ہر مزا دل نثار  
 بلبلوں میں ہر ہم گل سے اسی پر تکرار  
 نوک مژگان ہو کہ ہر چہی جگر و دل کے ہر پار  
 وہ سخن ہو کہ جہان تاب سخن ہو دشوار  
 حسن سے گردن مینا میں ہو کچھ اور بہار  
 دوست ہو پھر ترے نور کی ہر جان نثار  
 سیئہ صاف چو کچھ کہ ہیں تیرے آثار  
 کراک موج ہر آغوش ہو دریا کا کتار  
 نہ ہو معدوم نہ ہر بال سے باریک نہ تار  
 ہر حیا آپ کی خود مانع طرز گفتار

ران وہ دیکھنے کا جسکے نظر کو ارمان  
 رشک یہ ہو کہ جناکس نے لگائی ہوگی  
 رشک یہ ہو کہ تجھے کس نے پنچائے تعویذ  
 رشک یہ ہو کہ پُپے ہوں ترے گیسوؤں پر  
 رشک یہ ہو کہ نہ لیں ہم تو لبوں کے پوسے  
 رشک یہ ہو کہ ترے سانسے ہو آئینہ  
 رشک یہ ہو کہ تضرکا ہو ایک باعث  
 رشک یہ ہو کہ ہوں تیکے تو ترے ہم پہلو  
 رشک یہ ہو کہ تجھے ہو گئی کیوں ل سے پسند  
 رشک یہ ہو کہ تم آتے جو عیادت کو مری  
 رشک یہ ہو کہ مراد دل بھی ہو امیر ارقیب  
 رشک یہ ہو کہ جنون بھی ہو الف کا شریک  
 آرزو ہو کہ جنون سے ہو فراغت حاصل  
 آرزو ہو کہ بلا لوبہ را پوچھو احوال  
 آرزو ہو کہ دکھا دو ہمیں صورت اپنی  
 آرزو ہو کہ جو ہو در دہارے سر میں  
 آرزو ہو کہ تھیں چین نہ آئے دم بھر

پاؤں وہ جب پہن ہوین سر عشاق نشا  
 پاسے نازک ہیں تہے اور نہ ہو شید عذار  
 کون ہو کس کی نظر ترے گلے کی ہوتی ہار  
 اور ہم دور سے کھاتے ہیں بل صورتِ ناز  
 اور بے جام کہ جو مڑے ہی ہر دم سرشار  
 وہ دم لے وہی ظالم ترے جوین کی بہا  
 غیر کے نام پہ کیوں ہوتے ہوتا نابزار  
 ہم شبِ نعم میں تر پتہ رہیں تنہا بیکار  
 قتل کو میرے عدو نہ جو نہ تھے دی تلوار  
 رشک سے ہو گیا وان غیر کا جینا دشوار  
 چاہتا ہی ترے قدموں پہ وہ ہو جائے تار  
 وزیدِ محب کو لیے پھرتا ہی ہر شہر و دیار  
 چہاں ڈالے ہیں اسی واسطے ہیں کج کسار  
 ہم کہیں حالتِ تم بھی کروستفسار  
 اس طرح سے کہ ترقی پہ ہو شوق دیدار  
 تم جو کہ لو اسے زانو پہ تو آباے قہار  
 میری فوجت میں رہو جان سے اپنی ہیرا

آرزو ہو کہ نہ درخوش کسی غیر کو تم  
 آرزو ہو کہ جتانے کو وفا مجھے کرو  
 آرزو ہو کہ نہ کھا جاوے سر کی قسم  
 آرزو ہو کہ کسی سے تو کرو وعدہ وفا  
 آرزو ہو کہ پینے دین تجھے موجب تک  
 آرزو ہو کہ کچھ انصاف سے بھی غور کرو  
 ایک تم ہو کہ تمھیں عیش و مسرت ہی بام  
 ایک تم ہو کہ تمھیں مسرت لقا کہتے ہیں  
 ایک تم ہو کہ ہو غیروں کے جگانے والے  
 ایک تم ہو کہ وفا سے و تفریق کو  
 ایک تم ہو کہ لب بام ہو اختیار کے ساتھ  
 ایک تم ہو کہ چاہتے ہو کہ کبھی سے  
 ایک تم ہو کہ کوئی بات بنانی نہیں  
 ایک تم ہو کہ تمھیں چاہے کے ارمان ہو  
 ایک تم ہو کہ تمھیں قتل ہی آسان نہیں  
 ایک تم ہو کہ تمھیں غیب سے کچھ نہیں  
 ایک تم ہو کہ تمھیں کچھ مطلب

ہوتا نا بھی دم قتل ہمارے زنا  
 شکوہ جو عزیزان و فریب اغیار  
 حرف مطلب کے ادا ہوتے ہی کر کے انکار  
 تاکہ ہو سیت نہ عشاق کو چندان دشوار  
 آپ ہو جائیں نہ ہم تیرے لبوں سے شرار  
 حال میرا کہ نہیں جس سے تمھیں بھی انکار  
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں غم سے ہر دم شرکار  
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں ذرہ بھی تو ہیں یہ قیصر  
 ایک ہم ہیں کہ ہوے اپنے نہ طالع بیدار  
 ایک ہم ہیں کہ ہر الفت میں ہی اپنا شمار  
 ایک ہم ہیں کہ پڑے رہتے ہیں زیر دیوار  
 ایک ہم ہیں کہ ہوتے جاتے ہیں قیونہ شمار  
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں آسین نگرار  
 ایک ہم ہیں کہ ہوے نام سے اس کا بیزار  
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں مرگ ہی اپنی دشوار  
 ایک ہم ہیں کہ اسی غم میں ہمیشہ بچار  
 ایک ہم ہیں کہ ہیں تم سے فقط ہی سرکار



یہ بھی کچھ جو رہیں ظالم جو تجھے مین مرغوب  
 یہ بھی کچھ طور ہو عاشق کی دل آزاری کا  
 یہ بھی کچھ خلق ہو جب تکو لکھا خط ہنسنے  
 یہ بھی کچھ حسن ہو باتوں میں بدل جاتے ہو  
 یہ بھی کچھ شوق ہو تعریف کیا کرتے ہو  
 یہ بھی کچھ لطف ہو ہر روز خفا ہوتے ہو  
 یہ بھی کچھ ناز ہو رکھتے ہو قدم سینہ پہ  
 یہ بھی کچھ رمز ہو کرتے ہو اشارہ ہمسے  
 یہ بھی کچھ عذر ہو پانوں میں لگائی مندی  
 یہ بھی کچھ بات ہو ہر روز جلانے کو میرے  
 یہ بھی کچھ خمیر ہو بے وجہ بھڑا دیتے ہو  
 کیا ہو گر ہلکو کوئی چاہنے والا بلجائے  
 کیا ہو گر اپنا بھی ہو جائے مقدر ہر  
 کیا ہو گر اس سے مزاج اپنا موافق ہو جائے  
 کیا ہو گر اس کی عنایت کے رہیں ہم منون  
 کیا ہو گر حسن میں وہ منتخب عالم ہو  
 کیا ہو گر دیکھ کے اسکو تجھے سکنا ہو جائے

یوں بھی دیتا ہو کسی کو کوئی دلبر آزار  
 کیا سبب ہو جو ربا کرتے ہو ہر دم خوشنوا  
 نامہ بر زندہ نہ چھوڑ کر کبھی آیا زہار  
 کی جہان بنے خوشاد ہوئے اسکے تم پار  
 عاشقانہ کوئی پڑھتا ہو جو اگر اشعار  
 ہم سناتے ہیں تو ہو جاتے ہو جسے ہزار  
 رکھتے رکھتے وہیں پھر لیتے ہو جلدی اوتار  
 اسطرح سے کہ سمجھ جاتے ہیں اسکو اغیار  
 ہمکو آنے کی اجازت نہیں دیتے اکبار  
 بے سبب تھے ہو دشنام عدد کو دو چار  
 بیخودی میں مجھے اغیار سے ہو کر شرار  
 ہر خوش غنچہ دہیں ماہلق گلزار  
 ہاتھ آجائے کوئی صاحب الفت دلدار  
 جان فدا اسپہ ہو میری وہ رہے مجھ پریشا  
 با وفا عشق کی اپنی اسے دکھلا میں بہار  
 سب حینان جہان جان سے اسپہ یون نشا  
 حسن اسکا ہو ترے مرآت رخ کا رنگار

کیا ہو کر اسکی وفا عام ہو ہر ایک کے ساتھ  
 کیا ہو کر اس کے تتم خاص ہوں میر ہی لیے  
 کیا ہو کر تیرے علی الرغم وہ پیکر صہبا  
 کیا ہو کر آفت جان اسکی ہو ہر ایک ادا  
 کیا ہو کر تم پہ بھی اسکا کہیں سایہ پڑ جا  
 ایسے معشوق کا لگنا تو بہت ہی آسان  
 تم اگر چاہو تو مجھے بھی وہی ہو امید  
 پھر یو دل کو ہمارے اگر آجا کہیں  
 ہاے افسوس مری قد نہ جانی تھے  
 میں نے رو رو کے اسی عشق میں یوں تپہ  
 دل سے بڑھ کر نہیں انسان کو کوئی چیز عزیز  
 رشک دشمن بھی سے میں نے تیری خاطر سے  
 سیر گلشن سے نہ ہلا دل شیدا اپنا  
 تیرے در پہ بھی تو رہنے کے روادا نہیں  
 دل لگی ہوتی سمجھتے تھے محبت تیری  
 جس پر تیری تنہا بقایا میں گذری  
 مرضِ عجب کی شاید کوئی تدبیر نہیں

کہیں باقی نہ رہے نام کو رسمِ آزار  
 غیر کو اسکی جنا سے نہ ہو مطلق سروکار  
 دل جلانے ترا اور سے کرے بوس و کنار  
 فتنہ گر چشم قیامت کا نمونہ رفتار  
 دفعہ ہو ستم و جور و جفا سے بغیر  
 غلصی تھے نظر آتی ہو لیکن دشوار  
 تم نہ چاہو تو کمان عشق کمان کا دلدار  
 روک دو اسکو جو ہم پر کوئی مائل ہو نگار  
 مجھ سا پاؤ گے نہ دنیا میں کوئی عاشق زار  
 اپنے اشکون کے کیہ میں در شاو اب تبار  
 اسکو بھی میں نے تصدق کیا تم پر اسے یار  
 بے حیا تو نے کس مجھ کو اگرچہ ستوار  
 خاک سمجھے تری فرقت میں فتنائے گلزار  
 ہو گئے دشمن جان ایسے مرے اہل دیار  
 زندگی ہو گئی اس کھیل میں ہسکودنوار  
 چاہتے ہم توفد اکاہین ہوتا دیدار  
 سوچتا ہوں نظر آتا نہیں کچھ پارہ کار

تھم بھی معذور ہو چلتی تیں ہم میں ناچار  
روز روشن کو جا ہی مرے کہنا شب تار  
مرگ کے بعد بھی باقی نہ رہے نام مزار  
کسی سنا ہو کسی فلت نہنجار  
دیکھ ہو جا کے کہیں بادۂ الفت کا خار  
نور انجسم سے رہے تاکہ متور شب تار  
دل عاشق کو قلق اور دل دابر کو قرار  
و الفت سے تری میں ہوں اہر دم سزار

کیا کرے کوئی جو تقدیر الٰہی یوں ہو  
بخت کو میرے مناسب ہو جو گردا بکین  
جو افلاک سے یہ ہم کو یقین ہوتا ہو  
اس سخن شکوہ بجا سے کہ کیا حاصل  
ختم کر نظم دل آشوب کہ ہر وقت یہی  
نور خورشید سے جھک کہ رہے دکو ضیا  
تار ہے گردش افلاک سے اس عالم میں  
تو سلامت رہے دنیا میں بعد ناز و ادا

تجدید بیعت مضامین رنگین بر دست مُردِ عقیقت آئین  
باطہار احوال تر و دقرین بحضرت مرشد پاک حامی دین متین مدظلہ

کہ آب سبزہ بنا اپنے پائون کی تحسیر  
بنی ہو قوس قزح ابر کی ہر ایک لکیر  
اگرچہ ہر عدین جس طرح نالہ شکیں  
مثال آنسیم حیدر میں ہو تاثیر  
وہ موج ہو کہ سمندر بھی ہو ذلیل و حقیر  
شفق فلک زمین پر ہو لالہ بے توقیر  
فضا میں ہو گیا یہ ملک غیرت کشمیر

ہوا میں اگلے برس ای جنون یہ ہو تاثیر  
محیط ابر ہی ہر سو فضا سے راہی  
ترپ ہی برق میں جیسے مراد بقیاب  
لسان اشک ہو ہر دم تقاطع انظار  
جہان میں بحر جو ہے کنار و ساحل ہو  
بہار سبزہ کی کیساں ہو کوہ و صحرائیں  
ہو آئین چلتی ہیں سن سن گھٹا پیر ہر

بہار سبز خط مو شون کس رخ پری  
 غبار خسا طرد لدا رک کا تو ذکر نہیں  
 درخت جھوٹے ہیں مت میکشون کی طرح  
 کہیں پیپے کی پیہو کہیں ہو مور کا شور  
 کسی جگہ ہر چین میں پریشون کا ہجوم  
 کوئی فریقہ محبوب سبزہ رنگ پہ ہو  
 کوئی ہوشیفہ حسن چرخ مینائی  
 کوئی ہو محو تماشاے جلوہ دلدار  
 کوئی ہو بادۂ گلگون سے والدہ سرشار  
 پڑے ہوئے ہیں لیکن ہم ایسے جنگل میں  
 بجائے سبزہ جہان کا نسق آدم ہو  
 ہوا سے بحر میں طوفان کبھی جو آتا ہو  
 ہوا کا زور دلاتا ہو یا دھر صر صر  
 نظر کے سامنے میدان لق و دق وہ ہو  
 پتا شجر کے بھی سایہ کا یا نہیں کو سون  
 شغال و گرگ ہیں بے حد بے شمار بیان  
 خیال میں بھی نہیں اپنے صورت آدم

مثال آئینہ ہو سبز چہرہ شمشیر  
 و گر نہ خاک بھی اب ہر جگہ کی ہو اکسیر  
 چمن میں شور عناد ل بہ نالہ و لکیر  
 کہیں ہر برق درخشان کہیں ہوا بریطیر  
 کسی جگہ ہو وہیں عاشقون کا جسم غصیر  
 کوئی ہو مائل معشوق رشک بدنیہ  
 کوئی ہو منتظر جلوہ گاہ مہر سیر  
 کوئی ہو سنبل زلف پری و شانکا اسیر  
 کوئی ہو مست و وحدت خدائے قدیر  
 خرابیوں کو نہیں جسکی حاجت تحریر  
 بجائے ایز فلک کے ہیں حالتین تعمیر  
 تو ہستی پھرتی ہو پانی بہ بیان کی تعمیر  
 کنار بحر کا طوفان نوح کا ہو نظیر  
 کہ نہرہ آب ہو رستم کا رنگ ہو تعمیر  
 نہ صید گاہ کوئی اور نہ کوئی ہو پنجیر  
 پانگ گوشتے ہیں جا بجا ہیں شیر شریہ  
 نہ دیکھی خواب میں انسان کی کبھی تصویر

بجائے شیر کے وہ بولتے ہیں سکر و سیر  
یہ کا ندہ ہی یہ کا نوں ہی یہ ہی تکر یہ  
عجیب صورتیں آنکی ہیں اور عجیب تقریر  
نہ کوئی بات کہے قابل نہ لائق تفسیر  
نہ کوئی بنوس و ہدم نہ کوئی اپنا شیر  
کہ مجھ سے دور ہی مضمون مراد تم تحریر  
غرض جان میں ہی یہ ضلع بمعیدل نطیر  
کہ جسکا مطلع خورشید خاوری ہو نطیر

بجور کہتے ہیں حالے حضور سب عمال  
وکیل کہنے ہیں حجت گواہ ساجر ہی  
اگر کی جاوہ اگر بولتے ہیں سب جنگلی  
خدا گواہ کہ دم ناک میں ہی وحشت سے  
پڑے ہیں آکے عجیبے ح کے بیابان میں  
اثر سے صحبت جہاں کے یہ حالت ہی  
بیان کیجے کہاں تک خرابیاں یا انکی  
سناؤں اور بھی میں حسب حال وہ مطلع

### مطلع

نہ سو و منہ ہوئی ہاسے اپنی کچھ تہیب  
جہان میں لطف ہی رہا ت کا یہ موسم ہی  
بیان ہی سب کو تپ حرقہ کا خوف مدام  
جو دیکھے تو ہر اک کی عجیب حالت ہی  
ذرا کا شکر ہی میں تندرست ہوں اب تک  
خدا نے چاہا تو محفوظ میں رہوں نگام دام  
وہ جسکی صورت و سیرت نبی سے ملتی ہی  
اسی کا اسم گرامی و لطیف ہی میرا

آئی لانی کہاں سے کہاں مری تقیر  
سرور عیش سے شادان ہی ہر صغیر و کبیر  
جو آئیں بوعلی اُنکا بھی حال ہو تفسیر  
کسی کو دست میں جاری کسی کو تفسیر  
ہوئے عجیب نہیں کی ہو اپنی کچھ تہیب  
کہ ہوں غلام غلامان شاہ عرش سریر  
کلام جسکا کلام خدا کی ہو تفسیر  
اسی کا نام ہی بان قوت دل لکیر

اسی کا آبِ ہن میرے حق میں آبِ حیات  
 اسی کا دست مبارک ہو میرا پشت پناہ  
 جو اسکا حکم ہو حکمِ خدا ہو میرے لیے  
 گلابِ ناب سے کر کے وضو بعدِ آداب  
 غلامِ خواجہ ہند الولی عطاے رسول  
 قیامِ اصدقِ حشتی و صادقِ خفی  
 شہا ہوا ہون میں عرضِ کلام میں گستاخ  
 بنی کا لاڈ لاہند الولی کا پیارا ہو  
 وزیر بھی ہو شہنشاہِ عارفان بھی ہو  
 لکھون وہ مطلعِ بادِ اہلِ ہمس غیبی  
 تو وہ ولیِ خدا اور وہ شاہِ عرشِ سیر  
 غلامِ تیرے جو سندنشین ہیں دنیا میں  
 رواجِ تو نے دیا ہے کہ ولایت کو  
 جس سے عمر آ تو توں غلامِ ہو جاے  
 عوامہ یہ لاکھون طرح کے جو بن ہیں  
 گیسو سیری اگر دیکھ لیں کلیم اللہ  
 اتنی کہوں کہ رہوں زیرِ سایہِ مولے

اسیکا ہاتھ مرے سر پہ افسرِ توقیر  
 اسی کے روئے منور کی ہو میانِ کنویر  
 جو اسکا اذن ہو وہ اذنِ حق ہو بے تاخیر  
 درو و ڈرہ کے کروں نامِ پاک کو تحریر  
 حبیبِ وقت دربارِ گاہِ رقبہ سیر  
 یہ نامِ حق میں ہمارے ہو آیہِ تطہیر  
 امیدوار کہ سیدی معاف ہو تقصیر  
 جو بادشاہِ محبتِ البنی تو تو ہو وزیر  
 کیا ہو کلکِ قضا نے یہ لوحِ تحریر  
 کہ جس کو سنکے کہ مرجا ہر ایک ویر  
 کہ دو جہان میں غلاموں کی تیرے ہو جاگیر  
 مرین تو خلد میں ہو انکی عزت و توقیر  
 نہیں ہو فیض سے خالی تے صغیر و کبیر  
 چھوے جو خاک تو ہو جاے وہ ابھی کبیر  
 تری عجاۓ تقدس کے لاکھون میں دیر  
 تو یاد آئے انہیں کو وہ طور کی تنویر  
 اتنی کب یہ برائیگی آرزوے فقیر

بہت دنوں سے قدمبوس کی تمنا ہے  
 مدام مہر و کرم کی نظر رہے مجھ پر  
 برائے احمد مرسل برائے آل عبا  
 برائے خواجہ ہندالوی غریب نواز  
 برائے خواجہ مودود وجدنا الانجسد  
 برائے خواجہ فرخزمن محبت نبی  
 بہار میں مجھے بلوائیے پورنیہ سے  
 و فور حزن و الم سے ہر صدمہ دہی  
 اٹھائے سچ علات کے ہر مان میرے  
 مجھے جو ایسے بیابان میں لائی ہر قسمت  
 وسیلہ ذات مبارک کا ہر برائے نجات  
 کبھی تو حال پہ شتاق کے کرم پہلے  
 وطن سے دور پڑا ہر غریب فخر الدین  
 سخن دعا پہ کلام اپنا ختم کرتا ہے  
 سبحان فلک جب تک کہ میں شاغل  
 یہ ہر سپرخ پہ تار و شناس عالم ہے  
 مرا وہ غیرت شمس و قمر کو آباد

بلایے مجھے یاسا صاحب التوقیر  
 کہ ذرہ ذرہ ہی میرا بھی سے نقش پذیر  
 برائے حضرت غوث زمان ایسے کبیر  
 برائے حضرت محبوب خاص رب بنیر  
 برائے گنج شکر قطب بے عدیل نطیر  
 برائے صادق اصدق شہ بشیر و ندیر  
 نہ کیجئے مرے مادی اسبا میں کچھ خیر  
 بدن مرا نہیں پہلے بدن کا عشر شیر  
 بچے ہوئے جو میں انکی ہیں جالتین تفسیر  
 اتنی ہی مرے کون خواب کی تعبیر  
 نہ چھوڑے مجھے جنگل میں ابن لیل و حیر  
 دکھا دو خواب میں آکر وہ چاندی تصویر  
 حضور بندہ نوازی میں کیوں ہوئی تاخیر  
 بیان حال کیا اس نے غصہ تحریر  
 فرشتے تاکہ میں مصروف یاد رت قدیر  
 ہے جہان میں شب گرد تاکہ بدیر  
 سب سے جسکے ہو کوشن میں ہیں توقیر



جو متعلقہ ہیں وہ دونوں جان میں خرم و شاد  
 جو سر کرین ہوں کوئین میں ذلیل و حقیر  
 نتیجہ افکار گہر بار و بیان رموز اخلاق با برام احباب  
 وار باب وفاق

فراق یار میں دل ہو بخار غم سے فگار  
 ز بسکہ پوچھا ہوں رخ سے بجائے اشک غبار  
 لگا لے آگ فرشتوں کے پر لگین جلنے  
 خیال ستا ہوں دلبر کی زلف شکر نکا  
 لکھی ہو میں نے الف لام میم کی تفسیر  
 ہماری آؤ سے جلی بھی اب جھپکتی ہو  
 پڑے ہی رہتے ہیں ہر وقت آنکھوں میں  
 سبک اگر چہ زمانے کی ہوں گاہوں میں  
 فنا و گی مری کام آئی بعد مرنے کے  
 سناؤں او بھی میں اس زمین میں اک مطلع  
 مری نگاہ میں بدتر خزان سے ہی یہ بہار  
 غبار سے مراد اسن ہو داسن کسار  
 فلک پہ جاوے اگر سیزی آہ آتش بار  
 یہ دن ہو آنکھوں میں میری نزل و تاج از شہ پار  
 کیا ہو مینی زلف و دھن کا صفت ای بار  
 نخل ہو دیدہ گریان سے ابرو دریا بار  
 تہوں کے عشق میں ہوں جبکہ ازل نہ تار  
 صنم کے ہوں دل نازک پہ لیکن اتک بار  
 ہوا اثرانہ سسکی خاک میرا نشت غبار  
 کہ جب کوئین کے کہیں مر جاوے مجھے حصار



مطلع



کبھی دکھ ہے جو اپنا دلوں سے پرانوار  
 ہلال عید ہو ابرو تو رخ ہو ہر منہ سیر  
 یہ نکات شام غریبان جبین ہو صبح بہار  
 وہ مطمئن ہوں کہ ہو دل بیار و دوست بکار  
 کبھی دکھ ہے جو اپنا دلوں سے پرانوار  
 ہلال عید ہو ابرو تو رخ ہو ہر منہ سیر  
 یہ نکات شام غریبان جبین ہو صبح بہار  
 وہ مطمئن ہوں کہ ہو دل بیار و دوست بکار

یہ شور ہی مرے نالوں سے بحر دلبرین  
 مرین تو کو کن جلائیگا شمع تربت پر  
 سمنہ خامہ غزل کی روش پہ خوب پھرا  
 بس اب عنان قلم روک لو کہ وقت نہیں  
 سخنِ بخدمتِ اربابِ انجمن چلے  
 کہ اوشہبانِ اقالیم علم و دانش و خلق  
 ربوزہ دان سخنِ فاضل البسیلِ فحسیم  
 ہوئی گذشتہ کمیٹی میں یہ خطا مجھے  
 کیا تھا وعدہ تحریر ہو سکا نہ وفا  
 اگر سزا ہو مری میں قبول کرتا ہوں  
 سخن کی فکر نہیں اندون مجھے مطلق  
 خدا گواہ کہ دل آج کل پریشان ہو  
 کسے دماغ کہ ہونشر میں گہرا نشان  
 ہزار شکر مری انجمن کے سب ممبر  
 فضائل انکے مفصل اگر لکھے جائیں  
 کوئی ہو علم کا شائق کوئی ہو مائل فن  
 کوئی پڑھاتا ہو منطق کوئی حدیث و فقہ  
 کہ تنگ تھے ہیں سب ساکنانِ قربِ جوا  
 ہمارا دماغ جگر ہو تو ہو چراغِ مزار  
 بنایا نقشِ قدم سے زمین کو آسنے نگار  
 کمان کا وصل کمان کا فراق کیسا پار  
 باعترافِ قصور اُسے ہو یہ عرض گزار  
 ضیاءِ مردک دیدہ اولی الالبصار  
 باوج مرتبہ علم منزلتِ آثار  
 کہ میں نہ آیا خدماتِ صاحبانِ کبار  
 صحیح تھا مگر اُس روز ہو گیا بیمار  
 کر و معاف تو یہ بھی نہیں ہو کچھ دشوار  
 سہجہ لیا کہ مشقت ہو اس میں سب بیکار  
 ہجومِ یاس ہو اب مجھ کو باعثِ انکار  
 کمان خیال کہ ہو نظم میں زبانِ دربار  
 ہر ایک علم میں فایق ہیں اور واقف کار  
 تو ایک دفترِ عالیِ جہان میں ہوتا ہوں  
 کسی کو اسکی اشاعت کی فکر لیل و نہار  
 کوئی ہو علم معانی میں واقف اسرار

کوئی علوم تواریخ و طب میں کامل ہو  
 کوئی بلوغ و ادب دان کوئی عروضی ہو  
 کوئی بیان و معانی میں خوب واقف ہو  
 کسی کو علم قیافہ میں ایسا ہو اور اک  
 حساب دان کوئی ایسا کہ ضرب و قسمة سے  
 وحید حصہ کوئی ہو بخط و تملیق  
 غرض علوم میں جتنے وہ سب سے ماہرین  
 مقابل ایسے بزرگوں کے میں کم استعداد  
 مگر بخاطر اجاب و نیر حسب الحکم  
 قبول ہوں تو رہے افتخار و عز و شرف  
 بیان سے ہوتا ہو اخلاق کا بیان آغاز  
 زبکہ ذکر میں اخلاق کے طوالت ہو  
 کہ خلق جزو ہے اجزائے علم حکمت کا  
 اسی کو کہتے ہیں حکمت کہ علم شیا ہو  
 اور اسکی قسمیں ہیں دو ایک علم ایک عمل  
 یہ معنی علم کے ہیں ہو تصور اور تصدیق  
 کمال میں کہ علم و عمل کا حاصل ہو

کوئی ریاضی و حکمت سے رکھتا ہو سرکار  
 کوئی ہر ناظم بے مثل کوئی ہر نشانہ  
 کوئی ریل کا ہو مشاق کوئی ہر جہت  
 کہ ایک شکل سے بتلائے خصلتیں وہ نہرا  
 مہندسوں کو دکھاتا ہو شکل اور مقیاس  
 کوئی ہر نسخہ میں فائق کوئی بخاطر  
 فنون جتنے کہ میں سب سے ہیں وہ واقف کا  
 بیان کرونگا بھلا کیا علوم کے اسرار  
 بصد نیاز و ادب نذر میں یہ چند اشعار  
 جو رد کرین تو میں ارباب انجمن مختار  
 سمجھنا چاہیے شے نمونہ از خوار  
 کروں مقدمہ علم اولاً اظہار  
 شین ہی کہ جوینچ بایں سے واقف کار  
 قیام ہی اسے لازم ہو ہر زمان ہر بار  
 بیان یہ ہوتا ہو وصف انکا مختصر اظہار  
 عمل کہ ہو حرکت اور ہو مہارت کار  
 وہی ہو فاضل و انا حکیم خوش کردار

اب کے بحث مطول ہو علم حکمت میں  
 پھر اسکے بعد لکھی جائے حکمت عملی  
 اصول علم کی بھی شرح پھر تو لازم ہے  
 بیان حقیقت اخلاق ہو مناسب ہے  
 علوم سے نہیں حاصل مگر عمل کا صلہ  
 چنانچہ جملہ صناعات میں مقرر ہے  
 ضرور سوچنیکا پہلے وہ علت غائی  
 اسی طرح سے ہر انسان کو فکر لازم ہے  
 یہاں میں خیر و سعادت نتیجہ اخلاق  
 بیان خیر کا کرتا ہوں مختصر تحریر  
 لکھا ہے بعض نے میں چند قسمت خیرات  
 شریف خیر وہ ہے جسمین ہر شرف ذاتی  
 دوم قسمت خیرات خیر ہر ممدوح  
 سوم ہے خیر بقوت کہ جیسی استعداد  
 وہ چوتھی خیر جو نافع طریق خیر میں ہے  
 ارسطو کہتا ہے ایک خیر با غایت  
 اسی کی نوع میں داخل ہے خیر بے غایت

کہ حکمت فطری کا بھی چاہیے انہماک  
 ریاضی اور طبیعی کا بھی ہو اسی میں شمار  
 کہ جسکا ذکر بھی اس مختصر میں ہی بیکار  
 اور اسکے پہلے نتائج کا اسکے ہوا اظہار  
 فنون سے نہیں مقصد مگر شیبہ کار  
 کہ پہلے فعل کے ہوتی ہے فکر آخر کار  
 کسی کا تخت بنائے اگر کوئی نجسار  
 مال کا رجو سمجھے وہی ہے خوش اطوار  
 کمال نفس بشر کے ہی میں حاصل کار  
 جو شرح ہو تو یہ ہو جائے دستِ بطور  
 سلف کے تھا حکما کا اسی پہ دار و مدار  
 وہ کون حکمت و عقل اسکا نفع ہو بسیار  
 کہ جسمین ہوتا ہے ہر دم فضیلتوں کا شمار  
 اسی سے علم کی ہوتی ہے گرمی بازار  
 اسی میں ثروت و ملکوت ہے جاد و عز و وقار  
 اگر ہو تمام سعادت جو عکس ہو تو یار  
 کہ جس طرح سے ریاضت علاج ہر بیماریار

جو خیر کیفیت ہے وہ تو حفظ نفسانی  
یہ خیر وضع ہے یعنی تناسب اجزا  
اسی طرح سے پھر اک خیر باضافت ہے  
یہی ہر خیر متی ہو زمانہ حسب مراد  
یہاں سے ہوتی ہے توضیح اس عبادت کی  
کتب میں ہے کہ سعادت ہے نفس انسان میں  
حکیم جنس فضائل بھی اُسکو کہتے ہیں  
وہ کون حکمت و عفت و گرشجا و عدل  
و فضائل بنی کی نہیں ہے کچھ حاجت  
کہا ہے بعض نے جو جسم کو بھی اس سے شرف  
کہ اک سعادت جسمی ہے ایک نفسانی  
نظر جو کی حکمانے ظالم مردم میں  
فقیر اپنی سعادت سمجھتا ہے اس میں  
حلیص کی ہے سعادت کہ تکنت ہو اسے  
وقار و جاہ و چشم ہے سعادت کتنا  
نگاہ لطف جو ہو ہے سعادت عاشق  
اسی طرح سے بہت اختلاف جب پایا

جو خیر کم ہو وہ مقدار اور عہد و کاشنا  
یہ خیر این ہے جیسے مکان ہو ہموار  
ریاست اور صداقت اسی کے ہیں آثار  
بیان ہو چکا خیرات کا زر وے شمار  
بسک نظم مسلسل ہیں یہ دُر شہوار  
بدن سے اُسکو بھی مطلقاً نہیں سروکار  
فلاسفہ نے بیان کی ہیں اسکی قسمیں چار  
یہ چار قسمیں ہوں ہے وہ سعید بے تکرار  
انہیں کے فیض سے انسان تہ ہیں ابراہ  
یہ جنکا قول ہے کرتے ہیں اس طرح گفتار  
محققوں کا اسی پر ہے اتفاق و مدار  
کہ ایک وضع ہے سکونین جہان میں قرار  
کہ اُسکو مال ہو ثروت ہو اور ہونہر دار  
ہو اسے نفس کا مغلوب ہو وہ بدکردار  
شفا مرض سے ہو یہ ہے سعادت بیمار  
وصال یا رکھان اور کیسا بوس و کنار  
تو ہر صنف کے مراتب کا کر دیا اظہار

موافق آنکے سعادت کی پانچ قسمیں کیں  
 بدن صحیح بجا ہوش و اعتدال مزاج  
 دوم ہر مالی و دنیوی خیر کی ہر دم  
 سوم حدیث حسن و حیاتین یا بے  
 چارم اہل ارادت کا ہر حصول مرام  
 عسیر تر ہر حصول سعادت و شہیم  
 و کیا کہ راستہ میں جوت ہوا و رحمت نکر  
 نقطہ سے پاک عینیت ہو کل مدار و بین  
 علی الخیر جس عینیت امور و فیہ بین  
 سعادتین و شرفین جس شرفین ہوں بہبود  
 سید ہر نواز دل سے نہ ہی سعید ہوا  
 شرفین فعل نہ مار ہوں ہو اگر نہ سعید  
 بیان نظم میں یہ ہو چکا اب آئندہ  
 سخن کلام کو اسب ختم کر کے کہتا ہوں  
 مرام خیر و سعادت سے کیا مایہ بین  
 بحر ختم رسل کو دعا مری بتول

بیان آنکامین کرتا ہوں ای اولی الالبصا  
 سعادت اس میں ہر دم جس کو ایزد و غفار  
 کہ جس سے صبح کا ہر سترق و دینک اطوار  
 مدام حیدر و ثنا اسکی ہو میان نیاز  
 سعادت اس میں ہر حاصل اگر نہوں نیاز  
 کہ اس سے ہوتا ہر انسان عاقل و دیندار  
 ہوا سب پر ہر قیام اسکا شہر سے بین ہر بار  
 ہمیشہ اس سے کو شہر و رحمت و فیہ ہر  
 و سب سے پاس ہے اس میں کہ سب سے کچھ اصرار  
 سعید ہر وہی اور ہرگز یہ نہ غفار  
 یہ دولت ابدی ہر اسی کی سب سے تکرار  
 یہ مادہ و نہیں وہ ہر ذلیل اور غوار  
 کرونگا خلق کی تصرف و شرفین اطوار  
 کہ ای خدا سے جان آفرین یہ سب سے خفا  
 ہمیشہ علم و عمل سے رہیں یہ نیک و شکار  
 و ہا یہ ہر وقت ہر بار بستاند اب الفار

قصیدہ در صفت توحید کہ از اول ہر وقت مصرعہ اولی جبار

فارسی مع نام مدوح و از مصرعہ ثانی عبارت انگیزی پیدایشود

<p>عیان ہو بدبشاہ عدلت گستر اکابران جهان کو یہی مناسب ہو لکھن میں کیا صفت ملک و سلطنت کہ جان یہ سلطنت لکھن مستعد ہو جو حق پسند ہیں حق بین ہیں وہ سمجھتے ہیں نگاہ غور سے دیکھو تو شرق سے تا غریب و اسے شکر شہنشاہ واجبات سے ہو بیان کیجیے او صاف دل بہکتا ہو اٹھی رہے مجھے وہ فکر اور وہ قلمبست لیم شکر کیون کر دن و صفت میں سوڑھنوں رکھا ہی آج تک آسمان نے سرگردان بستر کے ہوں پوزیہ میں بیٹے تین برس لیاقت اور شفقت میں کم کسی سے نہیں روز میں نہیں خامی گناہگار نہیں بہر بازار آمد تھا جو درست رہتے تھے یہ سن نہ رنگ کا ٹھونکر ہو اس جگہ کہ جان</p>	<p>ہنر شناس ملکات جهان داور زبان و دل سے کرین شکر خالق اکبر ہنر سے علم سے شایستہ ہو ہر ایک لشیر اٹھی رکھ اسے پائندہ توجہ کر وہ فر نہیں ہوشاہ کوئی اسے عدل میں ہنر سو سے عدل و کرم اور کچھ نہ اسے نظر اگر نہ ہو تو جو مسلم اپنے ہی راہ پر اس کیجیے جان پہل کے آئے قد مولیٰ پر یہ یوں ہوشیار اس شاہ کا شن گستر بہارن کیوں مدد نہ چشم سے نہیں گوہر لکھا ہوا جو صفت کا وہ ہو کیونکہ کچھ وہ اپنی صفت تو کیوں ہو و فتر وہ شایستہ ہو نہ ہو نہ کیا کرے و اور یہی کہ شاہ کا ادنیٰ سامین بھی ہوں تو کہ سدا مریض ہیں ابو پوزیہ میں آکر سو سے سچ نہ کوئی قسین نہ یاور</p>
---	---



کہے کہ ان تک سے کوئی انسان  
 نہیں یہ نفس کی باتیں تو عقل نے یہ کہا  
 جو بندوبست و اقلیم و سلطنت کا وہاں  
 کرو ہزار دل و جان سے شکر رب قدیر  
 سنو وہ مژدہ جان بخشش میں حاصل ہو  
 نظام ملکیت شاد کے وہ کن کہیں  
 قدوس حکم کا ہوا اختیار کل انکو  
 اگر کہے کوئی اوصاف ذات والا کے  
 عظیم و عاقل و علامہ فصیح فصحا  
 ہا بگشت اخلاق و فیض عدل کو ہم  
 ہمیں لطیف حق انزل نہیں حکم  
 ہمارے اوج شرف صاحب نبیل و فہم  
 اگر بیان ہو شرح جلالت و انصاف  
 ولایتین یا جو حکیم سے تو اس کا رسم  
 روان ہو طبع مری کے حکم کے نہند  
 ہوا ہے نہ کہ جس کا مطالعہ خوشید

جہان طیب نہ دارونہ ڈاکٹر کو خبر  
 کہ تو نے کھوئے ہیں کون کے کس یہ دفتر  
 سوا تمہارے ملازم ہیں اور بھی سر  
 نہ سال باغ تنہا میں اب لگیا شمر  
 سرور جان پہ تسکین خاطر مضطر  
 کہ جکا عدل و کرم خلیق پہ روشن تر  
 وہی ہمارے ہیں آقا ہم انکے ہیں نوکر  
 یقین ہو وصف کے ہو جا میں بکرون دفتر  
 رحیم و عاقل و فرز اندہ روان ہنر  
 جلیل قدر شہنشاہ عدالت گستر  
 جہان خدیو مطاع جہان شہ کشور  
 اینس بکیں و فدا در میں ہنر پرور  
 فدا ہوں اُس پہ ابھی معنی فلا تقدر  
 و کتا ہی دے اثر آیتہ سلامتہ  
 یہاں میں عرض کروں ایسا مطلع خوشتر  
 ہوں نہ جس سے کہے ہم سری کی بھی خواہ

## مطلع

جہان میں تجھ سے پیدا ہو مصلحت گشت  
 اگر ہزار برس کھائے آسمان پر  
 ہنوز دین رسا ہو تعلیق پہ مرا  
 یہی خیال ہو دکھلاؤن طبع کے جوہر  
 اینجست لقب جم چشم فریدون قر  
 کریم خلق کریم النفس جان داو  
 یم عنایت و احسان محیط جو و حفا  
 کمال عدل سے تیرے ہو خلق کو راحت  
 وہ رعب ہو کہ اب اک گھاٹ پانی پینے  
 رمانہ طرز ستم کوئی بھی زما نے میں  
 ترقیہ میں ہر مدارج رسد ہینگے روز بروز  
 دوران میں خلق کے اُفتخ و ترقی حد زیاد  
 اثر اسید و دعا تیرے بندہ فرمان  
 استطاع خلق ہو عالم میں تو کہ ہو ہر دم  
 اگر ذرا بھی کرم میرے حال پر ہو طے  
 قریب ہو کہ تبدیل ہوں عیش و راحت سے  
 بہت نون سے پریشان ببال زار ہوں دنیا  
 اسیر دام الم عینے خواجہ خشت و لالین  
 لگاؤ مہمیں ذرا بھی نہیں بناوٹ کا  
 وہ سب الم کہ جو گذرے پور نیہ میں مجھ پر  
 سو کی بوند نہیں تیرا میں جو سب شتر  
 زبان صدق سے تیرا ہوا شگفتہ  
 اثر دلوں پہ ہو جسکا وہ کیوں نہ باور

ہر ایک بات کی اپنی دلیل رکھتا ہوں	بجائے کیا جو لطافت سے ہو سخن بہا ہر
وفا شعار ملازم ہوں جان نثار ہوں میں	امیدوار عنایت کا ہوں میں شام و سحر
ادب سے عرض ہی دست بستہ ہر میری	نگاہ لطف جو ہو جائے جانبِ احقر
فراغِ محب کو پور نیہ کی ہو مصیبت سے	ہمارے میں بدل جاؤں اسے شہرِ کشور
ضیاءِ مہر سے ہو جب تک جان روشن	نسیمِ صبح کا ہو جب تک جہان میں گذر
اثرِ دعائیں رہے عصر کی دعا جب تک	گہر میں آب رہے آب میں رہے گوہر
بقائے دوست سے دل شاد تو رہے ہر دم	انیس و یکس و مظلوم کا رہے یا ور
ہزار سال سلامت رہے تو دنیا میں	لگے خدنگ جگر دوزیرے دشمن پر





سازمان تامین اجتماعی



عاشق ہوں میں تو اُس صنم بیدیل کا  
عالم تمام آئینہ خانہ اُسی کا ہو  
جلوہ دکھا کے طور کو سر مہ بنا دیا  
سچو نکا فراق نے مجھے اُس بے نیاز کے  
گنگو نہ رُخ شفق آسمان ہوا  
میں تو نہیں شمار میں اپنے تو پھر تجھے  
تجھ پر چسپا گیا ہو اُسی کا ہوں بتلا  
تیری نگاہ لطف رہے خاکسار پر  
سنم کہی نہ کہبتہ دل کو گراے تو

تجنا نہ میں جو راہ نہ ساق خلیل کا  
پر تو نکلن جال ہو میرے چسپاں کا  
منظور تھا کہ عشق ہو چشم کھیل کا  
ہر داغ دل بنا ہو گلستان خلیل کا  
خون تک گرا زمین پہ نہ تیرے قاتل کا  
کیا دون حساب جرم کثیر و قلیل کا  
شیدا نہیں ہوں میں کسی چشم کھیل کا  
کچھ بس چلا نہ مجھ پہ سپہ پھیل کا  
قصہ جو یا وہو تجھے احباب فیل کا



<p>پیا سنا نہیں ہوں آپ کی عین سلبیل کا جس جاگڑ ہوا نہ کبھی حب سبیل کا عاجز پہان ہو ذہن رسا ہر عقل کا خواند انہیں کسی سے نبوت و دلیل کا نادان و ہشتی ہو متاع قلیل کا کیا حوصلہ ہو بعد حقیر و ذلیل کا سافط ہو تنہا رست کاشانی علیل کا موقع نہیں ہو یا رے کچھ قال قیل کا</p>	<p>عاشق ہوں مجھ کو شربت دیدار دیجیے جاتا ہو میرا طائر و ہسم و خیال ان کیا دخل کوئی راز جو اس بت کا پاسکے مختار ہو وہ چاہے جسے دے نغمہ سدا زادہ تہنہ غم و رور ہر خیبہ کثیر افتدیرے وصف بیان مجھے ہو سکن ہر ایک تیرے فضل کا محتاج ہو کہ تو چہرہ ہو رنگی راز کی باتیں مگر ابھی</p>
---	---



کیا مجھ کو خوف روز جزا ہو سخن کہ ہوں  
سید و ارجمت رب جلیل کا



<p>کہ عالم داغ دل پر ہو مرے مہر نبوت کا اڑاتا ہو دھوئیں ل کے شرارہ داغ حسرت کا توانگشت شہادت ہو گا سبزہ میری تربت کا زبان و دل کو میرے درد ہو کیا نام حضرت کا تو پھر کیا خوف ہو کجخت دشمن کی عداوت کا سہارا اگر نہ تو آپ کی اسکو شفاعت کا کہ سوز عشق سے خورشید ہو صبح قیامت کا</p>	<p>ہوا ہو عشق اچھل علی کس ماہ طلعت کا چمکا جاتا ہوں اسی ہم تپ ہو پیر پیرین رسالت کی گواہی ہوتے ہیں مرجی جاؤ گا رقابت کا مزا ملتا جوان و تونے جگہ بگڑے میں وہم آخر جمال اپنا اگر دکھلائیے مجھ کو معاذ اللہ پھر امت کا کیسے کیا ٹھکانا تھا زیارت ہو تو میں کھلاؤں اپنا داغ دل حضرت</p>
--	--



وہاں بھی جائینگے یوں جیسے اپنے گھر میں ہیں  
کسی کو دعویٰ تقویٰ کوئی ہر نہ پر نازان  
جگہ پر بھیجے تھوڑی سی اپنے کو بے اقدس میں  
نہیں کچھ فکر سوز آفتاب روز محشر کی  
سیہ کاری سے یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہو  
بنی وہ کون ہے جسے کہ ایسے مرتبے پائے  
شجر نے از رو تعظیم پاس آکر قدم چوئے  
اتنا رنگے فرشتے رب سلیم کہ ہر اک کو  
کھب کیا اگر شفاعت سے رہے خود دشمن  
متناہی کسی کی قبر میں صورت دکھانے کی  
گداے کو چہ احمد کی خاک پا جو بڑھا سئے  
عجب تقدیر ہر بائندگان کو بے اقدس کی

در جنت پہ رضوان ہنہ کی گاتیری امت کا  
بھروسہ ہم گنہگاروں کو ہیری شفاعت کا  
مزا لجا بیٹھا کجھکو وہیں فردوس و جنت کا  
گنہگاروں پہ ہو گا سایہ تیرے برحمت کا  
کہیں بھی ہوں غبارِ خاکِ حضرت کی امت کا  
لقب دنیا میں مرحومہ ہوا ہے کسکی امت کا  
کیا اقرا شہسوار نے بھی ہاتھوں پر رسالت کا  
گذر ہو گا صراطِ قدوس پر جو امت کا  
کہ اے زاہد بھروسہ ہے تجھے اپنی عبادت کا  
فرشتوں کو ملے موقع جو شاید مجھے جنت کا  
ملاکر اسکو میں بنواؤں تعویذ اپنی تربت کا  
مزا ملتا ہے گھر بیٹھے خمیں فردوس و جنت کا

بوقت تنہا ہوں کی رو کرتے ہیں آپا کر

سخن کی بھی خبر لیگا صدقہ اپنی امت کا

مرا سینہ تجلی گاہ ہو انوارِ یزدان کا  
ہمارے غلام اک کا شاخون میں سیر و امان کا  
وہاں اپنے مجھے اپنے کرم سے نور ایمان کا

فروع و اغار دل خورشید ہو گردون عرفان کا  
فضائے لامکان گوشہ مرے چاک گریبان کا  
گردون میں کنس بان سے شکر اتیہیے احسان کا

تعشق ہر مرے دلگوئی کی زلف پچان کا  
 خیال کو چہ جانان پہ تفریح کیا کم ہر  
 زیادہ مہر و مہ سے اتہو ہر آفاق میں شہرہ  
 نیند کھلو او سکے سامنے جلنے دو کیا حاصل  
 نقاب رخ اٹھا دو ہلے تم کیسے سیجا ہو  
 رخ رنگین سے حاصل کیوں نہ کیفیت گلشن  
 اشارے سے چھری کے عاشقوں بات کیے تھے  
 کبھی گزیند آتی ہر یکا یک چونکے تا ہوں  
 تبرک جانکرب لگتے عشاق دشت میں  
 کبھی دکھائیے اگر ہین اپنا رخ و کیسو  
 کہیں ہوتا ہوں لیکن روز انکے گھر چلتا ہوں  
 شبِ نعم انتظارِ یاد میں آسان گذرتی ہر

کھلا ہر پر فضا سینہ میں تختہ سنبستان کا  
 کہ ناحق تذکرہ کرتے رہیں گلزارِ رضوان کا  
 ہمارے دماغ دل کا اور تمہارے رو تابان کا  
 سبب تم جلتے ہو میری رنجشما ہے نہان کا  
 مدد او کچھ تمہیں آتا نہیں بیار ہجران کا  
 تمہاری زلف اگر دکھائے عالم سنبستان کا  
 یہ گویا ایک ہی لاشی سے بسکوا اپنے ہانکا  
 ہوا ہی کس قدر سودا تری زلف پریشان کا  
 نہیں باقی رہا کتنا بھی اپنے گریبان کا  
 کھلتے تاحال کچھ صبح و طن شام غریبان کا  
 او سکے رو کنا لذت فرا ہو انکے دربان کا  
 ولے دشوار ہوتا ہی گذرنا روز ہجران کا



سخن ملک سخن میں شاہ معنی نے کیا جلوہ  
 ہوا موزون لقب یوان حاصل بلب پند یوان کا



تھا فقط پردہ ہمارے دیدہ بیدار کا  
 رختہ دل ہر مکر و زن تری دیوار کا  
 اک جہان ہر اندون طالبِ مکر دیدار کا

بند کی آنکھیں تو دکھا جلوہ روے یار کا  
 تنگ ن اتہو حجومِ حسرت واران سے میں  
 جذبِ اشوق تھا کے یار بھی کیا چہ نہ ہر

جوش گریہ سے تصور ہر ترار شک چمن  
ہو جہاں راحت بھی اندا بھی پھر اس کو کیا کہوں  
بعد مرن قبر پر پیری آگے نرگس کے پھول  
بندہ سو اسے زلف یار دیکھا چاہیے  
وصل کی امید میں آخر ہوا اپنا وصال  
دیدتے تیرے نہو کیوں صحت زخم جگر  
ہو گئی تسکین کہ اک دن تو مقرر ہو گیا  
دیکھ کر دشمن کو کوچہ میں سے جلتا ہر جی  
سو زباں حاصل ہو مجھ کو کچھ زلف کے ساتھ  
تمہیں جو شغل ہر اب زلف کے بنانے کا  
گلہ کرینگے جہالت سے کیا ستانے کا  
ہماری جان بھی جاتی تو یہ نہوتا رنج  
کہو تو خیر ہر کس بات پہنسی آئی  
وہ کیا ہوے مرے احباب زندہ ساغر کش  
ترے ستم کی تو پروا نہیں مگر ظالم  
شکستگی کے سوا اور کچھ نہیں مرغوب  
صنم ہی تری بدنامیوں کا باعث ہر

لطف ہر جنات تجری تھتا الانسار کا  
چاندنی یاد ہو پیا سایہ تری دیوار کا  
دیکھنا کوئی تماشائے حسرت دیدار کا  
بن گیا گیسو مرے دامن کے ہر اک تار کا  
کیا فریب آئینہ تھا وعدہ مرے عیار کا  
سبزہ خط میں اشرہ مریم زنگار کا  
حشر پر پھر اجواب وعدہ ترے دیدار کا  
دھوپ سے بدتر ہر اب سایہ تری دیوار کا  
نالہ دلیں سخن ہر ڈھنگ موسیقار کا  
بہانہ ہر یہ فقط ہر چہ چاہا نے کا  
یہی ہو حال صنم آج کل زمانے کا  
کہ جیسا غم ہو جہاں اپنے دل کے جانے کا  
غضب ہو آج تو انداز مسکرا نے کا  
کہ کاروبار ہر ذرا ہر شراب خانے کا  
عدو کی بات فراموش نہیں اٹھانے کا  
پڑا ہوا ہر مزادل پچوٹ کھانے کا  
کہ ڈھب نہیں تری آنکھوں کو دل چرانے کا

کہ ڈھنگ یہ بھی ہوا الفت کے آزمانے کا	ملا نہ ہم سے کبھی وہ سمجھ کے عاشق زار
کیا جو قصد کبھی ہم نے سر اٹھانے کا	وہ یا ضعف نے ایسا کہ دل ہی بیٹھ گیا
یہی ہر طور جو دامن اٹھا کے جانے کا	ہمیں ہر غدر ترے در کے خاک ہونے میں
ابھی ہر حوصلہ باقی تھم اٹھانے کا	دریغ ہے نہ کرنا ز پر حجب کہ ہمیں

صبا کو راہ نہ تھی گر قریب سے تو سخن  
مرے پہ کیا ہے سببے ی خاک اُڑانے کا

جینا فراق یا رین و شوار ہو گیا	عاجز ہجومِ کسم دل زار ہو گیا
سیراب کوہ و دشت میں ہر خار ہو گیا	وہ ہوں کہ سیرے آبلہ کے فیض سے
مادوس زندگی سے وہ ہمیں ہو گیا	جس پر پڑی نگاہ تغافل تری مسج
یاں عبد بے گناہ گنہگار ہو گیا	ثابت ہوا کہ ہر وہاں پر شش گناہ کی
وہ اور میرے در پہ آزار ہو گیا	اٹھا عشق سے مجھے الفت کی تھی امید
بند اس طرح مرالب گفتم ہو گیا	میں کہ سکانہ حشر میں کچھ اُسکو دیکھ کر
خُلد برین بھی کوچہ دلدار ہو گیا	ہوگا وہاں بھی جلوہ جاناں کبھی کبھی
اس دام ہی سے چھوٹنا دشوار ہو گیا	اُس تک پہنچے کیا کہ تھی قید گرانج دی
وہم و خیال غیر کو دیوار ہو گیا	خوش ہوں کہ بڑھ کے اتبے دلیں مرا غبار
شکوہ سمجھ کے اسنا وہ جہیز ہو گیا	میں نے تو کی شکایت دوران یہ فہم ہر
کیسا سبک چاربان زار ہو گیا	منوں بجز دی ہوں کہ حسرت بھی اب نہیں

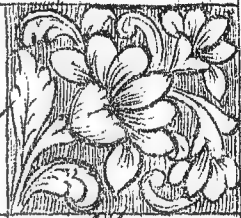
<p>مین کیا گردن جو دین تھا اٹھار ہو گیا ایسا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا جس نے سنا وہ طالب دیدار ہو گیا مرزا جو اہل تھا مجھے دشوار ہو گیا</p>	<p>شکوہ کی جا میں شکر شکر کر کے رہ گیا ناصح کی بات اور سنیں ہم خدا کی شان کیا کر رہی ہیں غلبہ تری کم نگاہیان کام آپڑا ہوتا تل نازک مزاج سے</p>
<p>دم بھر میں ہاے وہ تو مرایا ہو گیا اس بیت کو بلاد و جو کچھ خوف خدا کا خو امان ہوں صنم میں تو فقط تیری رضا کا انجام غرض ایک ہی ہر شاہ و گدا کا بیٹھو تو ذرا کھول کے تم بند قب کا گردن میں وہ حلقہ ہو تری زلف رسا کا سننے میں کبھی نام جوار باب و فا کا معلوم تھا پہلے سے اثر صہ کو دوا کا دیکھا کچھ اثر تو نے مری آدہ رسا کا پہچان سنگ دیکھ کے ہم رنگ ہو ا کا چتر پر نشان پایا جو اسکے کہ سنہ پا کا آجاتا ہو جب ذکر کہیں جو رجس کا مانی سے نہ کیچا گیا تصویر کا شا کا</p>	<p>انخار جسکو کہتے تھے عیار ای سخن بیسار محبت ہوں نہ تو نام و دوا کا دورخ میں مجھے بھیج کہ جنت میں جگہ ہے ہر تخت نشین کوئی کوئی خاک نشین ہے آتم ہی چلے جاتے ہو عادت یہ بری ہے دشت میں چلا جاؤں کہیں کیا مری قات وہ یاد مجھے کر کے بہت روتے ہیں اب تو تسکین کو لوگوں کی یہ تدبیر تھی ورنہ بے چین کیے رکھتی ہو اب تو ترے دل کو لاتی ہو صبا پیر ہن یار کی خوش خبر صدقہ ہو سے ارباب نظر از رہ الفت دل ڈھونڈتا ہو اس صنم عربہ جو کو اب دید کے قابل ہو ہمارا تن لاغر</p>

قائل میں ہوا یا رتری ستم و حیا کا  
ہو جائیگا خون مفت کسی اہل وفا کا  
لے ڈالا وہیں اسکو جسے دور سے تاکا

آئینہ کے بھی سامنے آنکھیں نہیں ہتھین  
ہر لحظہ نہ تو متوجہ غم زدگان ہو  
کیا خوب نشانے پہ پہن قادری آنکھیں

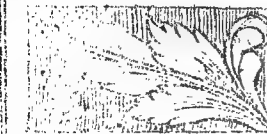


ہر وقت میں ہر کام میں ہر بات میں خوش میں  
ہم کو جو بھر و سہا ہی سخن اپنی فنا کا



صورتِ غنیمت چھپے یار کا آنسو شش  
وہ مجھے یاد میں ہیں انکو واپس نہ آئے  
پہنچی کیا ابرو زب کوشش ہوا  
بادکش میں نہوا کوئی بلا کوشش ہوا  
فضل مہر دے وہ حق میں مرے گوش ہوا  
عاشقوں میں کہو کس کا یہ تن و گوش ہوا  
کہ مجھے دیکھنے جو آیا وہ بے ہوش ہوا  
پھر ہمارا آتی جنوں کا مجھے پھر ہوش ہوا  
تیرے احسان سے ظالم نہ بکدش ہوا  
شل موسیٰ کے چوین بھی کہیں بے ہوش ہوا  
میرے ماتم میں وہ کانر جو سید ہوش ہوا

صفت بوسے گل اس سجو میں ہوش ہوا  
انکا شکوہ نہیں یہ خوبی قسمت میری  
کون دیوانے میں جو صبح کا تارا دیکھیں  
وہ وہ صبا کی رہی کچھ بھی نہاب مجھ کو تیر  
کیا ہوا نیش زنی کی جو مرے دشمن نے  
پہلوان نہیں تھامے پوچھ تو میں لائے ہوں  
یہ خودی نے مری یا نیک تو اثر دے کھلایا  
پھر وہی دشت نور دی کا ہر سودا ستر میں  
سر مجھے بارگراں تھا اگر افسوس کہ میں  
جان ہی جائیگی اک پر تو انوار کے ساتھ  
یہ ادا اسکی ہونی باعث صد گونہ الم



بار بار اس کے خیال لب بیکون میں سخن



فرط لذت سے میں مست و سر جو ش ہوا

کیا تک مزا پڑ گیا اس رد و بدل کا تعلیم کی حاجت نہ رہی حسن عمل میں تم پہرہ انور سے نقاب اپنے اٹھا دو یہ شوق کہ ابھلا ہی رہوں زلف بتان میں جتنا کہ ندامت سے بک ہوتا ہوں دل میں جتنا کہ نہ دکھلاؤ گے وہ چاند سی صورت شانے سے کھیلین عقدہ گیسوے پری رو وزو دیدہ نظریار کی بھی پڑتی ہے اس پر لوہو سے کا اب نام بھی آئیگا نہ لب پر	پھر آج بھی ہے وہی وعدہ ہوا گل کا سکھلایا ہوا تھا جو میں توفیق ازل کا جھکا نہ رہے دہر میں خدا دمل کا عقدہ نہ کھلا آج تک اس طول امل کا ہوتا ہی گنا ہو گا مرے بوجھ بھی ہلکا دم نکلیگا کس طرح سے مشتاق اجل کا یہ زور خدا داد تھا اس نجسہ شل کا ہر اشک مری آنکھ کا ہیرا ہی دو پلکا اس بات کا کہیے تو ابھی دون میں مچلکا
--	--

غالب کے ہوشاگر و سخن کہتے ہو کیا خوب  
ہر شعر میں ملتا ہی مزا ایک غزل کا

پھر بار آئی جنون سلسلہ جنیان ہوگا آج محفل میں جو نوشی کا سامان ہوگا اسکے آنے کی سرت ہی مگر فکر یہ ہو شکوہ جو رہی سنتے نہیں اب تو ہے نہایت محبت ہے اچھا مجھ سے تلو سی	دجیان پھر مرے ماتھون سے گریبان ہوگا روح جہشیدہ پساتی ترا احسان ہوگا کیا کہو نکا جو مرے حال کا پرسان ہوگا وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کوئی ارمان ہوگا میں جو کافر ہوں تو تو خدا سے مسلمان ہوگا
--	---

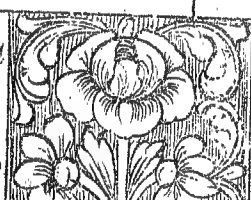


کشورِ دل جو شہِ عشق کے قبضہ میں رہا  
 ہوگی اک روز قیامت میں قیامت برپا  
 وِج کر ڈال بلا سے کہیں جب گردِ عالم ہو  
 میں یہ کہتا ہوں جسے لوگ سمجھتے ہیں ملال  
 واعطوبات تو اتنی ہر طوالت کیسا ہو  
 اور وقت تو نکالے بھی نہ نکلیگا ترا  
 تیرا کس رخ انور جوڑ لگیا ساقی  
 حشر میں سیون میں اب اس کے ستم سے افزون  
 دوستوں کو نہ سمجھا بخجل رہتا ہو  
 ظالم سے اب تو مرا مال یہاں تک پہنچا

ہو کے آبا و کئی بار یہ ویران ہوگا  
 صبحِ محشر جو مرا چاک گریبان ہوگا  
 سخت شکل ہونے سے یہ بھی نہ آسان ہوگا  
 تیری اُتر ہی ہوئی کرتی کا گریبان ہوگا  
 خند کہتے ہیں جسے کوچہ جاناں ہوگا  
 اور خند سے جو رما دلین تو ارمان ہوگا  
 جامِ مومِ طلعِ خورشید و رخشان ہوگا  
 آئینہ دل کا مرے دیکھ کے حیران ہوگا  
 ضد پہ آئیگا تو وہ اور پشیمان ہوگا  
 جو ستم کیجے گا آپ کا احسان ہوگا



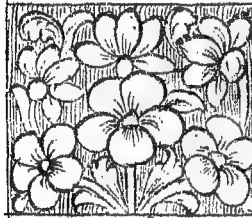
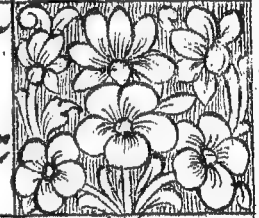
اس سخن کہیے تو اوصاف سے اس عالم میں  
 درویش کو نہ وہ بھی کوئی انسان ہوگا



اتنی دیکھیے کب تک وہ مجھ پر مہربان ہوگا  
 مری جانب سے ہوگا جو کہ مجھ پر جان ہوگا  
 نہ دینے تفرقہ پر داز مجھ کو چین و دم بھری  
 عزیز و دانع دین جلوہ مہتاب کتنا ہوگا  
 نہیں گم نام کچھ میں بھی ترا شہو عاشق ہوں

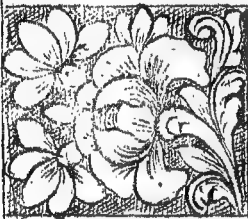
نعمِ فوقت مرا کس دن نصیبِ شہنشاہ ہوگا  
 ستم تیرا نہ ہوگا اور نہ جو آسمان ہوگا  
 نیکیا دوست تو میرا تو دشمن آسمان ہوگا  
 کفن میرا مری آغوش میں مثلِ کتان ہوگا  
 مجھے کرب نشانِ ظالم ترا نام و نشان ہوگا

<p>سنگ کا تو نہ جب تک مجھے میرے حال کو بہم ہیں تو باندھ لو اپنی کندز لٹ شکلیں میں خطا سے درگزر کا فرم میں تو سمجھتا تھا پس گریہ نہ نکلتے کیونکہ آہ سینہ سوزان ہو اگر ایک بھی سر ناتہ آہن گزار اپنا حرم ہو تیکہ وہ ہو کوئی جا ہو ہم تو عاشق ہیں وہیں پہونچینگے ہم بھی تجھے اپنا خون بہانے خوش و ناخوش بسر ہو جائیگی یہ زندگی لیکن</p>	<p>قسانہ میرا صبح تجھ کو کیونکر بربان ہوگا پھنسا لائے جسے تم کوئی صید نہ تو ان ہوگا کہ مجھے نام سن کر حور کا تو بد گمان ہوگا جلیگا آگ پر پانی تو آخر کو دھوان ہوگا تو پھر ہر دیدہ زنجیر سے آنسو روان ہوگا کرتیگے سجدہ اس جان نقش پائیراجمان ہوگا بتا تو عرصہ محشر میں ظالم کو کمان ہوگا جسے آرام کہتے ہیں نہ بیان ہوگا نہ وان ہوگا</p>
--	--

	<p>سخن کیا خوف ہو تجھ کو حساب روز محشر سے ترا حامی رسول اللہ شاہِ دو جہان ہوگا</p>	
---	--	--

<p>بوش و شت کیا کرے اُس نا تو ان لگیر کا کیا کھلے عقدہ پھر اُس کے رشتہ تقدیر کا گالیان وہ دے رہا ہو اور مگر لب بند ہیں ہجر جانان میں کیے وہ نالہ رشک آفرین میں تو میں تجھ کو بھی اب اس چارہ گر تکلیف ہو آہ کو میری نہ رو کے گی تری تیغ نگاہ طاؤر رنگِ حنا سے یار نے شبیدہ دی</p>	<p>صدیابان جب کو عرصہ خانہ زنجیر کا بس جہان چلتا ہو کچھ ناخن تدبیر کا یہ اثر ہر یار کی شیرینی تقریر کا ہو گیا قائل عدو بھی عشق کی تعزیر کا فائدہ قطع نظر در مان بے تاثیر کا ہر بہت مشکل سنگ کا ٹٹا اس تیر کا رنگ جب اڑتا نظر آیا مری تصویر کا</p>
--	---

زلفِ کافر سے دلِ خوشی پریشان کیوں نہو	ابتدا سے یہ نہیں خوگر کبھی زنجیر کا
کوئے قاتل میں چلے میں باندھ کر تنگ و کفن	آزما ناہم کو بھی منظور ہو تقدیر کا
قتل کرتے ہیں بہانے آپکے شام و صال	وہ تمہارے لطفِ تیرے ہیں وہمِ شمشیر کا
پاس میرے سوئے تم کب غیر نے دیکھا تو کیا	خوف ہو تمکو بٹا رخِ اب کی تعبیر کا
کام ہی ہجرتِ بان میں کاوشِ جانِ حزمین	کوہ کن کچھ بات ہو لانا بھی جوے شہ کا
وہ بھی آئے وہ بھی بے پائے لبون نکا چکا	پھر سب کیا ہو الہی موت کی تہیہ کا



وحشتِ دل کی ہمارے اس سخنِ تاثیر دیکھ



رنگ بھی جتنا نہیں ناصح کی اب تقریر کا

نیرِ جستنی کا مزا کچھ بھی تو حاصل ہوتا	کاشل ہو جان ترے رخسار کا میں تل ہوتا
قتلِ عاشق اُسے دشوار ہو آسان نہیں	سہل ہوتا تو نہ جینا مجھے مشکل ہوتا
کم سنی میں ہر یہ آفت کہ الہی توبہ	کیا غضب ہوتا اگر وہ کسی قابل ہوتا
جوشِ گریہ میں اگر ضبط نہ ہوتا ہم کو	کہیں چپ کہیں دریا کہیں ساحل ہوتا
دیکھ لیتے اُسے بے پردہ ہم اس حسرتِ دل	پر وہ شرم و حیا کاش نہ حاصل ہوتا
توڑ کر پھینک دیا آپ نے کیا خوب کیا	آئندہ اس رخِ انور کے مقابل ہوتا
بہرِ پامال جو آتا وہ مری تربت پر	تو مری خاک کا ذرہ بھی ہر اک دل ہوتا
ایسا سمجھاتے کہ پھر نام نہ لیتا نکلا	ایک ساعت میرے قابو میں اگر دل ہوتا
آرزو تھی کہ نظر آپ کی پڑتی اُس پر	اشک جو آنکھ سے گرتا وہ مراد دل ہوتا

تھا دم منع تغافل ہی تھا رہا ہر  
کچھ مزامرک محبت کا نہ پوچھو اے خضر

تم اگر آتے تو مرنا بے شکل ہوتا  
تسے کہ دیتے اگر کہنے کے قابل ہوتا



لطف جنت مجھے دنیا میں سمجھاتا  
میرے پہلو میں جو وہ خورشید شامل ہوتا



میرے دل میں جو شوق جلوۂ رو کے نکو آیا  
سنایا آپ کو جس نے اسی نے یار کو پایا  
نہ رویا میں کہ اشکوں سے کہیں طبع فان نہو برپا  
جنون میں چاک دلاں کے وہ جو بن تھا کر کیا کیے  
یہی ارشاد ہے ہر پیر ہر پیر ہر پیر مشکل ہے  
غریق بحر ناکامی ہوئے جاتے ہیں و احسرت  
مجھے مارا تمہاری چشم فرودیدہ کے تیور نے  
دیا ہر غسل چشم و نقشان نے خون سے مجھ کو  
مبارک ہو جنون میں عشق کی اپنی جگر کاوی  
محبت میں جفا و رشک کے اسکے یہ حالت ہے

جدھر دیکھا اُدھر مجھ کو نظر اے یار تو آیا  
جو خود گم ہو گیا اُس کو طریق جستجو آیا  
خیال اُس بے وفا کا جب کنار آجھو آیا  
گر برہم ہوئے وہ جب میں اُنکے روبرو آیا  
اگر بھولے سے لب پر کوئی حرف آرزو آیا  
کہ اب اب دم شمشیر تل تا کلو آیا  
عجب انداز تھا جس وقت محفل میں عدو آیا  
زبان پر آج شاید نام قاتل بے وضو آیا  
کہ جاے اشک لب سیر سر مرگان لہو آیا  
کہ وہ بھی سانسے آیا تو میں سمجھا عدو آیا



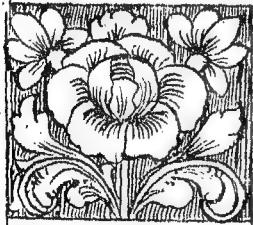
بہار آتی وضو کر لو شرابِ رغوانی سے  
سمجھن اٹھو کہ وقتِ بیتِ دستِ بہرِ آیا



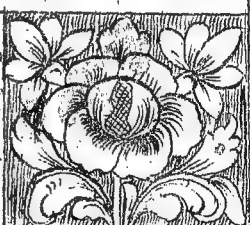
بہار آتی وضو کر لو شرابِ رغوانی سے  
سمجھن اٹھو کہ وقتِ بیتِ دستِ بہرِ آیا

ترک کچھ آسان نہیں ساتی خد کے واسطے  
 اسکو بچ بے دلی کیونکر کسی کا ہو کہ وہ  
 جب اجل آئے لیکن خشت زیر سہو  
 دون آسے دل عرش پر محمود ہو چکا مقام  
 وہ کہ جسکے نور نے عالم منور کر دیا  
 نامہ عشاق کی کثرت سے اب تو اسے صنم  
 وصل میں کسے دماغ جان معط کر دیا  
 بیخیزہ ایسی خوشامد خوش نہیں آتی مجھے  
 تار ہے کچھ موٹی مٹی کی نشانی ای کلال  
 چاروں کے واسطے کیا کیا نہ کچھ سامان کیے  
 عرض کی میں نے کہ اس جان عشق کی امداد  
 ہنسکے بولے پھر عجب کی کونسی یہ بات ہو  
 دل ہمارا خوش ہو بہتر مبارک آپ کو

بادۂ گزنگ کا ٹھیک کونہ تو غور بنا  
 لے گیا لوگوں کا دل اور مفت میں دلبر بنا  
 گو عمارت تو مثال شد اسقدر بنا  
 واسطے جسکے لواؤ کوثر و نب بنا  
 جسکی خاطر چرخ با مہر و مسد و اختر بنا  
 تیرے گھر گویا شکایت کا ترسی دفتر بنا  
 جھشکین پر پوش طبلہ عنبر بنا  
 اسقدر باتیں نہ ناصح تو مرے منہ پر بنا  
 جو مرے میکش تو اسکی خاک سے ساحر بنا  
 کوئی یان دارا بنا اور کوئی اسکے رونا  
 اک پری پیکر کی خاطر میرے دلین گھر بنا  
 قدرت حق سے فلک کا گنبد بے در بنا  
 اور مبارک اسکو جسکے واسطے وہ گھر بنا



مٹ گئے لیکن نہ اٹھے کوئے جاہان سخن  
 مثل نقش پا جو بیٹھے خاک پر بہتر بنا

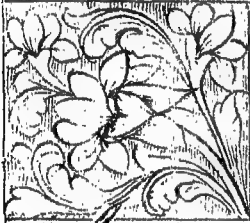


باسے جب وہ دیکھنے آئے تو مجھ میں دم نہ تھا  
 حسرت دار مان کا پہلے دلین میں ماتم نہ تھا

مرگ ناکامی سے بھی اسکا قلق کچھ کم نہ تھا  
 اب بجز افسوس کچھ دل سے نہیں آتی صدا

کون تھا محل میں جو بادیدہ پر خم نہ تھا  
کیا مزے سے زندگی گنتی تھی کچھ بھی غم نہ تھا  
تھی کئی ہیرے کی ادا گل قطرہ شبنم نہ تھا  
رونی صورت تھی مگر آنکھوں میں اُسکی خم نہ تھا  
پھر جو دیکھا اُس پری کو ہنسنے وہ عالم نہ تھا  
صبح جو دیکھا تو اُس میں کچھ بھی خم نہ تھا

بجھ کو جو اٹھو ادیا اسے تو میرے حال پر  
وہ بھی کیا دن تھے کہ جب ہم آپ پر شیدا نہ تھے  
تو نہ آیا باغ میں اور تیری فرقت میں مجھے  
مرے دم بھی اُسے عاشق سے کیا اپنے فریب  
چند روزہ تھا فقط اُس یار کا حسن و شباب  
زللف جانان میں عدو شاید رہا تھا شانہ کش



کیا کہوں تم سے کئی کیونکر شبِ عجب صنم  
اے سخنِ جُبِ بیکسی کوئی مرا ہدم نہ تھا



روشن چراغ خانہ ویران میں رہ گیا  
طاووس بن کے صحنِ گلستان میں رہ گیا  
تا عمر آہ میں اسی ارمان میں رہ گیا

مرنے پہ داغ دل تن بچان میں رہ گیا  
اعجازِ خوشخرامی جانان سے نقش پا  
جامِ شرابِ ماتھے میں پسلو میں رہ گیا



دو گام چل سکا نہ جنوں میں سخن کے ساتھ  
جب تھک گیا تو قیس بیابان میں رہ گیا



جذبہ دل کا مرے کوئی اثر دیکھنا  
چاکِ گریبان کوئی شہر میں گر دیکھنا  
پٹکے نہ آنسو کوئی دیدہ تر دیکھنا  
ہوگی نہ صحتِ ہین اسکو بھی کر دیکھنا

دید کے قابل ہوا ب انکا اصرار دیکھنا  
جاننا اے دوستو گھر سے وہ نکلا پری  
کہ جو نہ بدنام اُسے فاش ہو رازِ عشق  
فکرِ بد ادا جو ہی سود نہیں ہم سو

آئینہ منگو ایسے اپنے تین دیکھے  
وہ تپِ نعم کا گلہ ہمارے ترود ترا  
ظلم یہ تازہ ہوا ہو کے ستم سے خجسل  
یار نے ٹالاجھے کہ کے یہی رات بھر  
بید رہی ہو تو جو چشمِ سنجگ تو ہی  
تیر نظر آپ کا غیر کے اوچر چلا  
ہمارے یہ کیا ظلم ہو مجھ کو نہیں بھولتا  
اور تو اُنکے ستم مجھ کو مساوات ہیں

آپ کو منظور ہو میرا اگر دیکھنا  
پاس وہ آکر مرا ماتھ سے سر دیکھنا  
کر دیا موقوف اب اُسے ادھر دیکھنا  
اے لو وہ آیا کوئی جانبِ در دیکھنا  
کیا کہا اے جان من پھر تو ادھر دیکھنا  
سینہ سپر کر دیا میرا جگر دیکھنا  
ماتھ میں لیکر ترا تیغ و سپر دیکھنا  
تر چھی نگہ سے ولے اُنکا ادھر دیکھنا



شغل ہی ہو سخنِ بحرِ صنم میں مرا  
غور سے سوئے فلکِ دو دو پہر دیکھنا



کیا کام شاخِ گل سے غرض بوستان سے کیا  
بیرحم تجھ کو حالتِ دل کے بیان سے کیا  
مر جا تینگے تو دفن بھی ہونگے یہیں پہ ہم  
صیاد نے اڑائے مرے ہوشِ سمفیر  
اے دل وہ سن رہیں مرا حال اور مجھے  
لیجے حد کو مار لیا ہنسنے ٹوک کر  
بیٹھا ہے کس لیے سگ جانان لیے ہے

ہوں خانانِ خراب مجھے آشیان سے کیا  
تو بیوفا ہو تجھ کو مری داستان سے کیا  
بیٹھے تو اب اٹھینگے ترے آستان سے کیا  
کیا جانے کہ اُسے کہا باغبان سے کیا  
یہ خوف ہو کہ دیکھے نکلے زبان سے کیا  
کیسے غرض تھی آپ کو اس امتحان سے کیا  
شعاعِ گل رہے ہیں مرے امتحان سے کیا



گردش رہی نصیب مجھے ہجر یار مین  
تیری نگاہ ناز کا خواہاں ہوں خلدین  
خوش مین کہ ساتھ لائیں سب کچھ وہاں سے ہم  
دائم برنگ سبزہ پامال ہوں نسیم  
بے فائدہ ہر فکر کہ نام و نشان رہے  
سگرشتہ ہو وہ آب گلہ آسمان سے کیا  
حور و ن سے کیا غرض مجھے باغ جہان کیا  
نعم ہو ہی کہ جلتیگی لیکر بیان سے کیا  
باغ جہان مین مجھ کو بہار و خزان سے کیا  
جو بے نشان ہوا اُسے نام و نشان سے کیا



دل لے گیا وہ شمع جو ہونی تھی وہ ہونی  
حاصل کو سخن اب اس آہ و فغان سے کیا



آرزو ہو کہ صنم وعدہ کا ایف کرتا  
عمر بھر صنعت خالق کا تماشا کرتا  
یتیم قاتل کے لیے بوسے کبھی خجکے  
یار آرزوہ تھا دل بھی زمانہ دشمن  
عمر بھر ہمو شکایت کی نہ تھی جاتجہ سے  
ضبط سے کام لیا مین نے شبِ وقت مین  
صدتہ رشک عدو تلخی ہجران کے عوض  
حسرت بادہ گلگون کا جو ہوتا کچھ ذکر  
اپنے محبوب کی خاطر جو ہوتی منظور  
پنج روزہ ہوتی دنیا مین حیاتِ انسان  
چھیرتا اس کو مین اور شکوہ بجا کرتا  
سارے مینے ہوتے تم اور مین تھیں دیکھا کرتا  
یہ مثل سچ ہر کہ مرنا نہیں کیا کیا کرتا  
ایسی قسمت پہ بھلا کیا مین تمنا کرتا  
اپنے وعدوں سے جو تو ایک بھی پورا کرتا  
نالہ کرتا تو دو عالم تہ و بالا کرتا  
زہر دیتے جو مجھے تم تو گو ارا کرتا  
مجلس و عظیمین ہر روز مین جبا کرتا  
دو جہان خالق کو نین نہ پیدا کرتا  
اور جیتا تو خدا جانے یہ کیا کیا کرتا

دے دی جو چیز تو پھر کام کی اپنے نہ ہی ضعف سے طاقت رقرار نہیں ہو ورنہ مجھے سنتا جو میری بات کو وہ گوش گوش اٹھ گیا وہ مرے بالین سے چلو خوب ہوا دسترس گیسوے جاناں پہ جو ہوتا میرا	پھر گرائے دل اپنا میں اُسے کیا کرتا تنگ بین بھی تجھے اور وسعت صحر اکرتا اُس سے میں برہمی زلف کا شکو اکرتا کیا بُرا تھا جو سیما مجھے اچھا کرتا بیخودی میں نہیں معلوم میں کیسے کیا کرتا
--	---

اے سخن وصل صنم کا مجھے ہوتا جو یقین کچھ کسی شو کی نہ دینا میں تمنا کرتا	
--	--

دیکھو تو اوج میرے جنون کے کمال کا بوسہ تو کیا جواب بھی ملتا نہیں کبھی ہر دم ہر عشق میں بھی خدا پر نظر مری شعلے میں مہر و ماہ میں انجم میں برق میں شام فراق کو مری مغموم کر دیا ایسا گلایا سوزش نہاں نے اے جنون کچھ مجھے ہونے کا کہ عدد کا خیال ہی ہی دار وے شفا مرض دل کے واسطے تو درستی میں یہ بھی نہ جاتا رہے کہیں نخیرن کے واسطے میں معجب نہائیاں	ناخن کے زخم دیتے ہیں دھوکا ہلال کا پھر کیونکہ وصلہ ہوتوں سے سوال کا مجھ کو نہیں ہر خوف تبون کے ہلال کا جلوہ کہاں نہیں ہر تنہا رہے جمال کا مژدہ دیا جو آپ نے صبح وصال کا طوق گران پہ میرے گمان ہی ہلال کا فرمایے تو آج سبب کیا لال کا خواہاں ہوں میں تو آپ کے منہ کے اوگال کا مجھ کو بڑا خیال ہی تیرے خیال کا مارا ہوا ہوں میں تو تیری بول چال کا
---	---

دلین غبار نے کے نہ جاؤں جہان سے  
لاکھوں مین او صنم دل مقنون پھنسے ہوئے  
تصویر ہر پری کی مرے دل نقش ہر  
پیری مین بھی شباب کی سی تاک جانا تک ہر  
آغاز مین ہر امر کا انجام سوچ لے

لو وہ نہ تو بنائے مجھے گردِ ملال کا  
عالم ہر تیری زلف پہ ماہی کے جال کا  
مین نے بنالیا ہر مرقع خیال کا  
لپکا ہر سیری آنکھوں کو کیا دیکھ جال کا  
انسان کو گر خیال ہو اپنے آل کا



کنے گئے تھے دل کی حقیقت مگر سخن  
موقع ملانے یار سے کچھ عرض حال کا



ساتھ غیروں کے مرار شک قمر آہی گیا  
بے سبب مین بھی رقیبوں سے ادب چڑھتا ہوں  
تیر تو آپ نے مارا سعادہ کو لیکن  
بزم مین غیروں نے کیا کچھ نہ اُسے بہکایا  
شام سے ضبط کیے تھانکل آئے آنسو  
کر دیا تم سے جدا تفسرِ قمر پر دازوں نے  
ہو گئے دشمنِ جان تم بھی ہمارے افسوس  
لاکھ پر دون مین رہا یارو لیکن ہم نے  
اب ہو بے فائدہ تکلیف کا دین تجھ کو  
مے سے خستِ وطن راہ زنی کی تو نے

عید کا چاند تھا بدلی مین نظر آہی گیا  
مجھ مین ای جان تری شوخی کا اثر آہی گیا  
کشش دل سے ہماری وہ ادھر آہی گیا  
پھر خیال اُس کو ہمارا بھی مگر آہی گیا  
یا دجانا ترا ہنگامِ سحر آہی گیا  
جو مفرد تھا وہ اے یار نظر آہی گیا  
صحبتِ غیر کا آخر کو اثر آہی گیا  
دیکھا جب دل کی نگاہوں سے نظر آہی گیا  
قاصد اُس گل کی صبا لیکے خبر آہی گیا  
یا غربت مین بھی اپنا مجھے گھر آہی گیا

استحان غیر کا اس کو جو ہوا نڈر  
سائے لے کے میں شمشیر و سپر آئی گیا



چھڑنا تھا انھیں منظور بوجھل میں سخن  
جس جگہ بیٹھے تھے وہ میں بھی آدھری گیا

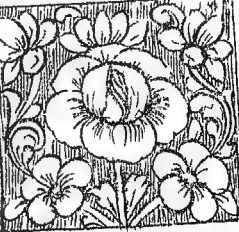


کہ ترے ظلم سے منہ تک تو کجا پہونچا  
گھر سے گھبرا کے اٹھا جانب صحر پہونچا  
مشک پہونچا نہ جسے عنبر سارا پہونچا  
مالہ میراجو کوئی عالم بالا پہونچا  
انگلیاں ہاتھ کلائی ترا پنجا پہونچا  
بھکھو دیکھو کہ میں قسمت سے وہاں جا پہونچا  
نہ لچک جائے کہ میں ایو گل رعنا پہونچا  
قافلہ یاروں کا جو ملک عدم جا پہونچا  
بیخبر دیکھ ترا وقت بھی اب آپہونچا  
صد مہ کیا اور کوئی ایو دل شیدا پہونچا  
غیر کے آبلہ پا کو جو صد ما پہونچا  
بزم میں جب کہ ترا عاشق شیدا پہونچا

اب تو ظالم نہ مجھے اس قدر اید پہونچا  
وحشت دل سے گذرتی ہو پریشانی میں  
ہو تری زلف میں کافر عجب انداز کی بو  
دیکھنا تم کہ اسی وقت قیامت ہوگی  
کس کی تعریف کروں بے توہین سانچے میں  
طائر و ہم کا جس جاتھا گذر نادشوار  
پھول تو ہاتھ میں لیتے ہو سمجھ کر لینا  
اُسکے پھر آنے کی امید کسی کو بھی نہیں  
زلیت ہر ایک کی ہر دم یہ خبر دیتی ہو  
کیوں سکون تجھ کو بجائے طیش شوق ہوا  
دشمنی کب کی تھی اے خاریا بان ہمسے  
کچھ نہیں آئی رقیبوں سے تو ملنے کو اٹھے



ہند میں ہر سخن اب مضطرب الحال بہت  
جلد شیر میں اُسے ایو مے مولیٰ پہونچا



چمن میں اُس گلِ رخسانے جب خرام کیا	نخلِ گلون کو کیا سر کو غلام کیا
فراقِ یار میں بہنے بڑا یہ کام کیا	کہ شب کو صبح کیا صبح کو جوشم کیا
گر ایسا خاک پہ اُنکو دکھا دیا عجز از	بتوں سے جب کہ مرے یار نے کلام کیا
پلایا خونِ جگر جاے بادہِ گلگون	فراقِ ساتی موشی نے آج کام کیا
لگا کے بیٹھے رہے دلِ تمہارے کوٹھے پر	یہ بہنے آئینہ بندری کا اہتمام کیا
یلے جو آج ہمیں کل جو وعظ کتے تھے	تو بہنے دور سے جھک کر انھیں سلام کیا
نہ دیکھا طرف ہر اک کا جو لائقِ اسرار	خدا نے مگر کو اسی واسطے حرام کیا
کسی کو ساتی کسی کو بدھائی دیتے ہو	یہ عاشقوں کا عجب تمنے انتظام کیا
روشِ روشِ چمن میں گلابیانِ چُنِ دین	بہار آتے ہی ساتی نے انتظام کیا
اب آپ جا کے کسی اور کو یہ دم دیجے	یہاں تو آپ کے وعدوں کو بس سلام کیا

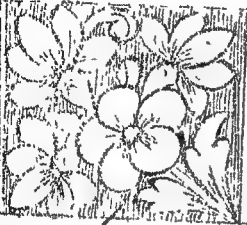


جہان میں دھوم ہوئی قیس کو کہن سے زیادہ  
سخن نے معرکہ عشق میں وہ نام کیا

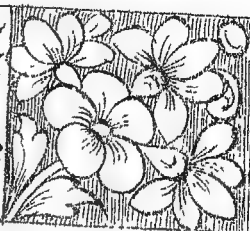


جو غورِ حسن لے جان نہ تجھے کمال ہوتا	ترے حسنِ عارضی کو نہ کبھی زوال ہوتا
کبھی در بدر نہ پھر تیرا نہ مرا یہ حال ہوتا	ترے دلیں اوپری روجو مرا خیال ہوتا
یہ نئے نئے گلے ہیں یہ نئی شکایتیں ہیں	وہی آج ہو رہا ہے جوشِ وصال ہوتا
مراد و آہ اے دل یہ گیا ہے کیا فلک پر	لبِ یار تک پہنچتا تو سمت کے خال ہوتا
یہ مرا تھا عاشقی کا کہ اٹھاتے لطفِ دونوں	کبھی بھر یار ہوتا تو کبھی وصال ہوتا

مجھے غم چہرے تو یہ ہے مرا غم نہیں تجھ کو  
دوئی در میان نہوتی تو میں تری شکل ہوتا  
مجھے رنج پھر ہوتا جو تجھے ملال ہوتا  
تری شکل اگر نہ ہوتا تو تری مثال ہوتا



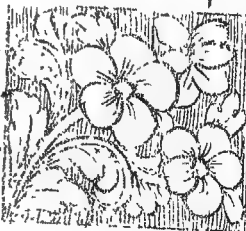
سو سخن کو تو بلاتا تو وہ سر سے اپنے آتا  
ترے در تک پہنچا اُسے کیا محال ہوتا



جس نے اُس صانعِ طور کا جلوہ دیکھا  
کیا کہیں ہجر میں محبوب کے کیا کیا دیکھا  
اچھی صورت کو چھپانے ہو بُرا کرتے ہو  
میں تو کیا فرط حیا سے کبھی اُس ظالم نے  
ہو گئے تباہ سے باہر نہ راتن کا ہوش  
کیون خفا ہو گئے تو جانے وہ قصیر معاش  
دل بہلتا ہی نہیں کو چہ جانان کے سوا  
مرضِ ہجر میں اک دم مجھے تسکین نہ ہوئی  
تم مکر جاؤ گے اور میں کئی بار تھیں  
اُس کو سہی کی طرح محو تجلہ دیکھا  
اسی سخنِ عشق نے جو ہلو دکھایا دیکھا  
لطف کیا جب کہ تھارا نہ سراپا دیکھا  
آنند لے کے نہ اپنا رخِ زیبا دیکھا  
غصہ دلو اے کہیں خوب تماشا دیکھا  
کیا ہوا ایک سین پہننے بھی دیکھا دیکھا  
خوب پہننے دلِ بیتاب کو بہلا دیکھا  
معجزہ آپ کا اے رشکِ مسیحا دیکھا  
ساتھ غیروں کے صنمِ بلبِ دریا دیکھا



چہرہ آیا بت بے ہر سخن والے نصیب  
چہرینِ یار نے فقرِ عینِ اٹرایا دیکھا



دشمنوں کا رازِ نپہان کھل گیا  
آج ہے اُنکا دربان کھل گیا

نہ نہیں ہے وہ جانان کھل گیا  
ہاں سب اُسے کہا اب ایک کا

بہاڑا و حشت میں جب دستِ جنون  
رو چکے ہم تلخے اب جائے  
عاشقوں کو اس سے ہر دل بستگی  
آہ تاشیر جنون تو دیکھے  
زلف سرکائی ہوا چہرہ نمود  
سے قاصد کو آتے دیکھ کر

چاک تک اپنا گریبان کھل گیا  
اُبر بھی ای جانِ جانان کھل گیا  
عقدہ گیسو سے پیمان کھل گیا  
خود بخود سیدہ گریبان کھل گیا  
ابر کسکا ماہ تابان کھل گیا  
آنکھ کا خط کا ہر عنوان کھل گیا

مست کہ جب ہو گیا ہوا سخن  
نکرتے حال سخن دان کھل گیا

طبعِ عالی سے قیام کا مضمون نکلا  
سیکڑوں عاشقِ بانیار تہِ خاک ہوئے  
دل لگانے کی نہ حاجت رہی کچھ بھی اس سے  
میں جو رویا رخِ رنگین کے تصویر میں تھے  
اوجِ کامل سے چوٹوٹا اوتر آیا دل میں

کیا ہی برجستہ مرا صبحِ موزون نکلا  
حوصلہ تہو ترا گردشِ گردون نکلا  
خود بخود شیفقتہ اپنا دل بستون نکلا  
اشکِ چو آنکھ سے نکلا امری نگلگون نکلا  
موئے گیسو سے صنم ملا مضمون نکلا

شاد رہتے ہیں غمِ فزنتِ جاناں میں سخن  
بادِ سمجھے ہم اُسے دل سے اگر خون نکلا

مدتِ بھرنی اے جانِ نظار نہیں ہوتا  
تم کالیان دیتے ہو وعدہ کو سبِ مفصل

وہ بچی نگاہوں سے اشار نہیں ہوتا  
یہ سچ تو ہے کہ کو بھی گوارا نہیں ہوتا

آتا ہی مجھے یا تو گر جاتے ہیں آنسو  
مے ہکو جنون وسعت ہوا کی اجازت  
کیونکہ وہ مجھے قتل کریں ناز و ادا سے  
روتا ہوں تو ہو جاتا ہی داسن مرادیا  
کیا صاف چمکتا ہی ترے کان کا بندہ  
اب سیر بھی کرنے کی اجازت نہیں ہکو  
برہم ہی طبیعت ذرا ہمسے نہ اولجنا  
آئینہ میں اپنا رخ پر نور وہ دیکھے

دل سے بھی زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا  
نزدان میں تو اب اپنا گذارا نہیں ہوتا  
مر جا نا بھی میرا تو گوارا نہیں ہوتا  
دریا بھی تو وہ جکے کنارہ نہیں ہوتا  
ایسا تو فلک پر کوئی تارا نہیں ہوتا  
اتنا بھی مری جاؤ گوارا نہیں ہوتا  
نہیں میں ہیں ضبط کا یا را نہیں ہوتا  
یہ رشک بھی نہیں کہ تو گوارا نہیں ہوتا



کیا کیجے سخن شکوہ سید اوزمان  
ہنے جسے چاہا وہ ہمارا نہیں ہوتا



یسکہ آباد ہو اس ساقی گلغام کا  
عشق میں سودا ہی دور بادۂ گلغام کا  
پھر ہی کتا ہی دل صحرائے قیس آباد ہو  
خون دل ہی بادۂ گلگون فراق یار میں  
رنگ عاشق داغ دل اس سے تو کم اچھا نہیں  
ہو سرا سر کفر کا اطلاق تیری زلف پر  
بعد مردن کیا ہو لیکن آج تک تو ای فلک

جسے ساغر بھر دیا مجھ رند و آشام کا  
طوق ہو گردن میں اپنی عکس خطِ جام کا  
پھر ہو اسودا میں اس شوخ لیلیٰ فام کا  
گردش تقدیر ہو گردش میں آنا جام کا  
صبح کا عالم ہو اس میں اس میں عالم شام کا  
وہ نہیں کا فر کہ بندہ جو ہو اسلام کا  
نہیں یہ دیکھا مری تکلیف نے آرام کا



گلایون پر ہم جو کمر ہیں تو وہ دیتے ہیں کب	کلیں حاصل ہو انھیں بھی لذت و شہام کا
صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں انتظار یار میں	عالم اپنے داغ دل پر ہر چراغ شام کا
پھاڑ ڈالا آئے غصہ سے جہیں نے یہ کہا	تبیہ یہ ہو دو تپہ آپ کے ہنس نام کا
اگر فلک رات کے کہتے ہیں تیرے در میں	نام یہ شاید ہر میری گردش ایام کا
کام وہ کیجیے کہ آخر کو پشیمانی نہ ہو	سوچ لینا خوب ہو آغاز میں انجام کا
عرض کی میں نے اجازت ہو تو خدمت میں ہونا	بولے وہ کیجے علاج اپنے خیال تمام کا
پانی چوکی پر تو رکھو انا بہت دشوار ہوں	میں تو کتابھی کہی ہوں تیرے نام کا



دین و دنیا کفر اور اسلام سب ہو انگ  
عشق ہو جب سے سخن کو اس بت نو کام کا

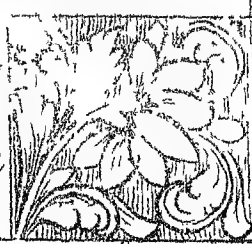


وہ ہوا برہم مگر تیرے بدل کر رہ گیا  
ہاتھ سے جب دل گیا میں ہاتھ نہ کر رہ گیا  
مجھ کو دیکھا اور فقط زانو بدل کر رہ گیا  
دو قدم مجھ بنوں مرے ہمراہ چل کر رہ گیا  
موم کے مانند وہ رہ گیا میں گھل کر رہ گیا  
اتنی طاعت پر وہ دو انگلیں نکل کر رہ گیا

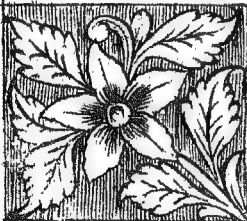
شکوہ اس کا جب کمر بند سے نکل کر رہ گیا  
دل کو روکا میں نے جب نصرت ہوا وہ ناہن  
غیر بیٹے تھے نہ اٹھا وہ مری عطیم کو  
کیا ہی وحشت نیریز ہر صحراے الفت و خون  
یہ حرارت ہو کہ بہشت شد و یا فضا و نے  
ناتوان ایسا ہوں جب پھر اٹا گیا بیاں زور سے



بیسے باتیں کہیں سخن آئے تو دشمن کو چھکے  
شعلہ شک و حسد سے دہلیں جل کر رہ گیا



<p>         عدم سے دیکھئے ہر اک فلِ جمال آیا          تھارے ولینِ خدا جانے کیسا خیال آیا          مری وفا کا بھی مسکو نہ کچھ خیال آیا          کبھی لطفِ جوہینِ چرخ پر ہلال آیا          فقیرت ہوئے صوفیوں کو حال آیا          عدو کے خواب میں آنے کا جو خیال آیا          فلاسفہ میں خلا کس طرح محال آیا          پھنسا جو ایسے سپر اگا دین غزال آیا          عروج پر جو ترا حُسن بے مثال آیا          مزاجِ دہر میں کیسا یہ اختلال آیا          نظر کہیں جو کوئی صاحبِ کمال آیا          ہزار شکر کہ اب وقت انفصال آیا       </p>	<p>         نمود کا جو تجھے اے صنم خیال آیا          عدو کے نام پر کیوں اتنا رطلال آیا          جھٹ سے اٹھ اُسٹ یا ستم کیا مجھ پر          خواقِ یار میں لوقِ گور سے دی نسبت          وہ بندہ ہوں کہ مرا ذکر کے گلِ محفل میں          وہ سوئے ساتھ وے نیندا گئی میری          تھی ہویا سے اویہ ہو مری آغوش          تھارے سبز رخ پر فدا ہوئیں آنکھیں          ترقیان ہوئیں عاشق کی ناامیدی میں          کوئی ہر شاد کوئی بتلا کوئی ناخوش          سنا یا حرفِ غلط کی طرح زمانے نے          وہ تیغ کھینچ کے آ بیٹھے میرے سینہ پر       </p>
---	--



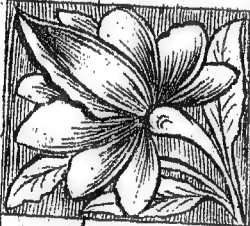
سخن تلف ہوئی کیا مُنت اپنی عمرِ نیر  
 نہ کچھ نہ سہمیں آیا نہ کچھ کمال آیا



ہر خدا وندِ دوعالمِ مرجِ خوانِ مصطفیٰ  
 ہر عجبِ کعبہ کو کنتِ آستانِ مصطفیٰ  
 عرش سے برتر نہو کیوں آستانِ مصطفیٰ

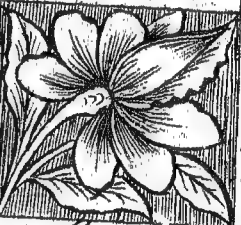
کیا بشر سے ہو بیانِ عروشانِ مصطفیٰ  
 بے حرم ہوتا نہیں لوگوں کا شربِ تک گذر  
 فقرِ اس کو ایک دن حاصل ہوا اس کو دلام

وہ بھی ہر محبوب جو محبوب کا محبوب ہو	کیونکہ محبوبِ خواہوں دوستانِ مصطفیٰ
ہو دماغِ جانِ تو اب بھی ہر جگہ موجود ہو	وہ شہیم گیسوئے عنبرِ فشانِ مصطفیٰ
حبذا! الطاف و رحمت اور خوشا! است کہ تھا	ذکر اسکا برب محبتِ میانِ مصطفیٰ
محلِ دل سے صدا حق نے انالیلی کی دی	ہو گیا مجنون بنا جو ساربانِ مصطفیٰ
ہر کوئی پابندِ دنیا بتلائے دین کوئی	قید سے آزاد ہیں دل بستگانِ مصطفیٰ
چاہتے ہیں جبکہ بولتے ہیں اپنی بزم میں	اور خوشا! بختِ رسا سے یہاںِ مصطفیٰ
کون کہتا ہو کہ انکو خُسل کی ہر آرزو	طالبِ جنت نہیں ہیں طالبانِ مصطفیٰ
بھارت میں جائے جہنم خاک میں دوزخ لے	خوف کیا ہم کو کہ ہیں اندر امانِ مصطفیٰ



اور در کہ ہر دم سخن تو یا شفیع البینین

یہ ولیفہ ہر براے عاصیانِ مصطفیٰ



ای چارہ گر علاج ہمارا نہ ہو سکا	تجسس بھی دوز لہن کا سودا نہ ہو سکا
ایفاے عہد کا نہ خیال آپ کو ہوا	پاسِ وفاے عاشق شیدا نہ ہو سکا
کیا حضرت مسیح کی معجز نمایان	بیچار عشق ایک بھی اچھا نہ ہو سکا
دے آئے کوئی اسکو خبر میرِ حال کی	اور ہمد کو کسی سے بھی اتنا نہ ہو سکا
گو خود دگدگ اسی کا سہی یارِ قیب کا	ہم سے تو اسکے سامنے شکوہ نہ ہو سکا
دیکھئے ہوئے ہیں انکی نگاہیں تو شک سے	نظارہ سوئے زگس شہلا نہ ہو سکا
لینے دیا نہ پاؤں کا بوسہ بھی آپ نے	یہ اقتضاے ہمت والا نہ ہو سکا

مجلس بہن آؤ سوز ہو صبا خطا معاف  
سامان عیش آج بہت سنا ہو کا

بے چین کر دے خاطر دلدارا ہر سخن  
آہ رسا سے آپ کی اتنا نہ ہو کا

دل تو تیرا مکان ہو گویا  
وہ خفا ہو تو دوستو سمجھو  
سامنے میرے غیر کیا بولے  
آہ عاشق جو لب پہ آتی ہو  
مجلس وعظ کیا سمجھتے ہو  
بے نشان ہو کے دور پہنچا ہن  
کہتے ہیں دوستی بڑی شکر ہو  
جس زمین پر ہر تیرا نقش قدم  
شعر کہنا مجھے ہو کیا مشکل  
بلکہ تو دل کی جان ہو گویا  
مجھ پہ وہ ہمدیاں ہو گویا  
بند اسکی زبان ہو گویا  
فوج غم کا نشان ہو گویا  
زاہد دن کی دکان ہو گویا  
گھر مرا لا مکان ہو گویا  
یہ مرا امتحان ہو گویا  
وہ زمین آسمان ہو گویا  
یہ تو میری زبان ہو گویا

جو کسی کا نہو سخن دشمن  
دوست اسکا جہان ہو گویا

نہ کار و دنیا کے ہون میں قابل نہ کام ہوتا ہو مجھے دین کا  
تھار سی الفت میں اسے پری رو رہا نہ میں بتا کہیں کا  
تم اپنے گھر سے نہیں نکلتے یہاں محبت سے کی ہو توبہ

تنہیں اگر ہر خیال عصمت میں بھی ہر پاس اپنے دین کا  
 کوئی ہر پہلے سے پابجھلان کسی کو پھنسنے کی آرزو ہو  
 ترقیوں پر ہر اب تو سودا تھارے کیسے غبرین کا  
 تمہارا عاشق کر گیا نالے توجہ ان ہو جائیگی قیامت  
 نشان رہیگا نہ آسمان کا پتالے کا نہ پھر زمین کا  
 بوقت آخر لگے جو ملنے ہمارے منہ سے دہن کو اپنے  
 تو اشک چشم صنم جو پیکے مزا ملا مجھ کو انگلیں کا  
 حرم میں اور تب کہے میں ہر جانظر مجھے آیا تیرا جلو  
 پھر ادا بان سے نہ تیرا عاشق جان گیا ہو رہا وہین کا  
 یہ کیا ہوا اے گلزارِ عنک کھڑے کھڑے آئے اور چلے تم  
 ہوئی نہ توفیق تم کو اتنی کہ حال پوچھو دل حزن کا  
 کشش تو دیکھو یہ میرے دل کی مجھے جی تکلیف دی نہ آنے  
 منا کے لے آیا آنکو گھر میں اٹھایا احسان نہ ہنشین کا  
 کلام میرے میں معترض کو جگہ ملی کچھ نہ گفتگو کی  
 زبان لکنت سے لڑ کھڑائی ہوا جو دم بند نکتہ چین کا

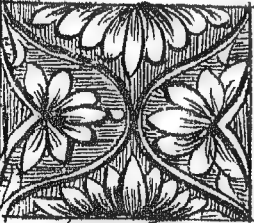


سخن ابھی کیا ہوا ہو کیجیو بھی تو الفت کی تندرستی  
 بست سوا کر گیا تملو یہ عشق خوابان نازنین کا

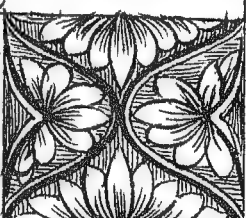


اس کبھیرے میں آنہی مجھے ڈالا کیسا  
 بند کوزے میں کیا میں نے یہ دریا کیسا  
 تو نے جس جاہ کو پہنا ہوا زیبا کیسا  
 لوگ سمجھاتے ہیں آکر مجھے کیسا کیسا  
 ہوا سر سبز مرا باغ تمت کیسا  
 پڑ گیا مصرعہ شمشاد میں کتا کیسا  
 دل کے لینے میں مری جان تقاضا کیسا  
 ایک دن ہو گیا یہ روز کا جب گڑا کیسا  
 گھر یہ تو نے کیا او وسعت صحر اکبر  
 چاندنی رات کا مجھ کو ہوا دھوکھا کیسا

ماثل اس بت پہ ہوا ہی دل شیدا کیسا  
 ہر تصور ترا او کب لطافت دین  
 جلوہ فرما ہی تو ہر رنگ میں اسی جاں نمان  
 مجھ کو دیوانہ بنایا ہی تری الفت میں  
 ابر حمت نے توجہ جو ذرا کی مجھ پر  
 دیکھ کر اس قدموزون کو تیر کیوں ہی  
 بوسہ دینے میں اگر تک کوثر وہ تو پھر  
 خواہش وصل جو کی میں نے تو ارشاد ہوا  
 اور جا تجھ کو نہ ملتی تھی مرے دل کے سوا  
 جلوہ کا کل مشکین سے ترے رخ پہ قمر



جس کو دنیا میں ہر کچھ فکر مال اندیشی  
 اس سخن اس کو پھر اندیشہ فردا کیسا

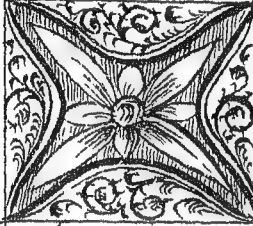


عاشق لب کو ترے لعل میں سے کام کیا  
 بلغ میں گوہر مگر اس کو چمن سے کام کیا  
 تیرے دیوانوں کو زلف پر شکسے سے کام کیا  
 بلبل بے خانان کو اب چمن سے کام کیا  
 عشق میں تقلید شیخ و برہمن سے کام کیا

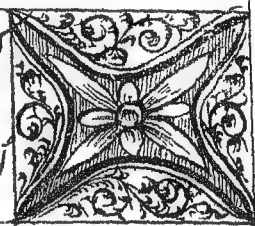
ست بوزلف کو مشک ختن سے کام کیا  
 اسی گلو عاشق برنگ سبزہ بیگانہ ہی  
 کچھ نہ کچھ دبستگی کو ہوسن ہی کیوں نہو  
 جگیا رنگ خزان رخصت ہوئی فصل بہار  
 کوئی ہو خواہاں جو اپنا ہوا اسی کے ہو رہو



مخملوں میں جایتے آنا یہاں ہو کیا ضرور	آپ کو گور شہید خستہ تن سے کام کیا
چادر مہتاب ہو اور خوچکان بلوس ہو	پھر بھلا تیرے شہید وں کو کفن سے کام کیا
وہ بھی ہو میری طرح شیداے سرتاپاے یار	وزنہ پر واندہ کو محفل میں لگن سے کام کیا
ہو پسینا باعث تسکین قلبِ تشنہ کام	وہ نہ تو آپ کے چاہِ ذوق سے کام کیا
دیکھ لے اکبار بھی گرتو نگاہِ لطف سے	عاشقوں کو تیرے پھر سرج و مرج سے کام کیا
کھلے جو ہر مرتبہ جھوٹی مرے سر کی قسم	مجھ کو پھر ایسے بت پیمان شکن سے کام کیا



کرتے ہو تعریف کیوں دی جان سخن کے شعر کی  
اس سے کیا مطلب تمھیں اس کے سخن سے کام کیا



عاشق ہوا ہوں میں تو اس یارِ خوب رو کا	کہتے ہیں لوگ جسکو شعلہ ہو یا بھجھو کا
جبات کی تو پہلے تنے ہنسی سے تھو کا	سیکھا صنم کیس سے اندازِ گفت گو کا
پیغام چل نہ کر لوگوں سے وہ عہد کا	بولا ارے میں اُس کے منہ کو لگاؤں لو کا
وامن جو بھٹ گیا ہوا صح ہم اسکو سی لین	چاکِ دل و جگر میں موقع کمانِ رفو کا
بے طورِ عینس گیا ہی جمع میں میکشون کے	اسد آج حافظ و اعط کی آبرو کا
لاغر ہوئے ہیں ایسا سوزِ درون سے اپنے	فرغل بنا ہمارے پہلے جو تھا شلو کا
تنبیہ تیرے میرے کئے ہوئے گلو سے	یہ حال ہو گیا جو بے یار آجو کا
اب ضعف سے جھکین ہیں نڈان میں سقدِ ہم	زنجیر تھی جو پہلے وہ طوق ہو گلو کا
جوگی جٹا سبھل بیٹا ہو آسنی پر	عاشق نہیں تو پوچھو سیدہ کی کس گردو کا



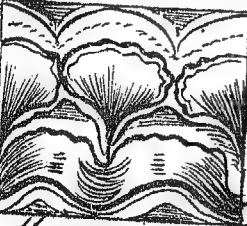
کھوئے گئے ہم ایسے ملتا نہیں ٹھکانا نشر دیے جنوں میں فصاوت نے ہزاروں منہدی کا تم بہانا اگر آج بھی کرو گے بن بن کے پاس آئی دنیا ہمارے لیکن اکسیر سے زیادہ ہوتی در و منزلت میں کشتہ اگر ہو خالص عاشق کی آرزو کا	جب سے ہوا ہر سودا اس بُت کی جستجو کا دیکھا تو میرے تن میں قطع نہ تھا لہو کا آنکھوں سے میری دریا بہ جائیگا لہو کا اس بیوہ کی جانب پہنچنے کبھی نہ تھو کا کشتہ اگر ہو خالص عاشق کی آرزو کا
---	---

ناصح سے بحث کر کے کیوں کیجے منہ خالی  
کیا ہر سخن تجھ سے بے صدفہ گفتگو کا

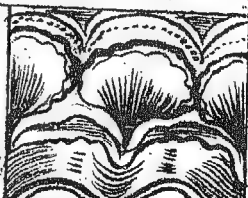
آج بے چین نہیں ہو دلِ نالان میرا پھر چلا دیکھ کے مردہ مجھے جانان میرا واغ سودا سے ہو گلشنِ تنِ عریان میرا ہو تجھے خوف و رجا عشق ہو ایمان میرا حال کیا پوچھا ہو لبسِ نالان میرا زارِ ایسا ہوں کہ قاتل کو بھی رحم ہی گیا پاس سوائی سے تیری جو میں خاموش رہا میں دکھا دیتا تھا شاہِ کابل تجھ کو وصل میں آسکے جو میلے کبھی تو رہو گے چُپ اگر بیٹھے تو صبا دیکھ کتنا ہے	کیوں مگر ہر مزاج شیبِ حیران میرا تاکے کس یاس سے جاتا ہو پشیمان میرا ایک گلو دیکھ لو اگر چنستان میرا زاہد اخلاص ترا کو پہ جانان میرا آج گلشنِ میں نہیں وہ گلِ خندان میرا حال پر میرے ہوا زخم بھی گریان میرا مار ہی ڈالے گا مجھ کو غمِ نہان میرا میرے پہلو میں جو ہوتا ہے تابان میرا ہو گا پھر حال ہی ای شبِ حیران میرا آج خاموش ہو کر نہ مرغِ خوش جان میرا
---	--

ایک دن رنگ دکھائیگا مرا جوش جنون  
و اے قسمت نہ لگی اپنی ٹھکانے مٹی  
اسی ہوا کچھ تو کر مے عاشق ناشاد پہ کر  
منزلت دیکھ کہ نبت اس گریبان سے  
بولادہ زخم پہ میرے نمک افشان ہو کر  
جوش شک سے حیران ہوں تری وقت میں  
ہڈیاں کیا کہ اگر جان بھی دے دو نکا اے  
شعلہ محسن کی تیرے وہ ضیاء رکھتا ہوں  
بال کھولے ہوئے کوٹھے پہ کھڑے ہیں وہ ضرور  
پاس جو کچھ تھا ہوا نذر ترے دشت جنون  
بات کچھ بھی نہ تھی تقدیر سے میری لیکن  
کون ہر وقت کی الجھن میں پڑے دست جنون  
ویکھ لیتا سبب بخشش عالم ہوگا  
حسن پر اپنے نہوا وبت کافر مغرور

ہاتھ میں ہو گا ترے یا کر گریبان میرا  
قتل کر کے مجھے قاتل ہو پشیمان میرا  
یونہی چھ جائے نہ آکر سگ جانان میرا  
چاک ہوتا ہوں جنون میں جو گریبان میرا  
ہاے خالی ہوا جاتا ہوں سکدان میرا  
کیا ڈبوئیگا مجھے دیدہ گریبان میرا  
پھر بھی چھوڑیگا نہ چھپا سگ جانان میرا  
داغ بر دل ہر چراغ تیرا دامن میرا  
دل سرشام سے ہو آج پریشان میرا  
استین میری گریبان مراد امان میرا  
آج پھر مجھے خفا ہو گیا جانان میرا  
ایسے جامہ سے ہر بہتر تن عریان میرا  
جب گھلا حشر کے دن نامہ عصیان میرا  
کانپ جاتا ہوں تری باتوں سے ایمان میرا



دہلی مولد ہوا مرا لکھنؤ سکھن



رتبہ کیا جانیگے پورب کے سخندان میرا

یہی تو ہی ہیں ہر دم خیال کیا ہوگا  
خبر نہیں کہ پس مرگ سال کیا ہوگا

قسم نہ کھاؤ تھیں خوب ہم سمجھتے ہیں  
 ابھی سے قندہ دوران ہر سچ دینیہ میں  
 چرا کے لے گئے وہ آج دل مر یا رو  
 سمجھ چکے کہ غفور الرحیم ہر معبود  
 گھٹکا اور تپ غم سے ہمارے روز بروز  
 چلے ہو صبح شب وصل تم تو گھر اپنے  
 خفا نہ میں نہ کسی بات کا ملال مجھے  
 دور رہا ہر قیامت سے کیون ہیں وہاں  
 پھر اہی کرتے ہیں وہ کوئے غیر میں اکثر  
 عروپہ جو کرین وہ دکھا دکھا کے تجھے  
 اسید وصل سے تسکین ہر کبھی دل کو  
 کھلیکے گاشتر کو جب نامہ غسل میرا  
 کہا یو میں نے کہ جاتے ہو بزم غیر میں تم  
 کبھی بلاتے ہو غیروں کو اپنی محفل میں  
 جواب نامہ دشمن بھی اگو کے بیچتے ہو  
 ہمیشہ کرتے ہو ذکر و فاعد و  
 بس ان وجوہ کو بخش کہ خوب غور کرو

تمھارے دلیں بہا را خیال کیا ہوگا  
 بڑھیکا اور تو وہ نونساں کیا ہوگا  
 تھیں تو انکی طرف احتمال کیا ہوگا  
 گناہ کر کے ہیں انفعال کیا ہوگا  
 ترا مر لیں محبت بجال کیا ہوگا  
 کہو خدا کے لیے میرا حال کیا ہوگا  
 خدا کے واسطے تھے ملال کیا ہوگا  
 رحیم بھی ہر مراد و البسال کیا ہوگا  
 جو آئینکے مرے گھر میں کساں کیا ہوگا  
 اب اس سے اور زیادہ ملال کیا ہوگا  
 کبھی ہر یاس کہ اُنسے وصال کیا ہوگا  
 خدا ہی جانے کہ اسوقت حال کیا ہوگا  
 سمجھتے ہو ہمیں اسکا ملال کیا ہوگا  
 یہ جانتے ہو کسی کو خیال کیا ہوگا  
 نہیں یہ فکر کہ عاشق کا حال کیا ہوگا  
 نہیں خیال کہ اسکا آل کیا ہوگا  
 اب اور باعث رنج و ملال کیا ہوگا

دیا جواب یہ سن سُنکے اُس پر پوش نے  
ہوا کرے جو تھیں ہو ملال کیا ہوگا

بُرا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو  
خبر نہیں کہ ہتھسار آمل کیا ہوگا

سخن وہ کر بھی چکے ہلکے نوبان کب کا  
یہ کیا ہوا کہ جو تنے بیا لیا مجھ کو  
فراسی بات پہ پاس اپنے بیٹھنے نہ دیا  
رہے ہو تم مرے گھر آئے مہربان کس دن  
شبِ فراق میں جو چپ گز گئی ہم پر  
خدا کے فضل سے غالب ہیں یو نفس یہ ہم  
سوال وصل پہ کھائیں ہیں گالیان اکثر  
ستم ہوا کہ ہوا ہیکو ہجریا نصیب  
لیے ہیں کس نے زبردستی آپ کے بوسے  
فراق پا چکے ہم دے کے امتحان کب کا  
میں مرچکا تھا شبِ ہجری میری جان کب کا  
بھرا ہوا تھا غضب میں وہ بدگمان کب کا  
یہ ذکر کرتے ہو تم مجھے میری جان کب کا  
وہ حال کر بھی چکے اُن سے ہم بیان کب کا  
پچھاڑ رکھا ہو ہنسنے یہ پسوان کب کا  
ذلیل کر چکی مجھ کو مری زبان کب کا  
عوض یہ تو نے لیا ہے آسمان کب کا  
گلہ یہ کس کا ہو کس دن کا مہربان کب کا

بخار چھا گیا آنکھوں کا ایک عالم میں  
بھرا ہوا تھا سخنِ دل میں یہ دعو ان کب کا

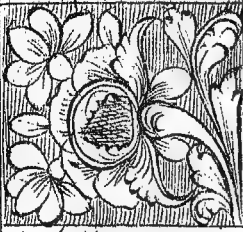
ہر بے حجابِ غیر سے ان روزوں کا کیا  
دل صاف رکھو ذکرِ ورت ہو یا کیا  
دیوار ہو گیا مرے دل کا غبار کیا  
میں خاک پا تھا راہوں مجھے غبار کیا  
بیخود ہیں یہ توں سے خبر تک نہیں ہیں  
کتے ہیں یا کس کو خوشگوار کیا

کیونکہ ہم نے کچھ نہیں بھرا آپ	کیچکا میرے طائر واکر شکا کر کیا
کیونکہ ہم نے کچھ نہیں بھرا آپ	اس جبر کا کہ تو نہیں اختیار کیا
کیونکہ ہم نے کچھ نہیں بھرا آپ	مجھ کو یہ ہو گیا مرے پروردگار کیا
غافل ہر ایک شومیں اسی کا طور ہو	ہم کیا ہیں عشق کتنے میں کس کو نکار کیا
مغرور ہونہ ہستی ناپائدار ہے	دودن کی زندگی کا بھلا اعتبار کیا
دور از خیال ہم ہیں بے فراق میں	کیا جانے کہ رہا ہے دل بے قرار کیا
تم جانتے ہو خوب کہ پہلو میں لائیں	پھر ماتھ رکھ کے دیکھتے ہو بار بار کیا

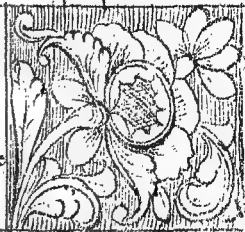
اب رات کم ہو سو بھی رہو ای سخن کہیں  
اس بے وفا کرتے ہو تم انتہا کر کیا

ہم دو سلسلہ ہو ہر اک رسم و راہ کا	گر و رد دل ہو اس مکر م آلہ کا
دل کو اگر ہو سرور عالم کا آسرا	وہ دل ملام طبع ہو صد مہر و ماہ کا
لکھو درد پہل ہو ہر کام ہر مراد	کوہ ہوم و ہر کام عالم ہو کاہ کا
طول امل کو حاصل صد دعا کو	دروالم کو لعلہ کو مہر و ماہ کا
معمور ہو احاطہ دور سما دلا	دکھلاؤ اسکو دلولہ اس دود آہ کا
آلودہ ہوا و ہوس وہ ہوا کہ ہم	طامع ہوا سرور کا اور واہ واہ کا
ہو رکھ رکھا و علم و عمل کا ہر طرح	کس کام کا وہ علم کہ ہو گرد راہ کا
ہر دم ہو اسرا دل محروم و صل کو	وعدہ ہو گر مکالمہ گاہ گاہ کا

محروم علم مدح کا طامع راستہ کا  
کامل کو دو کر وصلہ واہ واہ کا



دلدار کو دکھاؤ اگر دل کا گل کلام  
عالم دگر ہو سلسلہ ہر ماہ کا



زنجی جو کوئی ہو ترستیہ نگاہ کا  
مین ہون فریب خوردہ کسی کی نگاہ کا  
چھایا ہوا دھوان ہر مرے دل کی آہ کا  
لیکا بڑا پڑا ہر مرے دل کو چاہ کا  
مجھ کو ہوا گمان تری زلف سیاہ کا  
یا سر چڑھا ہر خون کسی بے گناہ کا  
غل تھا کبھی جان مین ہاری بھی آہ کا  
خوشید سے مقابلہ ہوا آج ماہ کا  
پرسان نہیں ہر کوئی بھی حال تباہ کا  
دشوار اب توب پہ بھی آنا ہوا آہ کا  
کیونکہ مقابلہ ہو گستاخان اور ماہ کا  
شوق تھا ہر چہر مجھے اس رشک ماہ کا  
خون ہو نہاں نہفت کسی بے گناہ کا  
پھر کیا شکنا میرے نعم و درد و آہ کا

بہ مجھے معاملہ ہی اس دل کی چاہ کا  
باعث نہ پوچھیے مرے حال تباہ کا  
سمجھو نہ نیاگون فلک کج نہاد کو  
رسوا کر گیا آہ یہ مجھ کو کمان کمان  
یہ مجھ ہوں کہ دیکھ کے سنبل کو باغ مین  
سواں سرخ ڈالا ہر چوٹی مین آپ نے  
مشکل ہوا تیرا سانس بھی لینی فراق مین  
جام شراب باتھ مین اس مہربین کے ہر  
ہیت سے تیرے عشق مین پھر تار ہون دریا  
باترے تھے پہلے نالہ دل آسمان پر  
کیا دیکھوں اسکو با دل صیحا کا دھل مین  
انگور باندھ لائے مین پھر نہ تم تن مرے  
مشق جفا و جور نہ کیجے علی العموم  
تم اور میرے حال سے ہو جاؤ بے خبر

آنکس از عشق اور مرا صبر دیکھے	آیا کبھی ز لب پہ مرے نام آہ کا
ملک عدم ہی خیر سے جانا محال ہو	منزل کٹھی ہو اور ہو گھٹکا بھی راہ کا
مانگا جو بوسہ کہ اُسے ماہ تو کس	لے آؤ بوسہ جا کے فلک پر سے ماہ کا

یہاں ختم کرے خوبست ملکہ گرد و مان  
دیگا جواب کیا سخن دا دخواہ کا

پر تو پذیر مجھے ہو خسار ماہ کا	فرہ ہو آفتاب تری گرد راہ کا
تنے تو بزم میں کیا صوفیہ نگاہ کا	یاں خاتمہ ہوا دل غمخیزان پناہ کا
دیکھا نہ مثل تیر لگی تجھ کو او فلک	ہو نہ تھا لطف تجھے میری آہ کا
دل میرا دست بردالم سے بچا لیا	احسان مجھ پہ ہو یہ تمھاری نگاہ کا
جوش شباب ہو سہم گل یا ربے حجاب	پھر وقت اور کون ہو گا گناہ کا
یہ رشک کیا ہو کم کہ مرا دیکھ کر لپک	دھوکا ہوا وعدہ کو تری خواہ گاہ کا
لباس کا کیون نہ منتخب روزگار ہو	بنتا ہو جب پخال مرو و آہ کا
بھٹکے وہ کیا کہ کچھ بھی توجہ نہیں تھمن	ارمان بھی غلط ہو تمھاری نگاہ کا
زاہد یقین رحمت حق اور یہ لقا	یاں لطف تھا بجاے عبادت گناہ کا
گر چارہ ساز میسی مریم ہوئے تو کیا	مارا ہوا ہون میں تو تمھاری نگاہ کا
انداز پھر تمھارے تغافل کے ہیں ہی	تم دیکھ بھی چکے ہو اثر میری آہ کا
کیا مدعی عشق ہوں لہری طرف	سازش میں آنا صاف ہو ثابت گناہ کا



دامن اٹھا کے چلتے ہوتا ہوں کچنک بھی	پہونچنے نہ مانتا ہے کسی واہ خواہ کا
ہو دوستی سے تو اسکی طرف نہ دیکھ	چڑھ جائے اسکو زہر نہ تیری نگاہ کا
نوکہ بدین مجھ سے اور اس بانگین کے ساتھ	جھکنا یہ کیوں ہو آپ کی طرف نگاہ کا
ہو کاش سیر سوز کو دشمن کا دیکھنا	انداز تو برا ہو تھاری نگاہ کا
اسد رس سوز گرمی لفت کہ بعد مرگ	تنکا نہیں ہر قبر پر میری گیارہ کا

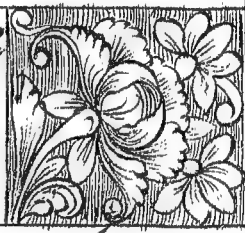
کشتہ ہوں ایک عورتی کا اس سخن  
خسار برین ہر نام مر می قتل گاہ کا

ہو اوہ جو مر می قسمت میں آہ ہونا تھا	تمہارے عشق میں مجھ کو تباہ ہونا تھا
ہم آئے تھے ترے کوچہ میں اسلئے کہ ہمیں	اسیر حلقہ زلف سیاہ ہونا تھا
بتوں کو دل تو دیا میں نے اب میں بن نام	مرے غفور یہ مجھے گناہ ہونا تھا
کیے ہیں ظلم و ستم تو نے عاشقوں پہ بہت	فلک تجھے ہدف تیرا آہ ہونا تھا
ترے فراق میں مرجاتے کیونکہ او ظالم	کہ آج ذبح ہمیں بے گناہ ہونا تھا
ہمارے دیدہ خوباں بھی قیامت میں	انھیں کو عشق میں سے گواہ ہونا تھا
پھرے نہ نامہ برایتک کہ انکی قسمت میں	کہو ترون کی طرح سے تباہ ہونا تھا
پہونچنے دینگے یہ دیر و حرم نہ مقصد تک	انھیں کو میرے لیے سنگ آہ ہونا تھا
جہان میں میرے لیے تھی حد و کی کیا حاجت	جو تجھ کو اسے فلک کینہ خواہ ہونا تھا
بجرم عشق دل و دیدہ ہو گئے نعمت از	عدو کسی کو کسی کو گواہ ہونا تھا

خیالِ حسن سے لیلیٰ کے کیا غرض تھی مگر	ہماری فردِ عمل کو سیاہ ہونا تھا
تمہارے عربِ زمین ہم کیونکہ جلد مرتے	ہمیں توقیس سے بڑھ کر تباہ ہونا تھا
اسی سے اشکِ بہنِ آلودہ انکے کاجل سے	کہ لوحِ قبر کو میری سیاہ ہونا تھا
ملا نہ خضر کو کچھ اپنی زندگی کا مزا	کسی کا زخمی تیغِ نگاہ ہونا تھا
جہان سے ہو گیا کیا سحرِ سامری مفقود	تجھی کو دہر میں جا دو نگاہ ہونا تھا
جگہ نہ ملتی تھی کیا جگہ اور اسکے سوا	ہمارا دل ہی ترابِ جلوہ گاہ ہونا تھا



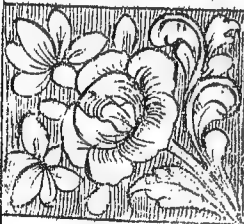
غبارِ خاطر دلدارِ ہر سخن مانع



اسی کو میرے لیے تیرا راہ ہونا تھا

اتنے دنوں تک رہ کے جہان میں کارِ نمایان کچھ نہ کیا  
 ہاے ری غفلت ہنسنے تو مرنے کا بھی کچھ سامان نہ کیا  
 روک لیا اک ہاتھ لگا کر خیرِ بران کچھ نہ کیا  
 چھوڑ دیا بسل جو مجھے اے قاتلِ دوران کچھ نہ کیا  
 کچھ بھی مددِ دشتِ مین مری اے تیغِ نگاہ یار نہ کی  
 تو نے بھی ہو کر چاکِ جگر سے دستِ و گریبان کچھ نہ کیا  
 تھی یہ غرضِ برسات سمجھ کر گھر میں رہ مے رہ جاتا  
 تو نے ڈبو یا عالم کو اسے دیدگا گریبان کچھ نہ کیا  
 سر کو نہ چھوڑا آدر پر تیرے غل نہ کیا کچھ بھی نہ ہنسنے

کرتے لیا وحشت میں جب تک چاک گریبان کچھ نہ کیا  
 خون نہ دیا کچھ زخم جگر نے تیرے تگر خشک رہا  
 ہاے مرے دل نے بھی پاس خاطر مہمان کچھ نہ کیا  
 روک سکے تم بھی نہ بخون میں وحشت نور دی سے میرے  
 پار نکلا تلوون سے بھی خبا رنگیلان کچھ نہ کیا  
 خاک ہوا وہ آتش غم سے ہاے غریق حیرت ہو  
 تو نے بھی اے اشک تجر بادل سوزان کچھ نہ کیا  
 ظلم کیے ہیں سیکڑوں تو نے جان سے میں بھی عاجز ہوں  
 بھسکونہ مارا صبح تک تو اے شب ہجران کچھ نہ کیا  
 ہم بھی مریض الفت تھے لازم تھی سیاحتی تکر  
 دین کیا دان جا کے عدو کو آ کے گریبان کچھ نہ کیا



خوب سخن کرتا ہوں ہر سہرا سہرا سہرا سہرا سہرا  
 آسکو جو سوائی نہ بنایا لطف پشان کچھ نہ کیا



خشر میں ہوگا عجب لطف سے محشر اپنا  
 ہاے کجنت دل اپنا ہو نہ دلبر اپنا  
 دل بھی پہلو میں ہو دشمن کے برابر اپنا  
 ہو تصور اس میں مری جان سراسر اپنا

آنکھ دکھلائی گئے کی جو دلبر اپنا  
 دیکھے عشق میں انجام ہو کیونکر اپنا  
 فاش سب راز محبت کیا آخر میرا  
 جو رہے کہ تجھے پہنچنا یا ظالم

اُسکے ملنے کی کوئی راہ نکل ہی آتی یون ہی رہتی تھی ہمیشہ تری چتون ہے اُسکی فرقت میں عجب کامش جان رہتی ہو سخت جان عاشق جانبار نہ کیے ہونگے رشک ناکامی و ہجران کے نہ صد مہنتے غیر کو وصلہ رشک و رقابت نہ ہے رنجی تیغ ادا ہو کے نہ جیتے اب تک بسکہ منظور ہو شہرت تری عیاری کی	لہری کرتا اگر اسے مقتدر اپنا آنہ لیکے ذرا دیکھ تو تیرا اپنا جی نہیں لگتا کسی بات میں دم بھر اپنا دیکھ گردن پہ مری پیر کے خنجر اپنا اپنے قابو میں ہو مودل مضطر اپنا ہو ہی فکر کہ ہو جاے وہ کینو بھر اپنا یون تڑپتے کبھی ہوتا جو بست کر اپنا ذکر ہم آپ کیا کرتے ہیں اکثر اپنا
--	--

اُسکے ناک کو سخن پہنچے جگہ دی وہیں  
کام آہی گیا آخر دل مضطر اپنا

کبھی تو دل مرا بھی شاہ کرنا رہائی دوا سیران بلا کو نہ آیتگا کبھی وہ برس ہر کیا عاجز بہت و شست نے محکو چلو میرے ہی اوپر خیر گزری ولایتی رہنا اپنی یاد ہو کو	اگر بھولے ہو دن کو یا د کرنا ہیں لیکن نہ تم آزاد کرنا جست ہو نالہ و فریا د کرنا جنون یہی ذرا امداد کرنا کسی پر یون نہ پھر سیداد کرنا نہ ہوں جب ہم تو ہمسک کو یا د کرنا
---	---

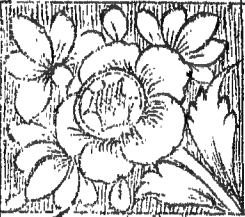
مرے پر بھی سخن کو تاقیاست

## انہ بھو لیگا ترابید ادا کرنا

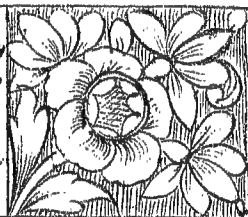
ظالم یہ پاکین تجھے کس نے سکھا دیا  
 میں نے تو مس کو اپنا دل بتلا دیا  
 منت کشی سے غیر کی محب کو بچا دیا  
 ہمہ ہم کے جو تجھ کو ستا کر بنا دیا  
 اظہارِ توبہ نے مجھے کیا ہی مزا دیا  
 شربتِ خواہنے ہاتھ سے اُسے پلا دیا  
 پوچھا کیا ہزار گزرتے رشک سے  
 نعمِ اسقدر دیا ہرچیز عیشِ عشق نے کہ ہم  
 کہتے ہیں غیر سنگِ ہمارے بیان کو  
 گھبرا پاؤں جو دہلیز میں اُنکے چاہے  
 سو گز کیا ہی دوسرا فدا پہ کھاتی ہو  
 چونکا نا اپنا یاد ہو آنکوشِ وصال  
 کچھ تو خیال پار کو سیرا بھی آگیا  
 اے چرخِ الجھنہ مجھے خبردار دیکھنا  
 بھرا یا دل تو ضبط سے کچھ بھی نہوسکا  
 زہد سے محکمون کی نہی چھپے کیجیے

بیل کو چکیوں میں جو تو نے اڑا دیا  
 یہ تو بتاؤ تھے عوض اُسکے کیا دیا  
 خالق نے میرے درد مجھے لا دیا  
 دنیا میں تیرے ظلم کا سکہ بٹھا دیا  
 مرنے کے اُسے منہ مرے منہ سے بلا دیا  
 مرنے کے وقت موت نے مجھ کو مزا دیا  
 قاصد کو اُسکے گھر کا نہ ہرگز پتا دیا  
 کھاتے ہیں آج تک اُسی سرکار کا دیا  
 اس نعم کی داستان نے تو بھکھوڑا دیا  
 آنکھوں نے تیلیوں کا تاشا دکھا دیا  
 اس شوخ کی قسم نے ہمیں تو مزا دیا  
 کتنا یہ اُنکا ہاے ہمیں کیوں جگا دیا  
 اُسے جو بزمِ غیر سے مجھ کو اٹھا دیا  
 نالہ کیا تو عرشِ معلے ہلا دیا  
 روئے ہم اسقدر کہ اُنھیں بھی رلا دیا  
 اک نشتِ خم کے واسطے مسجد کو ڈھلا دیا

<p>کچھ بات تو نہ تھی جسے تمنے بڑھا دیا میرے سر اور آنکھوں پہ اندہ کا دیا میری وفانے خاک میں مجھ کو ملا دیا مرقد کو میرے دورے اُسے نسبت دیا حسرت کو میرے ساتھ جو زندہ دیا دیا تیرا خیال غیر کے دل سے اٹھا دیا</p>	<p>ماحق سوال وصل پہ بیزار ہو گئے سو واز لعل داغ جنون اشکِ جگر ہو تیری خطا ہو اس میں نہ کچھ غیر کا قصور جب کوئی آسمان سے نازل بلا ہوئی یاروں نے بعد مرگ یہ کیسا کیا سلوک میں کسے خوش ہوں آہیں کہ اب تیرے ظلم نے</p>
--	--



میں اور ست یہ توئی بات ہر سخن  
ساتی نے کچھ شراب میں بیشک ملا دیا



<p>تم سا بھی کوئی جان کا خواہاں نہیں دیکھا تنے گرا کر کبھی اسے جان نہیں دیکھا عاشق کو کبھی بے سرو سامان نہیں دیکھا ایسا کوئی پر حسرت و ارمان نہیں دیکھا دیوانوں نے تیرے کبھی زندان نہیں دیکھا ایسا تو کوئی دشمن ایسا نہیں دیکھا انفکات کا مرض قابلِ درمان نہیں دیکھا دل ہی میں رہا ہاے یہ ارمان نہیں دیکھا معتشوق کو شرمندہ احسان نہیں دیکھا</p>	<p>بے جرم و خطا قابلِ دوران نہیں دیکھا بیمارِ محبت کی عیادت کو سب آئے صد چاک بدل آہ بہ لب اشکِ بدامان کس ناز سے کہتے ہیں شبِ وصل وہ مجھے جب فصل بہار آئی گئے جانبِ صحرا اُس کا فریب کیش سے اند بچائے عیسیٰ سے بھی کیا ہوگا علاجِ تپِ فوقت تا مرگ رہی حسرت و دیدارِ سنگر منونِ عدو کیوں ہو عداوت سے مری تم</p>
--	---

اتنی تو مرے قتل کے بعد اُسے وفا کی  
پھر اُس کو کسی نے کبھی خندان نہیں دیکھا

بے فکر غزل آج توجاتے ہیں سنانے  
متا بھی سخن بے سرو سامان نہیں بکھا

روایت الباء الموحدة

بہت ادب سے ملا کر دیا شراب میں آب  
ملا کے شوق سے مے سا قیاس شراب میں آب  
اُسی کو سمجھو نگام و آب مجھ کو دے ساقی  
خدا نے حُسن دیا ہر بقدر تریابی  
تمھاری زلف نے اس وقت ایسے بل کھائے  
یہ جوش گریہ ہر فرقہ میں سو کیا جو کبھی  
وہ بادہ کش چون کہ مجھ سے بھی میں نے  
گئی نہ تیری محبت کی بُو پیسنے سے  
خسب میں گیا کچھ اب تو ساقی مہوش  
سیاہی میں نے کبھی فرط شنگی کے سبب  
اسی طرح سے مرے دل میں گھر کیا غم نے  
یہ شونی برق میں دیکھی نہ گھر و گل میں

پلایا حور نے ساقی مجھے جو خواب میں آب  
کہ میرے آگے مسلم ہر آفتاب میں آب  
نہ دے شراب تو دے ساغر شراب میں آب  
گلوں میں رنگ تو ہو گوہر خوش آب میں آب  
کہ جیسے آئے توج سے پیچ و تاب میں آب  
تو سر سے تا بقدم دیکھتا ہوں اب میں آب  
سواے مے نہ پیا موسم شباب میں آب  
پلایا میں نے بہت رو کے اس گلاب میں آب  
ملا کے مینے لگا ساغر شراب میں آب  
تو یوں کہ ڈال لیا ساغر شراب میں آب  
کہ جیسے دخل کرے خانہ خراب میں آب  
غضب کی آج تو جو رو سے پر عتاب میں آب

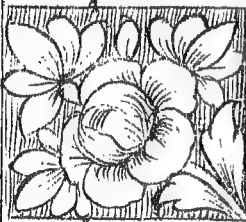
رہیگا سب سخن اپنا کشت غم دائم



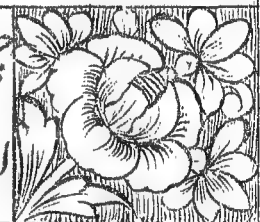
## بھرا ہوا ہی بہت دیدہ پر آب بین آب

کیون نہ کیئے اسے مرغِ قفسِ جامِ شراب  
سایا بزمِ مین کیا پیش و پس جامِ شراب  
خال لب کو ترے کیے گیس جامِ شراب  
نام لکھ دیجیے میرا جو پس جامِ شراب  
ہو یہی ایک صدائے جرسِ جامِ شراب  
عکسِ گان کو وہ سمجھے خوش جامِ شراب  
ہو گیا یا رجبِ پناہِ سن جامِ شراب

قید خانہ میں ہو جو ہر کس جامِ شراب  
کچھ تکلف نہیں یہ محفلِ رندانہ ہو  
اوہ پری رو لب شیرین ہیں ترے ساغرِ  
آپ سے آپ یہ گردش میں شب و روزِ  
جامِ تل ٹٹتے ہیں قافلہِستان میں  
نشہ میں غور سے دیکھا کیے گھڑیوں اُسکو  
سنائی اس میں کون آنکھ ملا سکتا ہو



چشمِ مخمورِ صنم کا ہو تصورِ ہر دم  
اوی سخن و لبِ نہیں اب ہو پس جامِ شراب



بھروں دار میں ہوتے نہیں اتنا بیتاب  
ہو گیا ایک نگہ میں ترا شیدا بیتاب  
ہو متوج سے سے ہجر میں دریا بیتاب  
رات بھر جو صنم میں ہے کیا کیا بیتاب  
ہو گئے آپ بھی اوی حضرت موسیٰ بیتاب  
در دنداشکِ نشانِ بیدار شیدا بیتاب  
مجھ کو گر دیکھیں تو ہو جائیں اجا بیتاب

کیونکہ سمجھاؤں تجھے اودل شیدا بیتاب  
نابِ نظارے کی اوی شکِ قمر لائے سکا  
تو جو دریائے ہمارے نکل آیا ہر دم  
ایک ساعتِ بوشبِ وصل میں آرام ہوا  
کہتے تھے دیکھ سکو گے نہ تجبلی اُسکی  
نام پوچھا ہو تو سن لوگ مجھے کہتے ہیں  
مضطرب رہتا ہوں ایسا میں شبِ قتین

اچھی صورت کے بھی قربان کہ آئینے میں  
نمود ہوا دیکھ کے وہ آئینہ سیما بیتاب

اس سخن چین سے گزے جو ہوس اسکی ہو  
رکھتی انسان کو ہر خواہش دنیا بیتاب

دلیف تاتاق قافی

کیا جرم جو رکھی تیرے رخسار پر انگشت  
میں کھاکرتے ہیں اکثر بشر انگشت  
رسی جو لگائی ہوا رنگین سنگ انگشت  
کیا خوب ہوئی مثل گل نیلوفر انگشت  
خون روتا ہوں کیونکہ تیرے ماتھے ہوں رنگین  
گر یہ میں جو پیش نظر تیری ہر انگشت  
غیر و نکی طرف جس سے کیا تو نے اشار  
ظالم وہ مرے حق میں ہوئی نیشتر انگشت  
وہ گد گدی اس شوخ کو پہلوٹ ہی جائے  
دکھلاؤں ذرا دور سے اسکو اگر انگشت  
خط و نیے میں اس یار کو انگلی جو لگائی  
کرونگا قلم میں تیری اونا مہر انگشت  
روشن ہے سوا احمد و رخشان سے کف دست  
چھونے سے تیرے درد مرے سر کا ہوا دوا  
ہر کلمہ توحید مرے دل پہ جو مرقوم  
ملتی ہے حیات ابدی تہ نہ لبوں کو  
ہی چمچہ حیات فرزون تیری ہر انگشت

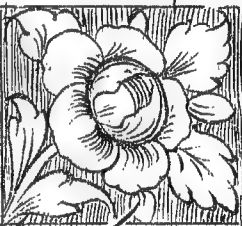
گرمی وہ طبیعت میں سخن ہو کہ جلا دون  
رکھ دوں جو میں دشمن کے ابھی حرف انگشت

افشان چنا کی وہ جبین پر تمام رات  
دیکھا کیا میں جلوہ اختر تمام رات

<p>بہل رہا یہ عاشق مضطر تمام رات          نکلا نہ چرخ پر سہ انور تمام رات          دیکھا کیا میں خواب میں خنجر تمام رات          ولین چھپا کیے مرے نشتر تمام رات          کیا کیے آہ کھنتی ہو کیونکر تمام رات          لیتے ہیں پوست لب کے مکر تمام رات          گریان ہو چشم صورت ساغر تمام رات          اک تکیسی سو وہ بھی ہوت شہ تمام رات</p>	<p>چلتے رہے نگاہوں کے خنجر تمام رات          وہ رشک آفتاب رہا شب جو میر گھر          تاثیر تھی تصور ابرو کے یا ر کی          آئی جو یا جنبش مرنگانِ رخت گر          ہمد نہ پوچھ بہر خد احوال دل مرا          فریاد و آہ و نالہ و سوز و فغان و غم          حسرت ہو انتظار ہو حرمان و یاس ہو          ہمد نہ غمک نہ موت نہ چارہ گر</p>
--	--



راحت ملی نہ کل کسی پہلو سخن مجھے  
 تر پاک سامرا دل مضطر تمام رات



<p>کیا پھر اس بقیہ دار کی صورت          دیکھ لو مجھ نزار کی صورت          میرے مشتِ نثار کی صورت          سروستانِ ہر دار کی صورت          سب سے بہتر ہویار کی صورت          پیش جانانِ ہر خار کی صورت          ہوں سراپا بہار کی صورت</p>	<p>جو ندیکھے نگار کی صورت          دوست و حال دل نہ پوچھو تم          ہوا آئی یہ آسمانِ برباد          تیری فرقت میں او پری مجھ کو          کیا نہ وہ سرد اور کیا گل و شمع          گلِ نزاکت میں نگ میں بو میں          کھائے میں گل کسی کی الفت میں</p>
--	---

مُر کے بھی خاک نے مری پائی      نقشِ پاپے نگار کی صورت

یار آیا تھا اسے سخنِ شب کو      نہ رہا گوہرِ سزار کی صورت

روایتِ اثلث المثلثہ

مجھے ناصح بھی یہ کہتا ہو کہ یاں لے عبت      جو نہ مانے پھر اسے کیا کوئی سمجھائے عبت  
بیقراری مری سنتے ہیں تو فرماتے ہیں      لازمِ انسان کو ہوا تنہا بھی نہ گھبرائے عبت  
فاتحہ کی بھی جب سید نہ ہو تجھے تو چہرہ      کیوں کوئی تیرے لیے خاک میں بکجا عبت  
پہلے کھاتا ہو قسم وعدہ پہ پھر کہتا ہو      کون جھوٹی تری مرنے کی قسم کھا عبت

دین و دنیا کا کوئی کام نہ انجام ہوا      کھوئی بس تے سخنِ عمر یاں لے عبت

روایتِ اربعہ

پہلو سے جدا میرے وہ دلبر نہوا آج      نالوں سے پیافروستہ نہ محشر نہوا آج  
نہنہ پھیر لیا مجھے یہ کس جرم پہ ظالم      کیوں قتل پہ راضی ترا خنجر نہوا آج  
سیاہ کو وہ دیکھتے ہیں ماتم پہ رکھکر      کیا کہیے ہمارا دل مضطر نہوا آج  
و کھلاتے اُسے آنکھوں کی صفائی      افسوس کہ دنیا میں سکندر نہوا آج  
کانٹے نہ پڑیں کیوں دہنِ شمع جگہ میں      آب و خمِ خبث سے گلو تر نہوا آج  
نازک جو کہا اُنکو تو اس بات پہ بگڑے      کہتے ہیں کمر میں کوئی خنجر نہوا آج

کیا چل دیے اغیار تجھے چھوڑ کے تنہا کیوں لطف سے باغ میں شب بھر نہو آج

دکھلاتا سخن میں بھی گل افشانی گفتار  
لبریز مرے سامنے ساغر نہو آج

بیسار عشق ہوں مرا کرتا ہی کیا علاج  
تھمرے جو درد دل تو تپ ہجر کی دوا  
اسے چارہ گر سمجھ کہ مرض ہو یہ لا علاج  
اسکا ہو کر علاج تو اسکا ہی کیا علاج  
یا ہجر میں وصال ہو یا اس سے ہو وصال  
اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کسی طرح  
تیسے مرض عشق نے کیا کیا کیا علاج

ہجرت ان میں ہر سخن خستہ جان علیل  
کیسے کہ اسکا ہوگا میا سے کیا علاج

رویف الحاح حلی

کیا ہی جنون خیز ہر نالہ مرغان صبح  
کتے ہیں وصل میں ہو گیا سامان صبح  
جسکے اثر سے ہوا چاک گریبان صبح  
کیا نہیں سنتے ہو تم نالہ مرغان صبح  
آج یہ آمد ہی کس غیرت خورشید کی  
کی جو نگہ یار نے صبح کو اسکی طرف  
وصل میں کیوں ہو گئے مار شجاعی نمود  
کتے رختے وہ جانتے پیش نمود سحر  
ہجرت میں یہ حال ہو میرا تو رشک قصر  
جیسے چراغ سحر ہوتا ہی مہمان صبح

سوئے نہ ہم رات بھر عالم طفلی میں بھی  
تنگ کیا تھا بہت تجسیر میں لو ہو گیا  
لطف شب وصل کا یونہی رہے ای خدا  
دل کو جو مرغوب تھے نالہ مرغانِ صبح  
دست جنوں سے مرے چاک گریبانِ صبح  
لکے نہ تاحشراب مہر درخشانِ صبح

جس صدمہ میں سخن میں جو تپتا رہا  
غم سے مرے ہو گیا چاک گریبانِ صبح

تیسرے ہمراہ غیر دن کے شراب اچھی طرح  
وصل کی شب ہوا تھانج سے نقاب اچھی طرح  
حسرتِ جوشِ جوانی مانعِ نظارہ ہر  
کاشیکہ دین بھی عالم ہی ہوا غ کا  
کل نہیں معلوم کیا ہوساتی تو بہ شکن  
زندگی میں آسمان کے جور سے کب چین تھا  
وقت پیری خواب غفلت سے ہوئے بیدار ہم  
چشم بددعا کی آنکھیں کا جب انداز ہی  
دیکھ کر رنگِ خزان یہ ہوش میں اپنے نہیں  
آج ہی دن وصل کا ہی ہو اگر شک آپ کو  
لے نہ لون بوسہ کہیں آنکھوں کا خوابِ زمیں  
ایک بوتل کا ہی ہر دم سیری آنکھوں میں سر

کیجئے دل کو مرے اس جان کباب اچھی طرح  
آج تو بند ہو جاوے جاب اچھی طرح  
دیکھیں یہ کیا کر سوسے اہل شباب اچھی طرح  
جل رہا ہی کیا چراغ آفتاب اچھی طرح  
آج تو دل کو لکیر پی لیں شراب اچھی طرح  
گور میں کر لیں فرشتے بھی غدا اچھی طرح  
چونک ٹھے جب آیا سپر آفتاب اچھی طرح  
جیسے کوئی مسّت ہو پیکر شراب اچھی طرح  
روئے بلبل پر چھڑک گچھین گلاب اچھی طرح  
انگلیوں پر پہلے کرتے بچے حساب اچھی طرح  
برگمان تو ڈال لے ہنجر پر نقاب اچھی طرح  
کیا گذر تا ہی مراد و سر شباب اچھی طرح

مجمکو پینے دے اگر ساقی شربِ اچھی طرح	خُم کے خُم خالی کروں دم بھر مینِ فوٹوشن
کیا ہی مینِ بھی دیا اسکو بوابِ اچھی طرح	پوچھا جو اشخ نے کیوں آج کیسا ہونچ
ہو گیا دشمن کا اب تو سدا بوابِ اچھی طرح	شکر ہو مگر بھی اسکے ور کی در بانی ملی

کیونکہ گزرا ہر سخن اپنا شابِ اچھی طرح	مہر پیری دیکھ کر کیا رنگ دکھائے مین
---------------------------------------	-------------------------------------

## دلِ سخن

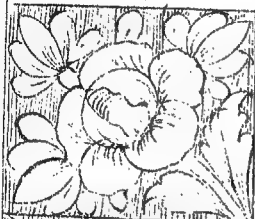
پھر بہار آئے اتنی پھلے انگور کی شاخ	بار لائے کہیں نسلِ دلِ مخمور کی شاخ
نشہ مین اسکو مین سبھا شجرِ طور کی شاخ	ماتہ آئی جو کبھی بلغ مین انگور کی شاخ
بار انگور سے جھک جاتی ہو انگور کی شاخ	سرنگون تے مین ی قدر جو مین عالم مین
بن گیا ماتہ مرا خسانہ زنبور کی شاخ	استے روزن مین پتیلی مین ترے تیر و ج
تاکہ چھونے بھی نہ پائے کوئی انگور کی شاخ	ناک مین ناک کے رہا ہوں مین گلشن مین نام
خوب بھولی پھلی نخلِ دلِ منصور کی شاخ	حق تو یہ ہے کہ ترے عشق سے پھل اسکو ملا
اک نئی اور یہ بھوٹی مری ناسور کی شاخ	ولیں چھانڈ خُم اب آنکھوں سے لہو بہنے گا
جنے دیکھی نہوا تک شجرِ طور کی شاخ	دست زنگین سے کر محبوب کے آکر دیکھے
نخل ماتہ سے یہ پیدا ہوئی انگور کی شاخ	قبر عاشق پہ کھڑے تے مین گان پہین شک

مافلک پہونچی ہو آہِ دلِ رنجور سخن	ہو یہ میرے شجرِ نالہ پر شور کی شاخ
-----------------------------------	------------------------------------

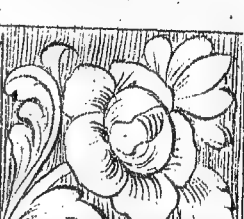
کہ بات کیجے تو دیتا ہو گایا گے ساخ	ملا ہر پار بھی کیا ہر کو بزدانِ گستاخ
------------------------------------	---------------------------------------



ہوں ہر دے کی لیکن کہوں تو کیونکہ کہوں  
 اوکے ہوتی ہر انسان کی ہر جگہ وقعت  
 نہین میں آپ کی خدمت میں مہربان گستاخ  
 اگر انکا ہوں سے فورا ہوا جہان گستاخ  
 ہوا تھا میں تو فقط بہر امتحان گستاخ



سخن بیان کروں کیا بد زبان اسکی  
 بہت ہر اندون ہے وہ جانان گستاخ



## روایت الدال المہملۃ



شیشے میں جو ساقی ہر محو ہوش رہا  
 شب بھر رہے ہیں انھیں نیند آئی  
 دیوانے ترے فصل جنون کے نہیں پہا  
 قاتل نے کیے جسم سے ہر ایک جدا  
 جراح نے کیوں زخم مرے دکھایا  
 جانے کی ہوتی راہ بھی ایسا جدا  
 رہتی ہر کہیں حاجت مردان خدا  
 سو بار پڑھا کھول کے سو بار کیا بند  
 عشاق بھی رہتے ہیں کہیں ایک کے پہا  
 شیشے میں جو ساقی ہر محو ہوش رہا  
 شب بھر رہے ہیں انھیں نیند آئی  
 دیوانے ترے فصل جنون کے نہیں پہا  
 قاتل نے کیے جسم سے ہر ایک جدا  
 جراح نے کیوں زخم مرے دکھایا  
 جانے کی ہوتی راہ بھی ایسا جدا  
 رہتی ہر کہیں حاجت مردان خدا  
 سو بار پڑھا کھول کے سو بار کیا بند  
 عشاق بھی رہتے ہیں کہیں ایک کے پہا

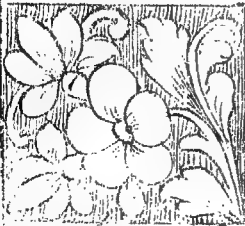


مضمون نے لکھا ہوں سخن اپنی غزل میں  
 ہوتی ہی نہیں اپنی کبھی سبج رہا

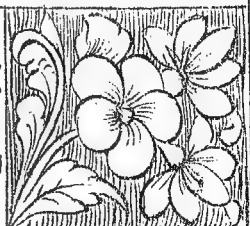


کیونکر گردن نشیب فراز جهان پسند  
 ہوگی کسی کو ز گس باغ جهان پسند  
 دیکھا ہے جبے میں نے یہاں تیرا نقش پا  
 تائید پر کسی کی کسی سے خلافت ہو  
 ساقی جو وہ پری ہو تو پھر کیوں نوبت مجھے  
 کیوں دیر سے کھڑا ہوں شاخ گل خموش  
 باتیں نہیں یہ اور کسی سے کہ اب ہمیں  
 بھاری سی ڈال پائوں میں زنجیر ایجنون  
 جی بھر گیا ہماری محبت سے آپ کا  
 اس میں تو تیز یوں کے سوا اور کچھ نہیں  
 و ہریش مزاج پہ بولے یہ صبح وصل  
 نشتر چھوڑو لاکھ ستمگر مزا نہیں  
 یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیری نذر ہے  
 کرتا ہوں روز مشق سخن اس امید پر

مجھ کو زمین پسند نہ یہ آسمان پسند  
 رضوان ہمیں تو یار کی ہیں انکھڑیاں پسند  
 کبھے سے مجھ کو پڑے ہے ہندوستان پسند  
 یہ ڈھنگ تو ہمیں نہیں ای آسمان پسند  
 ابرو ہوا و سبزہ و آب روان پسند  
 نالہ ہوا مرا کوئی ای باغبان پسند  
 گالی تری پسند نہ تیری زبان پسند  
 ہلکی بہت ہیں یہ تو نہیں بیڑیاں پسند  
 کیجے کسی کو اور اب ای جان جان پسند  
 کیوں روح کو ہر توسن عمر روان پسند  
 اتنی بھی آدمی کی نہیں شیخان پسند  
 مجھ کو تو وہ ہمیں سی ہیں چکیاں پسند  
 اس میں سے کوئی بھی تو کراہی دستان پسند  
 ہو جاے کاش اسکو مری داستان پسند



بندش سخن کی خوب مضامین تھے تھے



اہل چہان کو کیوں نہوا سکا بیان پسند

سے کر لے لگاتے ہیں سین و فدا کی قید

اُفت میں آپ کرتے ہیں جور و جفا کی قید

جو پھنس گیا ہے چھوٹا اسکا محال ہے  
کتنا ہے عاشقی میں مرے صبرِ شہر ہے  
خط بھیجنے کے یا رکھ لاکھوں میں بند ہو جا  
میں اسکی فکر بندش مضمون میں رو دیا  
سب میں اسیر یار کی زنجیر زلف میں  
ڈالا ہے اسنے یوسف کنگان کو چاہ میں  
سب کچھ ہوا اور کچھ بھی نہیں ایک آن میں  
یہ بھی ہمارا عقیدہ تقدیر ہو گیا

جس و دام ہے تری زلف رسا کی قید  
کیسی جگر گداز ہے اس دلِ باکی قید  
نامہ بری کے واسطے کیا ہے صبا کی قید  
یا داگنی جو حضرت زین العبا کی قید  
اس عاشقی میں کچھ نہیں شاہ و گدا کی قید  
آفت بلا ہے اور ہوا اسکی بلا کی قید  
عالم کے ساتھ کیوں یہ لگا دی فنا کی قید  
کیا دل جلاتی ہے تری بند قبا کی قید

دل اپنا جس سے چاہینگے ہلائیگے سخن  
اس میں نہیں کچھ اس بُتِ نا آشنا کی قید

کچھ فتون اور بھی کر لیں شبِ ہجران فریاد  
تو نے صبا و فتنس لاس کے چمن میں رکھا  
خشک ہوا کے پیراتے نہیں او قاتل  
ہم میں عاشق میں فریاد و فغان کیا کام

جب نہیں ہم تو کمان ای دلِ نالان فریاد  
اب کریں کیا تھے شہزادہ احسان فریاد  
کرتے ہیں زخمِ مرے ہر نکلان فریاد  
بواہوس کرتے ہیں ہو ہو کے پشیمان فریاد

اگر سخن آہر و عیش بھی جاتی نہ رہے  
زیر لب نالہ ہوا اور دین ہو پشیمان فریاد

## روایت الزال محبت

سیکڑوں باز ہے جلا بھی دیے صدا تعونید  
 حب کی تاثیر نہ کچھ انھیں عداوت کا اثر  
 اس آگاہی و لاکس کی محبت میں ہے  
 بے اثر نالہ و فریاد و فغان ہو جرحِ بیا  
 کیا سبب آتی ہو کیوں ہوے عداوت سے  
 جس پر ہی زرا کو لکھ بھیجا وہ شب کو آیا  
 دیکھ کر چرخ بھی کرتا ہو مد و مہرِ شام  
 باغ کو جاتے ہو زکس کی نہ لگتا نظر  
 جسکو جی چاہے وہی تابعِ فرمان رہے  
 آج ہی فردا سے ہے عجب حالتِ دل  
 صبح نہ بھی نہ دے شب ہی کو جاتے ہو تو خیر  
 تھی گاہ میں کوئی وہی جو گریبان کی مرے

کام لیکن نہ کوئی عشق میں آیا تعونید  
 جو پہنچ گیا یہ لکھا کرتے ہیں ملا تعونید  
 بیجا اتنے مرے سکین کو جو اپنا تعونید  
 کیا کرے اسے دل محروم تنہا تعونید  
 سچ ہو آج تمہیں کس نے پھمایا تعونید  
 نامہ بر خط کو مرے کہتے ہیں حب کا تعونید  
 زیب دیتا ہو وہ چھپکے میں تھا تعونید  
 پسند کوئی اور گلِ عرفا تعونید  
 کیا نہیں ایسا فلیتہ کوئی گستاخ تعونید  
 جسے پہنا کے گیا وہ مجھے اپنا تعونید  
 بھول جانا نہ کہیں اور گلِ عرفا تعونید  
 بدگمانی سے وہ کافر سے سمجھا تعونید

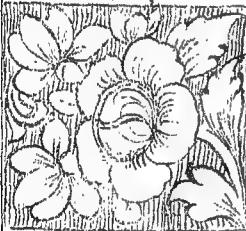
## روایت الزال محبت

عاشقوں میں ہر سخن سب میں زیادہ سیانا  
 نون ل سے جو لکھا کرتا ہے حب کا تعونید

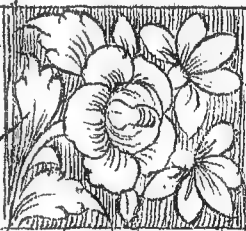
تھاری عقل ناقص پر پڑیں اہل سخن تھیر  
 کمان اسکا لب نازک کمانِ بعل میں تھیر

اگر تو بذرِ بانِ ہر طبع نازک ہم بھی کہتے ہیں  
بجلا اُس سنگدل سے کیلئے ہے کہ ہو سکی  
نہ کر تو فوجِ قاتل کام لے تیغِ تغافل سے  
غرض ہو اُس بُتِ کتا سے سب کو اپنی مٹائی  
پہنتا ہوں میں یہ پوشاکِ بھاری شوقِ حشر میں  
وہ دیوانہ ہوں حجابوں جو ایست تیری لفت میں  
انھیں بھونچوں سے بیکانوں کے میں ہر سحرِ حشر میں  
سو اُس سنگِ طمطلانِ حسین کچھ بھی نہیں جہش  
وہ وحشی ہوں جو یادِ شمیم میں صحر کو جاتا ہوں  
عدوِ جلِ جل کے سرِ گرم سخن ہوتا ہوں میں مجھے

لگا عاشق کو باتوں کے نہ تو ادل شکستہ  
لگتا ترچھی ادا باکی زبانِ ٹیڑھی سخن چھپ  
کہ ہوں میں سخت جان میرا ہر عضو بدن چھپ  
مسلمان سنگِ سود پوجتے ہیں برہمن چھپ  
کہ دو ایک ٹک لیتا ہوں میانِ پیرِ حق چھپ  
بجائے نعشِ مرقہ میں بھی ہو زیرِ کفن چھپ  
انکائیں گروِ غرض گل کے مجھے اہل وطن چھپ  
کھلاتے دیکھیے کب تک مجھے دیوانہ پن چھپ  
لگاتے ہیں مجھے دھیلوان آنگھوں کے ہرن چھپ  
شہرِ انگیر ہو جیسے بجز ہم سو سخن چھپ



ہم اپنی شاعری کا سخن جھٹاؤ میں



کہیں جس سرزمینِ شعر کو اہل سخن چھپ

آئی جب فصلِ جنونِ مولِ سنگائی نہ نجیر  
آہنی میری پسند اُسکو نہ آئی نہ نجیر  
عرشِ اعظم کو ہلا دوں گا وہ دیوانہ ہوں  
بیرِ بانِ پانوں سے کیوں آج گری جاتی ہیں  
میں مجنون ہوں کہ مجنون نے مری تربت پر

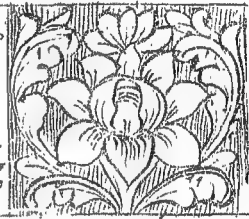
قسیمِ سس کے مجھے اُسٹہ چھائی نہ نجیر  
ڈال دی پانوں میں بنوا کے طلائفِ نہ نجیر  
زلفِ جانان کی اگر ماتحت نہ آئی نہ نجیر  
شاید اُس شوخ نے منت کی بڑھائی نہ نجیر  
چادرِ گل کے عوض لاکے چڑھائی نہ نجیر

غل نہیں کرنے یہ دیتی ہو مانی زنجیر  
اس پری کو بھی تو منت کی پہاڑی زنجیر  
ریب تھی ہو انہیں کیا وہ ملائی زنجیر  
لحوق گردن کو ملا پاؤں نے پائی زنجیر  
اس پری جب سے مجھ کو پہچانی زنجیر  
ہے یہ اپنے لیے آپ بناتی زنجیر

ایسی تلون سے لگی ہو کہ جلی جاتی ہو  
پاؤں لان نکلیا عشق نے تنہا جھک  
کس نزاکت سے لگاتے ہیں ہنسی کی گھڑی  
اچھی تقسیم ہوئی خلعت سودا کی جنون  
غل سے وال ہوش بجاتے نہ کسی انسان کے  
بیٹھے زلفون کے تصور میں پھل نہ سکے

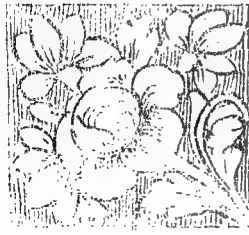


چھین کر لاتے ہیں مجھ کو سے زبردستی ہم  
پہنے پھرتے ہیں سخن اب تو پرائی زنجیر

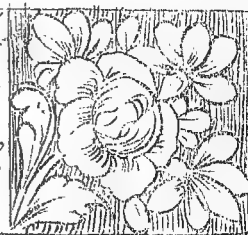


ہنستی ہو خود مجھے مری تقدیر دیکھ کر  
واقع ہوا ہوں قیس کی تیر ویر دیکھ کر  
وحشت زیادہ ہوتی ہو زنجیر دیکھ کر  
حیران میں میری آہ کی تاثیر دیکھ کر  
کرتے ہیں بات موقع تشریر دیکھ کر  
جی خوش ہو اب تری تھریر دیکھ کر  
اک خال زیر زلف گرہ گیر دیکھ کر

کر تار ہوں جبکہ میں کوئی تدبیر دیکھ کر  
آگاہ تھانہ چلے میں انجسام عشق سے  
دیوانگی میں قیسی کیسوسے یار کو  
بیاچھین وہ بھی رہتے ہیں اکثر سے لیے  
سہرا نہ مجھ کو ناصح ناقص بے غسل  
خط میں لکھا ہوا تو نے کہ ممکن نہیں وصال  
کیا جہاں چاہا تو دل ہو گیا اسیر

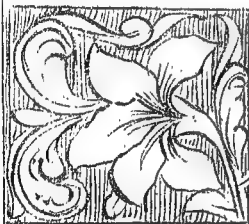


دیر نہ کر اس پر وصل پہ خوش دل رہ ہوں سخن  
ڈرتا ہوں میرے دل کے گھر پر دیکھ کر



نہ جان کی تن کو خبر ہو نہ تن کی جان کو خبر  
وہ نازہین کہ اٹھانے ہر اک کو مشکل ہیں  
بخار دل کا نکال کبھی جو وقت میں  
نہ اس طرح سے چمک مٹو لے ذرا بلبل  
چلیں تو وہ عظیم جیروں کا ذکر سننے کو  
کسی کو کیا نظر آئے نگاہ ناز تری  
پچھتے رہیں ہاں جا کے عیش و عشرت میں  
شبِصال میں تم استفادہ نہ گھبراؤ  
خدا نگ یار نے سینے کو اس طرح توڑا  
تو جب کہ خبر یہ سے کم نہیں قاصد  
تغافل ستم آمیز کا علاج نہیں

کسی نے دی یہ مرے قلب ناتوان کو خبر  
وہ جو رہیں کہ نہیں خلی آسمان کو خبر  
تو ہو گئی مرے نالوں کی لاسکان کو خبر  
خدا نخواستہ ہو جائے بانجھان کو خبر  
یہ ہو جائے کہ میں میرے بد گمان کو خبر  
یہ تیر وہ ہو کہ جس کی نہیں گمان کو خبر  
ہماری کچھ نہیں یاران رفتگان کو خبر  
کبھی نہ ہو گی کسی کے فرشتہ خان کو خبر  
کہ مطلقاً نہ ہوئی میرے استخوان کو خبر  
میں مبتدا کون تجھ کو ترے بیان کو خبر  
وگرنہ ہی مری اس عیسیٰ زمان کو خبر



اس اداسے غمور تھے اور سخن و گفت



اس زمین کی تھی یاران نکتہ دان کو خبر

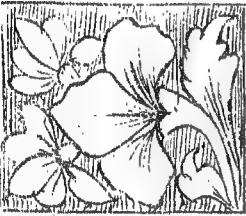
و وہاں نہ کیا نگاہ میں قتال اور طوفان  
و وہاں نہ سہا آہ دل و درد وندان  
گھیرے تھے میں حسرت و امان مگر اسے  
اعجاز و یکہ اشارہ انگشت یار کا

کہ روٹ نہ لے سکا ترا بمل اور طوفان  
خساروں پر جواب کے ہیں تل اور طوفان  
گھبرا کے دیکھا ہے جو قتال اور طوفان  
شق ہو کے ہو گیا سبہ کا بل اور طوفان



ہوتے ہیں ساتھ عاشق بیدل ادھر ادھر  
اب تو عجب طرح کی ہو مشکل ادھر ادھر  
کیا لطف ہو کہ دونوں ہیں سائل ادھر ادھر  
سیرِ حرم کا لطف ہو حاصل ادھر ادھر  
اب ہم نہیں ہیں پہننے کے قابل ادھر ادھر  
سیر اور اسکا دل ہو ابا بل ادھر ادھر  
آراستہ ہو آج تو محفل ادھر ادھر  
پھر کیوں ہی میری جان ترا دل ادھر ادھر

کیا شان و ببری ہو وہ جاتے ہیں جب کہیں  
یاں سدا رہ ضعف تو وان خوف اقربا  
بوسہ میں مانگوں اور وہ رخصت طلب کین  
لخت جگر میں راست تو چپ پارہ ہائے دل  
کیا جائیں یا سیر کو اس حال و ار میں  
وہ کون سی گھڑی تھی خدا یا کہ ناگمان  
کیونکر جلیں نہ بغیر کہ جلنے کی بات ہو  
مجھے تو قطع رہا میری غیر و ان پہ لطف ہو



کچھ فکر عاقبت نہیں افسوس ہو سخن  
کیون کھور نا ہو عمر کو غافل ادھر ادھر



اک ملاقات میں ہو جاتا ہوا غبار کا یا  
حال ہو جائیگا اب بلیل گلزار کا زار  
امتحانا کوئی کر دیکھیے تلو ار کا وار  
ولین کرتا ہو غلش قلم زخار کا خار  
یہ اتر جائے مرے دیدہ خونبار کا بار  
ہم بھی کیا کھاتے ہیں ظالم تری تلوار کا وار  
ناصحی مجھ کو جوتا تری دستار کا تار

قابلِ شہر ہو یہ اس بہت مکار کا کار  
سو سم گل زرا فصل خزان آتی ہو  
ابنِ شہر اکست سے تو ہو گانہ مرا کام تمام  
رو کے طوفانِ آسمان و گامیں ان لکھوں کے  
لختِ دل بجلد کہیں یا رہے ہوں صرف تنہا  
شہد نہیں پھیرتے تیور نہیں میلا کرتے  
سوزن زری سے زخروں کو تار کی بان اپنا

قلوہم اشک ہو باعث ہجر جانان  
مین را وار کا وار اور وہ را پار کا پار

شکر کیا نہیں کہتا کہ سخن شاعر ہو  
اگر تیرے تجھ کو ہر کار مرے اشار کا مار

خیر ما شو بہین تمھارے کر ہزار	ہر سکھ بھی بلجائیکے دل بہ ہزار
یہ نہیں مگر وفا میں فرق ہو	ہو چہ اثن سے ہمارا سر ہزار
اوی منم بیخود و نہو نگاہ میں کہی	تم ویسے جاؤ مجھے ساغر ہزار
وام سے چھٹنا ہو مشکل عذاب	کھول تو سفار سے شہر ہزار
گروں تقدیر بھی کیا پس نہ ہو	آسمان کہ بھی ویسے چکر ہزار
فکر یہ ہو تو نہ رہا چہو نہ	سودے ہو جان میں مرے دل ہزار
ایک قطرہ خون کا نکلا ہے جسم	ٹوٹے سب فتوا کے نشتر ہزار
کون کہتا ہو کہ منم ہو و فی	پاس ہو گو آسکے سیم و زر ہزار
یاد کہ قاتل کہہ دین میں چٹان	چاہیں میرے لیے شجر ہزار
تو ہوا آگہ میرے حال ہے	سر کو ٹکرایا ترے در پہ ہزار

کیسے کیا اس دل کی حالت اور سخن  
جسکے انداز سے نہ سہاوی دلیر ہزار

سلوہ فرما ہو ہی انجن آرا ہو کر	سیر وہ آپ ہی کرتا ہو تماشہ ہو کر
در بدر پھر نہ عیبت طالب و نیا ہو کر	بیٹھ رہے کو پتہ دلدار میں تنہا ہو کر

ہائے اس عشق میں آرام کسی کو بھی ہوا  
 ہم تو روئے بھی نہ تھے جگر صدمہ میں اتنا  
 زار ہوا ہم وہ نہیں عاشق نادان کہ کرین  
 موت اس جینے سے بہتر تو ترقی قاتلین  
 دیر میں مثل مرم جلد وہ جانان دیکھا  
 ہجر میں تھی مری کچھ وصل سے بہتر حالت  
 کہ قدر جلد تو سے عشق میں ہی جان پہننے  
 سچ ہو یہ امر کہ حق بات بُری لگتی ہو  
 وصل سے آسکے ملا رہتے معشوق ہمیں  
 نظر لطف و کرم عجیب بھی ہو جائے صدمہ  
 دام میں تیرے گرفتار نہوتے صیاد  
 کعب گیا دلمین مرے در بنا گوش ترا  
 تاب لب سینے سے آیا جو کبھی ناکہ دل  
 بزم اغیار سی پھر کے او مرتد دیکھو  
 عشق خال لب میگون بھی پری رو تیرا  
 رہنا مجھ کو ہوا تیری حقیقت کی طرف

چین پہننے تو نہ پایا ترے شیلہ ہو کر  
 خون دل چشم سے کیوں بہ گیا دریا ہو کر  
 خواہش خلد برین طالب مولا ہو کر  
 کیا رہے ہم جو رہے دہر میں رسوا ہو کر  
 غور جب پہننے کیا ناصیہ فرسا ہو کر  
 آئے کیوں آپ یہاں مضطرب اتنا ہو کر  
 صورت نقش قدم مٹ گئے پس لہو ہو کر  
 کیا ہی مارا گیا منصور بھی رسوا ہو کر  
 قطرہ دریا ہوا خود واسل دریا ہو کر  
 اب یہ آوارہ کہاں جاے تھرا ہو کر  
 پھنسے مرغ خان چین زمزمہ پس لہو ہو کر  
 خوش نما اور ہوا عرش کا تارا ہو کر  
 رہ گئے دونوں ہی عالم تہ و بالا ہو کر  
 یارا نجان بنو تم نہ شناسا ہو کر  
 رہ گیا اب تو مرے دلمین سویدا ہو کر  
 خود گریبان ہی مرادیدہ بینا ہو کر



نام یہ سخن اب بھی تم آزادی کا



فی سدی سلسلہ عشق جنون زرا ہو کر

دیا ہر ہے اس کو دل سمجھ کر	کر گیا دشمنی قاتل سمجھ کر
کشفیدہ آنسے ای دل تو بھی رہا	وہ کچھتے ہیں تجھے مال سمجھ کر
بت اس دشت میں جنون ہو لیلی	آٹھانا پر وہ محفل سمجھ کر
لڑانا آنکھ اس غور شید رو سے	خبر دار او یہ کامل سمجھ کر
کہیں صدمہ کلائی کو نہ ہو پچھے	لگانا ہاتھ اوقا تل سمجھ کر
عدو کی ضد سے برہم ہو گیا وہ	دیا تھا دل جسے قاتل سمجھ کر
رقیبوں سے یہاں ہر رونق بزم	ہم آئے تھے تری محفل سمجھ کر
نہ آٹھا جب کسی سے بار الفت	دیا انسان کو مشکل سمجھ کر

سخن نہیں بول لیتے ہیں وہ ہے  
عنایت کرتے ہیں بیدل سمجھ کر  
روایت الزا العجبت

لطف گلشن نہیں بھولا ہوں میں صیا و ہنوز	سارا نقشہ ہو گلستان کا مجھے یاد ہنوز
کاش پونچے کوئی ذرہ بھی تے دامن تک	خاک سیری ہو تری راہ میں برباد ہنوز
آہ و نالہ نہیں یہ حسن طلب ہو ظالم	خواہش جو زمین ہو شکوہ بیداد ہنوز
سو سم گل میں چمن تو نے چھڑا یا مجھے	داغ اسکا تو سرے دل پہ ہو صیا و ہنوز
سرا ہونہ کسی غیر پہ اب فکر یہ ہو	بدگمان قتل پہ بھی مجھے ہو جلا و ہنوز

نہ رہے چین سے اک جاچمن عالم میں اور ب خاک ہو آنکھوں میں ہمارے لیکن اپنے ہی جو رہ نازان ہو کہ مثل تین ہم کوئن لے آیا اسے کیلج کے او جذبہ دل لیجے حضرت ناصح نے قدم رنجہ کیا پانی بھرا لے نہ کیونکہ وہن زخم کہ ہر دیکھے جان پہ کس کی یہ بلا لاتا ہو	صورت برگ خزان پھرتے ہیں برباد ہونہ کشور دل ہو تھے غلام سے آباد ہونہ تنے دیکھے نہیں شاید ستم ایجا ہونہ واہو سے تھے نہ ہمارے لب فریاد ہونہ گھر کے باہر بھی گیا ہو گانہ قصا ہونہ لذت بوسہ تیغ ستم ایجا ہونہ نہیں معلوم ہیں عشق کی افتاد ہونہ
--	---

نام رہ جاتا ہو دینا میں وفاداروں کا  
ہو سخن و روزبان قصہ فریاد ہونہ

مچکو یون ہو وہ رشک ماہ عزیز کاش کرتا نہ روشناس مجھے میں تڑپا رہوں نہ آؤ تم مجھ کو دیکھو کہ دل دیا میں نے تیرے بیمار کی یہ حالت ہو غش سے اٹھتے نہ حضرت موسیٰ چرخ کیا تا لب نہن آتی	کہر باکو ہو جیسے کاہ عزیز کیون ملا مجھے مرشاہ عزیز نظر آتا نہیں بناہ عزیز تکو ہو مجھے اک نگاہ عزیز چارہ گرختہ ہیں تباہ عزیز ہوتا اسکا جو جلوہ گاہ عزیز دل کو ہو سکیسی میں آہ عزیز
---	---

میری پریش کاوان سب ہوگا

کیون نہو چہ سخن گناہ عزیز

روایت السین المہملۃ

نکلا ہی خط یار برنگ پر طاؤس	ہو ملک حُسن بچک پر طاؤس
وانغون سے جو یہ غیرت گلزار بنا ہی	رکھتا ہی مرادل سر بک پر طاؤس
وہ مرہم رنگار ہی اس زخم جگر پر	اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس
ہو عشق حسنین کا ہر اکبات حسین ہو	ہو داغ بھی دل پر تو رنگ پر طاؤس
وہ زخمی بیکس من کہ کھل جاتا ہی اکثر	ہو پاس بھی رہنا مرے تنگ پر طاؤس

یاد آیا سخن مجھ کو خط سبز پری رو

یون جگر کا داغ ہی داغ دل مضطر کے پاس	جیسے اکا خگر ہو سوزان دوست خگر کے پاس
بے خبر جز یاد حق دینا و مایہا سے ہو	جا کے بیٹھے ایک دم جو اس بُت کا فر کے پاس
کیون کھینچی جاتی ہی گردن خود بخود قابل کوئی	تجہ ہی جاو وہاں فستون تو سر خنجر کے پاس
اُسکی سائے سے خدا چاہا تو بجاؤں پرے	مور کور کہہ دیکھ تو میرے تن لاغر کے پاس
چال پر ہو قوت کیا ہی اک قیاس کے لیے	کیا نہیں ہی اور کچھ اُس فتنہ محشر کے پاس
تجہ جوار مان وصل میں وہ کر دیا ہم پر شمار	اور تو اب کچھ نہیں میرے دل مضطر کے پاس

بیخودی میں آگیا تھا اُسکی رُفون کا نیال

ورنہ وہ نہ سہ سخن جاتا ہی کون اڑو کے پاس

## دلین شین معجم

جلوہ گرس کی ہر قاتل تھی تلوار میں لاش  
ہاتھ دشل میں لگاتے تو صفائی نہ رہی  
نا توانی سے ہوا ہو گیا میں تیر کے ساتھ  
خواب میں کیا تھا قتل پاتے ہاتھوں سے  
مجرم عشق کی کیا ثوب سزا کی تھنے  
بند آنکھیں نہ کرویا رونہ تم دفن کرو  
بیگنا ہی یہ مری رونی ہن حورین دریا  
مرگ کے بعد یہ کیوں فن پہ لڑتے ہیں جنین  
تاکہ ہو جائے سنگترا بسل ٹھنڈھا  
امتحان عشق کا ہر سخت کہ امت تک  
بعد مردن بھی خدا جانے سزا کیا دیگا

دفن ہو جسکی سخن کو چہ دلدار میں لاش

میں سمجھتا ہوں لگی اسکی ٹھکانے مٹی

جسکی خوشی سے میں بھی ن لین نہا خوش  
آئینہ دیکھ کر جو ہوا وہ نگار خوش  
باتوں سے کوئی دل کو کرے گوہر خوش  
ہیں دیکھ کر وہ گریہ ابر بہار خوش

کچھ اندون ہر مجھے مرا گلزار خوش  
ہر شک یہ کہ کون سی بات اسکو بھاگئی  
ہوتا ہر جبکہ رنج تو دل مانست نہیں  
عادت جو میرے رونے پہ آنکھوں کی ہر



رنج و الم نہ جائیگے جب تک ہر دم میں دم جان نذر کر کے ہوگا ترا جان نثار خوش

رویا میں اپنا جلوہ دکھایا ہر یار نے  
دنیا میں ہم ہوئے ہیں سخن ایک بار خوش

روایت الصاویح

میرے ہی واسطے ہیں یہ خبر علی الخصوص  
کردے کسی کی چال قیامت پاوے  
یون کا لیان تو دیتے ہیں عاشق کو بر ملا  
تیرا نعم فراق ہو سب کو علی العموم  
جان و دل و جگر کا وہی حال ہو صنم  
اس دل میں تم پہ کرو رون بنا وین  
قاتل میں جان دوں گا اسی پر علی الخصوص  
رقار میں اسی کے ہر محشر علی الخصوص  
لیکن بہن وہ دیتے ہیں لہو علی الخصوص  
عاشق میں ہو سب سے بڑھ کر علی الخصوص  
نبیچین ہو بہت دل مضطر علی الخصوص  
کیا کیے جب پنتے ہو زیور علی الخصوص

پانی سخن غزل کے یہ صاویح کی روایت  
اخلاص و محبت میں سے بہتر علی الخصوص

روایت الصاویح

تم غرض کسی سے نہیں ہر مجھے خدا سے غرض  
یہی ہو رسم محبت زمانے میں اس باتو  
اگلی مجھ کو کسی کا نہ کیجیو ممنون  
جو اب خطا نہ سہی بوسے زلف لاتی ہو  
اور اسکے بعد مجھے ہو تو مصطفیٰ سے غرض  
وہ آشنا ہو کہ نکلے جس آشنا سے غرض  
نہ نکلے میری کسی دوست آشنا سے غرض  
اسی لیے ہر مجھے نامہ بر جہا سے غرض

عدو کو دیکھ کے شرما گئے قدم نہ اٹھا	یہاں تو بٹ گئے ہم آپ کی جیسا سے غرض
کسی کی یاد میں ہر وقت مست رہتا ہوں	مجھے نہ رند سے مطلب نہ پارسا سے غرض
مطیع و مان فرمان ہو دل کے لینے تک	پھر اسکے بعد نہیں تکو بتلا سے غرض
سوال بوسے کو روکیجے خیر او شہ حسن	کبھی تو آپ کی بھی ہوگی مجھ کا اسے غرض
غرض کسی سے نہ کہتی فراق دائم میں	تمام عمر رہی آہ نارسا سے غرض
تھاری تیغ تغافل سے مر گئے صہدا	ہزاروں مار یہیے تمناسن او اسے غرض
وفا شعار پر ہی و ش سے دل کو ہلایا	نہ رکھی تھنے کبھی یار بیوفا سے غرض
غزل سے ہم کو بڑیاں شاد دل منظور	کسی کی واہ سے مطلب و حباب سے غرض

سخن جہان میں بس تم الگ ہو سب سے	
نہ کام غیر سے رکھو نہ آشنا سے غرض	
روایت الطائر المملۃ	

سچ کہا کرتے تھے اس لیت کو اجاب غلط	فی الحقیقت ہی یہ سب عالم اسباب غلط
ہو گئے ایسے ہم اتنی قاصد بیتاب غلط	جائے القاب لکھا یار کو آداب غلط
اڑ رہے ہیں یہ ہمارے شرر آتش دل	لوگ سمجھے ہیں نہیں کہ کب شتاب غلط
بیوفا آگے کسی دن تو ہو میرا مہمان	وعدہ کرتے نہیں اجاب کے اجاب غلط
واعظو آپ ذرا اپنے بیان کو سمجھو	میں تو کہ سکتا نہیں از رہ آداب غلط
کز لک شوق سے رندوں کے کیا محو اسے	جس قدر پایا خطا جام محو اسے غلط

گر نہ اولین ترے اُس بُت کیتا کا خیال	ہر عبادت تری او ز اہر کذاب غلط
بہر میں رات کو رو رو کے بسر کرتے ہیں	نغم غلط ہوتا نہیں کیونکہ نہ خواب غلط
وعدہ شب تو کیا آپ نے ہے لیکن	یہ بھی اوی غیرت خورشید جہاں تاب غلط
پھینک دوں گا میں ابھی چیر کے پہلو تجھ کو	بہر میں رات کو رو رو کے بسر کرتے ہیں
گر یہ چشم ہوا باعث جوشش دریا	یہ مرے اشک کا طوفان ہر سیلاب غلط
خاطر مضطرب و آہ شرافشان کے حضور	داستان برق کی اور قصہ سیلاب غلط

یار کا وصل ہو دیکھا ہر جمال یوسف

اوی سخن ہو گا نہ میرا یہ کبھی خواب غلط

تجھ کو کیسے گل شاداب غلط	آب ہر گل میں گزرتا ب غلط
دل کے دینے کو کیا ہنسنے قبول	ہو تمھارا انکار ایجاب غلط
مدد اوی خضر بیا بان جنون	لے چلا پھر دل بتیاب غلط
مجھے پوچھے جو وہ احوال مرا	سچ کہوں یا دل بتیاب غلط
معنی لفظ رضا و تسلیم	جانتے ہیں مرے اجاب غلط
تاب نظارہ رخ کی تیرے	لائے خورشید جہاں تاب غلط
وعدہ وصل ہو غیرن سے صحیح	ہم سے ہوا اوی گل شاداب غلط
بی وفا خط میں لکھا ہوا اس کو	وہ نہ سمجھے کہ میں القاب غلط
شکوہ جو ربتان کیا معنی	اور وہ بھی دل بتیاب غلط

کتنی مہل ہر سخن آپ کی طرح  
بیٹھے کتے رہو اجاب غلط

معتشوق بھیجتے ہیں مجھے چار سو سے خط  
لایا اگر جواب تو انعام پاسیگا  
کیا جانے کیا خیال مرا اس کو آگیا  
شاید وہ مہربان ہو پا کر وفا کی بو  
آیا ہر اک پری کا ابھی لکھنوسے خط  
قاصد لکھا ہوا آج بڑی آرزو سے خط  
پڑھو اسکے رو یا وہ شکر عدو سے خط  
بھیجا ہر لکھ کے اس لیے لپٹا ہوا سے خط

مین نے بھی دیکھتے ہی سخن چاک کر دیا  
لکھو اے بھیجا آئے ہو مجھ کو عدو سے خط

ولایت الطمانیہ

عجبت ہر دم گنہگاروں کی تری گنہگوار  
بھرا آتا ہر ذل بوش محبت میں نہ راستہ  
کرین ہم حرمت باد میں کس بخت اور نہ  
خدا کے واسطے کہ خضر و زخ کے قصے کو  
تجھے تو خاک بھی ہر زمین آداب علمیں  
کسی زاہد کو باغ سبز و کھلا اپنی ہاتھوں کا  
ہوا ہر اب تو جمع جلیغ زمان بیکش کا  
سوالوں کا ہمارا تم جواب اس وقت سے کہتے  
پڑھا تو نے نہیں قرآن میں کیا لا تقظوا  
اکر تو رست خالق میں ہے گنہگوار  
کہ دشمن قسب نا آشنا زادہ عدو  
بجائے اشک اب آتا ہوا گنہگار  
کہ چھو لیتا ہوں میرے ہجام کو تو بے وضو  
یہاں عاشق میں بخت کی نہیں کرنا دوا  
خدا مجلس میں کہلے تیرے لایا ہوا  
کتابوں کے عوض پہلو میں گر ہو تے سہوا

کیا کرتے ہو اکثر ذکرِ حور و جنت و کوثر	چلو گئے آج جلسہ ہر کنارِ آب جو واعظ
پرانے قصے خلی اڑ چکی ہیں دھیان یارو	اب انہیں تار سے باتوں کے کرتا ہر زوداعظ
نہو تا دشمنِ ندی تو شاعرِ جو کیوں کرتے	ہو باتوں سے اپنی آپ رسوا کو بکوداعظ
معاذ اللہ سوالِ حرمتِ مری پر بگڑتا ہر	نہ دیکھا آج تک ہنسنے تو ایسا تند خو واعظ

سختن یہ پیٹیر نے کو گفتگو ہے شاعرانہ ہے  
 فکر نہ میرزا یان میرزا دل کی آرزو واعظ

روایت العین المہملۃ

اگر گل بہارِ باغ ہو دورِ خزانِ شمع	رنگِ سحرِ شایگانا نام و نشانِ شمع
بابلِ جہان میں ہو سببِ فتحِ رگل	پیرِ دانہ باعثِ شرفِ دو دمانِ شمع
سوزِ دردِ دگر یہ ہے میں بھی مژنِ صبح تک	اندیشہ ہر سفرِ کاروانِ شمع
تم دیکھنا کہ وقتِ حرقِ خاک بھی نہیں	یہ سن ایک رات کا ہو سیہانِ شمع
پاسِ خموشی شو تپشِ میں بھی ہو وہی	سمجھی نہیں کسی نے ادائے فغانِ شمع
چلنے کے واسطے سے آزاد کر دیا	رکھا فلک نے قید سے خالی مکانِ شمع
تھو نہ بقیہ رازی شعلہ پیم و شو	ہو ماجراے عشقِ مرا بر زبانِ شمع
شبِ بھر میں خود چلے کہ جلائے کسی کو وہ	کو تاہ کس قدر ہوئی عمرِ روانِ شمع
سیرا اور اسکا ایک سا سوز و گداز ہو	میرے سوا نہیں کوئی ہواستانِ شمع
وہ ہنس رہے ہیں سے رقیبوں سے بزمِ شمع	میں جل رہا ہوں سامنے اس کے لبانِ شمع

سیر سے سیاہ خانہ میں آتے جو ہو کبھی  
ہوتا ہو فندوقن پہ تھارے گمان شمع  
پروانے چند بزم میں تھے وہ بھی جل بجھے  
باقی زمانہ کوئی بھی اس بات کو نہ خوان شمع

ایسی ہوئی فنا غم جاناں میں اور سخن  
تا صبح پھر کسی نے نہ پایا نشان شمع  
روایت الغین عجبت

فروغ پائے بھلا کیونکہ پیش یا چراغ  
نہیں ہو غم کہ دل داغدار رکھتا ہوں  
سیاہی شب غم کا اثر بیان تک ہر  
وہ تفتہ دل ہوں کہ مر کہ بھی کام آؤنگا  
خیال زلف صنم میں چراغ دل بے نور  
سمجھ کہ قبر کے اندر بھی نور ہو اسکی  
قبر کے سامنے ہوتا ہو بے وقار چراغ  
سہ مزار نہ ہو ہر تہ مزار چراغ  
کہ وصل میں بھی ہوا انکو ناگوار چراغ  
بنائینگے مری مٹی سے ہی کھار چراغ  
کی جس طرح سے فروزان پیش مار چراغ  
نظر جو آئے کسی کے سہ مزار چراغ

سخن و دھوین سے مرا گھر سیاہ ہو جائے  
جلاوطن میں جو بھی تیرہ روز گاہ چراغ

کرمی تمھاری دیکھ کر غیر و جان کھائے داغ  
داغوں پہ داغ اور دیے تنے جلے داغ  
شمع و چراغ و لالہ و طاقس میں خجسل  
وہ شہری اب نہیں ہے کہ تجھ کو دکھائوں میں  
گھر سے تمھارے آئے تو گوا کہ آئے داغ  
دل کے مرے پھر ہرے بھی ہونے پاؤ داغ  
ایسے تمھارے عشق میں تہنہ بھی کھائے داغ  
دل کو جلا گیا تیری فرقت کا ایسے داغ

تجھ کو جو امتحان مرا منظور ہو نسیم گل کھاؤں اور میں تری خاطر کجا داغ

بلبل کو عشق گل میں مزا کیا ملے سخن  
کیا پائے جسے سینے کے اوپر نہ کھائے داغ

اروینت الفار

سب ہو گئے ہو کیوں اسی عیار کی طرف  
دیکھی نہ آکے سبب پر داغ کی بہار  
یہ رشک کیا ہو کم کہ وہ ظالم مرے لیے  
قاصد کا اور صبا کا مجھے انتظار ہو  
کیا بات کوئی ناصح مشفق سمجھ میں آئے  
سزا ہو عشق کیسویں دلدار میں قریب  
تو رہا بدل گئے وہیں اُس بزمِ احب کے  
کے کسے کا عزم اور کسی سال ہو تو ہو  
وہ دن خدا دکھائے مجھے بھی کہ محسب  
تقدیر ہی میں کفر ہو واعظ تو کیا کروں  
آہ نکمیں نکال لوں گا میں کس تری بھی  
اچھی نہیں ہیں آپ کی یہ بد مزاجیاں  
کوئی تو بولو میرے دل زار کی طرف  
گذرے نہ تم بھی مرے گلزار کی طرف  
جاتا ہی ہر قتل جو ان عیار کی طرف  
ہر دم نگاہ ہو درو دیوار کی طرف  
دل تو لگا ہوا ہی مرا یار کی طرف  
ناظر زحل ہو طالع ان عیار کی طرف  
دیکھا جو میں نے ابروئے خمدار کی طرف  
جاتے ہیں اب تو کو چہ ولدار کی طرف  
آئے دلیل نہ سناہ خمار کی طرف  
کچھا ہو دل اسی بے عیار کی طرف  
ڈالی کہ جو یار کے رخسار کی طرف  
چسپاں ہو کہ مرے ہو ان عیار کی طرف

ہمراہ مثل بو سخن ناتوان بھی ہو



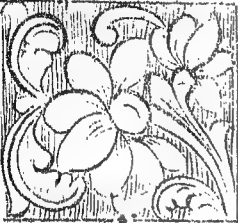
## روایت القاف

شفائے امراض قلب بے جان بنام حضرت قیام اصدق  
 دوائے درد دل پریشان کلام حضرت قیام اصدق  
 قبول کرے وہ جان عالم تو چہ اسے ہو جان میں کیا غم  
 ہو وہ رتبے میں شاہ سے کم غلام حضرت قیام اصدق  
 جنھوں نے حضرت سے کی ہو بیعت ملی انھیں جہان کی نعمت  
 ہوئے وہ سب سے بلند رتبہ غلام حضرت قیام اصدق  
 زبان نے دل سے مزاج پایا وہن کے ہوسوں لطف اٹھایا  
 مری زبان سے ہون تک آیا جو نام حضرت قیام اصدق  
 جنھیں ہو قرب خداے اکبر مراتب انکے ہیں سب سے برتر  
 سمجھ کہ ہو عرش سے بھی اوپر مقام حضرت قیام اصدق

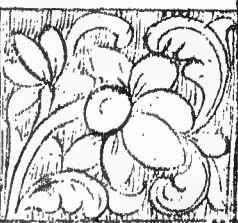
یسی دعا ہو ہی تمنا ہے سخن پر ہمیشہ سایہ  
 الہی ہو قیام دنیا قیام حضرت قیام اصدق

کانشا ہوں جو لیتا ہوں بھی نام فراق	اتھرتی ہے اندیشہ آلام فراق
کم نہیں صبح قیامت تری شام فراق	عید کے دن سے زیادہ ہزار روزِصال
سوچتا ہوں میں کبھی دل میں جو انجام فراق	راج کرتی ہر جدائی کا ارادہ میں سے

تیرے وعدوں بچھایا ہے عجب ام فراق	سیکڑوں بھسکے پھر کے تین بائید وصال
اب تو کتنے تین بڑے رنج سے ایام فراق	اوصم جلد غیر عاشق ناکام کی لے
سنئے تے تین کہ ہر وصل ہی انجام فراق	دیکھئے ملتا ہو کیا ہجوم بدولت اسکے



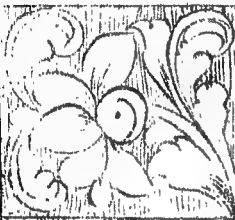
دوست کے وصل سے و شا دشمن آپس میں  
دشمنوں کے لیے دنیا میں ہوا لام فراق



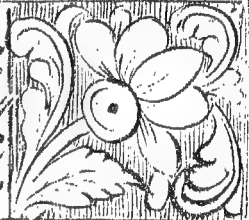
چاندنی چاندی کا پتھر ہو چو پتھر کا ورق	تجسس ہو اوی مہر انور و ہو پتے کا ورق
کیا نخل ہو تجھے بنکر و ہو پتھر کا ورق	حسن سے بن جائے بھی گرد و ہو پتھر کا ورق
ہر مہر بالاے بستر و ہو پتھر کا ورق	اٹھ گیا تو صبح کو لیکن ابھی تک اے صنم
رہ گئی بنکر زمین پر و ہو پتھر کا ورق	کیا اگر ہر تھرا حسن جبکے فیض سے
بن گئی اسد اکبر و ہو پتھر کا ورق	سرو آتش ناک سے قاتل کے سیر قوت نوج
بہتی جاتی ہے برابر و ہو پتھر کا ورق	راہ میں بھی تیرے اعجاز رخ پر نور سے
چاندنی ہو آب نخل و ہو پتھر کا ورق	عکس رخ سے تیرے اوقاتل عجب سیر پر
کیا نظر آتی ہے کافر و ہو پتھر کا ورق	بعد بارش ہر جگہ قوس قزح کے سامنے
کیونکہ بن جائے سنگ و ہو پتھر کا ورق	ہائے ضد کسی ہے یہ تہمین ہو کس کا اختیار
اسکی دیوار حسن پر و ہو پتھر کا ورق	پر تو رخسار جان سے نظر آتی ہمیں
ہیں جواہر اسکو شہر و ہو پتھر کا ورق	چارہاگر مہر ناہو اس کے طلانی رنگ پر
اس لیے پڑتی ہے بنکر و ہو پتھر کا ورق	چرخ کو زینت مکان کی آپ کے منظور ہو

سہنے مانا ہو سراسر دھوپ نے کا ورق  
دیکھ بجاتی ہو کیونکر دھوپ نے کا ورق  
دیکھ ہو بالائے منبر دھوپ نے کا ورق  
ہو مقابل تجھے بنکر دھوپ نے کا ورق  
تیرے عارض پرست کر دھوپ نے کا ورق  
ماہ کامل مہر انور دھوپ نے کا ورق

یہ تو بتلاؤ کہ آخر کس مرض کی ہو دوا  
جو تو پی زاد اچھی تیری نظر کے سامنے  
باعث تیریں مجلس نو کر جو ہو زاد  
چاندنی کی کیا حقیقت پائے جو تجھ فروغ  
کیا لطافت ہو نقاب اتھے ہی رخ تھے مئی  
سامنے خسار جانان کے چاڑن ہیں نخل



اجنبش طوف نقاب بے قائل سے سخن  
بنگنی ہو زیر خنجر دھوپ سونے کا ورق



ظاہر پرست یار کے ہو گایان میں فرق  
ڈالو نگاہیں عشق کے نام نشان میں فرق  
موسم کا جس طرح ہو بہار و خزان میں فرق  
کیا دخل ہو جو آئے مرے امتحان میں فرق  
یہ لوگ لاتے ہیں دل دوستان میں فرق  
اقلم سب سے اور ہی ہندوستان میں فرق  
کیا ہو تمھاری مانگین اور کوکشان میں فرق  
بے شبہ ہو طبیعت پیر و جوان میں فرق  
ڈالا ہو جس نے خلق کے امن مان میں فرق

جنکے دنوں میں فرق ہو انکی زبان میں فرق  
بید اوگر پھر یگانہ منہ تیغ سے مرا  
عاشق کے بھی مزاج کا ویسا ہی حال ہو  
ثابت قدم و فائین ہو نگاہیں تابگر  
شک و حسد کی اصل بیخ جان ماہ ہوش  
جست نشان واقعی اسکی ہو سرزمین  
جو سن سہیں کہتے ہیں یاں بھی ہو وہی  
جھگے نہ کیوں کمان سے کماند تیرا تیر  
کام اپرا ہر سہبت سفاک سے مجھے

اسکی آئینہ وصل پہ چیتا ہوں اسے سخن  
اتھک تو کچھ نہیں مرے تاب تو ان میں فراق  
رویت الکاف المہملۃ

شام سے ناسے میں کین تار ہوں سحر ہو تک  
کسکو دیکھوں تے اے رشک قمر ہو تک  
صدقے ہو جائینگے قدمو نہ تے اوقات  
تسے اور شمع سے تشبیہ مناسب ہو کہ وہ  
برق و شہ تو ہی تو ہو تجھ سے بھی کم فرصت عمر  
شب کو تھارم میں دعویٰ تقابل تسے  
بیخودی نے مجھے شکوے سے بھی رکھا محروم  
مزعج دہین ترا تخم محبت بویا  
کیا ہی عیار ہو کا فکر عیاں ابا اللہ  
انتہا طلب نہیں کوچے سے تمھارے ورنہ  
یہ بھی سودا ہر تری زلف کے سحر تے تک  
تو رہیگا مری آنکھوں میں نظر ہوتے تک  
بچکے گزری شمشیر کے سحر ہوتے تک  
سیکڑوں رنگ بدلتی ہو سحر ہوتے تک  
کیا رہیگا تری غفلت پہ نظر ہوتے تک  
کھل گیا رنگ قمر کا بھی سحر ہوتے تک  
اٹھ گئے پاس سے وہ مجھ کو خبر ہوتے تک  
دیکھیں کیا رنگ یہ لاتا ہو شجر ہوتے تک  
دل رہا پلو میں بس ایک نظر ہوتے تک  
غیر کا دخل نہ تھا اپنا گذر ہوتے تک

اسے سخن یا سنے گل جھک کو سرفراز کیا  
پانوں دبوایا کیا مجھ سے سحر ہوتے تک

زلف و آبرو سے نہیں یہ ہم چاروں ایک  
جادۂ فکر و رہ فقر و فاقہ منزل عشق  
ایک ہیں اور یہ ہیں بہر تہم چاروں ایک  
خافلو میں یہ رہ ملک ہم چاروں ایک

میں بھی دنیا میں عجب طرح بسر کرتا ہوں	ہر مجھے عیش و خوشی خزن و الم چاروں ایک
جستجو جبکہ تری ہی تو ہو میرے نزدیک	مستعد و دیر و کلیسا و حرم چاروں ایک
صاحب ختم رسل رکن رکین اسلام	اہل ایمان کو میں یہ اہل کرم چاروں ایک

عارف و سالک باقر سخن خستہ جگر  
وضع رکھتے ہیں سخن میں یہ اہم چاروں ایک

آج کچھ اور ہی جناب کا رنگ	دیکھئے روئے پر عتاب کا رنگ
چشم بد و ریاض کی رنگت	نشیمن حسیط شراب کا رنگ
کیا ہی زیبا ہوئے انور پر	ہلکا ہلکا سایہ نقاب کا رنگ
حسن میں کیوں نہیں ہو لطف مگر	اور ہوتا ہو وہ شباب کا رنگ
یوں ہر جسم اس کی کاسخ و سفید	جیسے کپڑے پہ ہوشیاب کا رنگ
کھائیں و حوکانہ تشنہ لب کیونکر	ایک ہی آب اور شراب کا رنگ
چل کے ساتی کو دو بہار بکاد	دیکھو تو میکش و سحاب کا رنگ
سرخ ڈورے نہیں وہ اکھون میں	نہ جا آج کچھ شراب کا رنگ

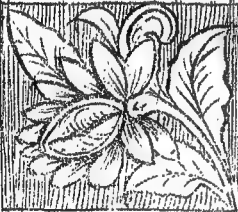
دیکھ کر اس سخن نہ ڈرنا تم  
یار کے روئے پر عتاب کا رنگ

روایت اللام

مرنے دم کی ہی ایک صیت قاتل	اپنے کو بچے میں بنا نامری تربت قاتل
----------------------------	-------------------------------------

جس جگہ ہوتے مقتول کی تربت قاتل  
مر گیا اپنے نہ مرنے پر تے ہاتھ سے مین  
دیکھ کس شوق سے زخموں نے مرے پتھر ہو  
تو کہ گئے ہاتھ کھینچی تیغ نہ مطلق تجھے  
تو کلا کاٹنے بیٹھا ہو مرے سینہ پر  
جسنے دیکھا تجھے وہ مر گیا تیرے اوپر  
مار رکھتا ہو تراطف سے باتیں کرنا  
صدے سے ہیں مگر منہ سے نہیں کچھ کہتے  
سخت مشکل ہو کہ فریاد کروں یا کروں  
مجھ کو کرتا ہو تراش کوہِ بیدادِ خجل

لوگ آتے ہیں دمان ہر زیارت قاتل  
ہو گئی میرے لیے میری ندامت قاتل  
سرخ لہی تھی کمان تیغ کی نزاکت قاتل  
کی نزاکت نے تری میری شفاعت قاتل  
اتنی صحبت ہو تری مجھ کو عنایت قاتل  
کیا بنائی ہو خدا نے تری صورت قاتل  
تو سنگ ہو تو ہی تیری عنایت قاتل  
ہو مرے زخموں کو بھی ضبط کی عاوت قاتل  
روح سے شرم ہو اور تجھے ندامت قاتل  
یاد آتی ہو جو اس دم تری صورت قاتل



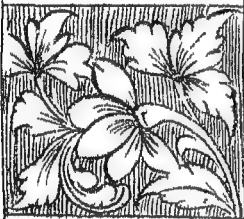
اک غزل اور سخن سے دمِ آخر لے  
دیکھ تو اسکی ذرا طبع کی جو دست قاتل



مخلص ہو مجھے اس تیرے کیونکر قاتل  
دست نازک کو ندے بچ گرا ہمار کہ ہو  
عرصہ حشر میں کافی نہیں شہادت کے لیے  
بگینا ہی پہ پری دیکھ کے کس حسرت سے  
مر نہ جاتے نگہ لطف پہ اسکی اب تک

خوب مضبوط ہو زنجیر قاتل  
تیرا انداز تغافل مجھے خنجر قاتل  
جستہ رہیں تری شمشیر کے جوہر قاتل  
دیکھتا ہو تجھے تریدہ جوہر قاتل  
جیتے کس طرح جو ہوتا نہ مستکرت قاتل

آئینہ دیکھ کے میلے ترا تیرے جو ہوا	قبر میں کانپ گئی روحِ سکندر قاتل
صورتِ زخم کبھی منہ نہ پھر گیا تجھے	تجھ پر جانینگے صد تیرے ہو کر قاتل
اپنا اندازِ غضبِ قہر و ستم کی چٹون	دیکھ لینے دے ٹھہر جا در ادم بھر قاتل
آزمائے تو مرے جسم پہ سارے ہتھیار	تین تلوار تیرے پنجہ تختِ قاتل
دونوں ابرو کے اشارے مرے دل پر اچھا	ایک ہی زخم پہ دو وار مکر قاتل
وہن زخم سے بسل کے صد آتی ہو	ہائے سفاکِ جنا پیشہ ستمگِ قاتل
نامہ شوقِ شہادت پہ لکھوں کیا قاصد	یا رعیتِ ارجن کا رکہ دلبر قاتل
جس جگہ قتل ہوا عاشقِ جانِ باز تو دان	روح آتی ہے تجھے ڈھونڈنے اکثر قاتل



سن چکا حالِ سخنِ قتل میں اب دیر ہو گیا  
کام کر جلد کہ ہر وقت بھی آخرتِ قاتل



آفتِ پہی و شون کی ستم ہو بکا دل	الندرانِ تبون سے ہمارا بچاے دل
کابنی زمینِ فرشتے بھی تیرا کے رہ گئے	ہو پنچے جو آسمان پہ مرے نالہائے دل
آنکھوں میں ہو کبھی کبھی زلفِ صنم میں ہو	یہ منزلت ہو عشق میں کس کو سواے دل
دل اپنا نیر لگتے ہی خون ہو سکے پہ گیا	سینے میں ہو مگر ترا پیکانِ بجاے دل
دو بد شعار ضبط کو میرے خیال کر	یہ بھی کبھی زبان سے نہ نکلا کہ ہائے دل
پاسِ وفاے عاشقِ شیدا ضرور ہو	سن لیجیے کبھی تو صنمِ ماجراے دل
تیرنگا دین بھی تمہارے وفا نہیں	ہو مونسِ جگر تو کبھی آشناے دل



چھڑو بہت نہ اسکو کہ نازک مزاج ہو  
کیونکر کون کہ تم پہ نہیں اعتقاد کچھ  
قصہ بہت طویل کہانی دراز ہو  
تجربہ آرزو میں یہ پہلے مثال گل  
بلبل ہوا پھر اک گل خندان کو دیکھ کر  
قمری بنا کبھی وہ کسی سرد و ناز کا  
پھر اک نگار آفت جان پر ہوا تار  
پھر اک پری کو دیکھ کے دیوانہ بن گیا  
پھر اسکو دیکھ بزم میں ہونے لگے بلند  
چنگاریاں اُڑیں تو وہ پردانے بنگے  
کچھ جل کے خاک ہو گئے کچھ شعلے بنگے  
دھونڈھو گے اب تو پاؤں گے گردِ ملال میں

بیزار تھے دیکھو کہ میں ہونہ جائے دل  
کہ دو گئے مدعی سے مراد عاے دل  
ہمد سنائیں کیا تجھے ہم ماجراے دل  
سب غارتھے نظر میں ہماری سوائے دل  
کیا نغمہ سنج درد تھی کچھ دن تو آدھ دل  
کو کو کی تھی صدا وہ نہ تھے خندہ پا دل  
نازل ہوئی پھر ایک مصیبت برآدھ دل  
جانے لگے ناک پہ مرے نالہاں دل  
سوز درون سے شمع صفت شعلہ آدھ دل  
ہر دم شاریار تھے با صدمہ ہواے دل  
وہ ابتداءے دل یہ ہوئی انتہاءے دل  
تھوڑی سی آگ سینے کے اندر بجائے دل

اب ہو گئی شرابِ محبت دو آتشہ  
دل اُسپہ ہر فدا تو سخن ہر فداے دل  
روایت المسم

صبح وطن ہر روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شام غریب ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مثل خدا ہر خوشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکہ جسکین ہم سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھا جمال خدا جہان کا پردہ اٹھا از زمان کا	جس نے دیکھا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سبکی زبان پر تالقیماست باری رکھیکا قد قاست	عشق قد و لحوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خضر طریق حق نہو کیونکر جس سے دماغ جان ہو	پیر ہن خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہو جو ازل سے شوق لقا کا ہے سخن اب ہو تنیا	خواب میں دیکھوں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
---	--

تم کرو جو کچھ طلباؤں سہر دیدینکے ہم	دل پہ کیا موقوف ہو جان و گردیدینکے ہم
خنجر تال رکھیکا گر ہارے قتل میں	نیچہ ایک اور اسکو تیز تر دیدینکے ہم
دل جو اس بزم سے انکا تو یوں کہنے لگا	جاؤ بھی گھبرا گئے کیوں اس قدر دیدینکے ہم
لایکا میرا جو اب خط تو پھر انعام میں	جان تک اپنی تجھے ایسا نامہ بردیدینکے ہم
دل ندینے پر ہوئی کھن خاطر اقدس ہول	پھر گئی اتنے میں کیوں ہے نظر دیدینکے ہم
فکر بے حاصل ہو در مان بے اثر ہو جائیے	ٹانکے زخموں میں خود اپنے چارہ گردیدینکے ہم
پانی ہو اک چیز ہے بھی تمہاری رات کو	دل تو کہتا ہے نہ دین تلو گر دیدینکے ہم
روٹھ کر جانا کچھ ایسی دل لگی بازی نہیں	تیرے قدموں پر بھی دم بھر میں ہر دیدینکے ہم

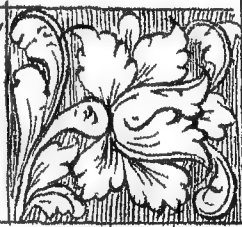
سوچتا ہوں جبکہ دیکھوں کہ آتے ہیں ہاں	دل یہ کہتا ہے سخن تجھ کو خبر دیدینکے ہم
--------------------------------------	---

دل ہو وابستہ تری زلف سے ظالم	مجھ کو سودا ہو مگر تیری بلا سے ظالم
مرض عشق میں تدبیر سے کیا ہوتا ہے	کون امید ہو صحت کی دوا سے ظالم

سیرے قاصد گامان ہوتا ہوا کثرت اسکو	اسلیے منہ وہ چھپاتا ہوا سے ظالم
وہ معاد ہن تنگ ہوتا کہ کبھی	حل مطالعہ ن جیکے شعرا سے ظالم
جان عاشق پذیر جاتے ہیں صدمے لاکھوں	استقدر شوق ہو کیوں جو روحنا سے ظالم
بے گنہ قتل مجھے تو نے بہ ظاہر نہ کیا	مار رکھا ہو گرنہ زوا داسے ظالم
نہ محبت نہ مروت نہ کچھ الفت کی نگاہ	شوق ہو تجھ کو مگر جو روحنا سے ظالم
تیغ ابرو سے اگر بچ گئے کچھ دن تو کیا	تیر مرگان بھی تو میں خون کے پیاسے ظالم
دیکھتے ہی مجھے وہ طرفہ ستم کرتا ہوا	پھیر لیتا ہو نگہ شرم و حیا سے ظالم
دیکھ لوں تجکو دم نزع اگر بالین پر	مجھ کو پھر خوف نہوا اپنی قضا سے ظالم
حوصلہ ظلم کا تھا شوق بھی کر کے مجھ پر	ہو گئے تم بھی تو اب فضل خدا سے ظالم
مر کے میں خاک بھی ہو جاؤں تو مانند غبار	روح لپٹے ترے دایاں قبا سے ظالم



سخن خستہ جگر وصل سے ناکام رہا  
ظلم کی تیرے ہر فریاد خدا سے ظالم



عشرت و آرام و راحت سے ہوئے بیزار ہم	غم ہمارا دوست غم کے ہو گئے غمخوار ہم
پانی ہو جب سے اجازت طوف کوئی کی	آپ اپنے ہو گئے ہیں والہ رفتار ہم
بل کی لے سے نہ تو ہو سبھ کرنا تو ان	مار رکھینگے تجھے او کیسویں خمدار ہم
سست ہیں لیکن نہیں ہو ظاہر کوئی ضرب	تیری آنکھوں کی طرح برسوں ہیں بیزار ہم
نیم باز آنکھوں کا تیری خواب میں بھی خیال	آج کل رکھتے ہیں ایو جان طالع بیدار ہم

یہ سنا کر مال دیتے ہیں دل مشتاق کو	حشر میں دکھلائی گئے اُسکا تجھے دیدار ہم
بنکے شکلِ یاسا رے دن ڈراتی ہی مجھے	رات کو رہتے ہیں جس امید پر بیدار ہم
اپنے ہی دل کو کہہ تیرے حسن کا آئینہ ہی	کرتے ہیں ای جان شہفت میں کیا کیا پیار ہم

استقدربے چین کر دلا دل بیتاب نے	جان سے اپنی ہیں اتوار سخن بیزار ہم
---------------------------------	------------------------------------

عدو ہی برق کہ ہر باغیان نہیں معلوم	جس لایا کس نے مرا آشیان نہیں معلوم
سمجھ کے اپنا کیا آپ میں نے کیوں نقصان	بنایا غیر کو کیوں رازوان نہیں معلوم
مجھے تو یہ نہ کہی ایک آنکھ دیکھ سکا	ہوا ہوں کیوں میں خاک کو گران نہیں معلوم
نہ یہ زمین ہو نہ یہ آسمان وہاں قاصد	زیادہ اس سے بس اُسکا نشان نہیں معلوم
ہلا کے لایا ہوتا دو گلستان میں	کر لگا مشورے کیا باغیان نہیں معلوم
یہ بیخودی ہو کہ بس اٹھ کھڑے ہوئے گھر سے	مکمل کے جائینگے گھر سے کہاں نہیں معلوم
کہو ننگا خاک میں اُس بیوفا سے حالت دل	مجھے تو کوئی بھی طرز بیان نہیں معلوم
زمین پہ کیا کوئی اُسکا پتا لگائیگا	کہ آسمان کو بھی اُسکا مکان نہیں معلوم
مجال ہوتی اگر مہ کو آنکھ اٹھانے کی	تو منظر اپنا بھی ہوتا کہاں نہیں معلوم

ہمارا ذکر وہاں اس طرح سے ہوتا ہی	وہ کیا ہوا سخن خستہ جان نہیں معلوم
----------------------------------	------------------------------------



## ردیف النون

اُلجھ کر ماتھ سے میرا گریبان آستین دامن  
 لیے پھرتے ہو تم کس کا گریبان آستین دامن  
 پلایا بادہ گلگون جو شب کو زہم زندان میں  
 سبب کیا ہو جو مجھے لوگ کہتے ہیں کہیا ہنتر  
 جنون مجھ کو فراموشی میں یاد آئے تو کہتا ہوں  
 یہ پوششِ شک ہو دیکھا قلمِ جوش میں آنے  
 نہ کچھ باقی رہے دستِ جنون پر اڑے سب کے  
 مہ نوہو شعلہ شمس ہو مہرِ درخشان ہو  
 گلے میں طوقِ ہاتھوں میں کٹے صحرکا دامن ہو  
 رونو تھا دھجیاں تھیں جا بجا خارِ میلان تھے  
 او میرا پھاڑ ڈالا دھجیاں کہیں جسِ حشمت میں

ہوا ہو دھجیاں کیا کیا گریبان آستین دامن  
 جنون میں ہمد کو کیسا گریبان آستین دامن  
 بھرا ساقی نے سب میرا گریبان آستین دامن  
 کیا کیا آپ نے اپنا گریبان آستین دامن  
 الہی کیا ہو امیرا گریبان آستین دامن  
 پنخوڑون میں اگر اپنا گریبان آستین دامن  
 کمرِ موہنڈا کا کلی پر دا گریبان آستین دامن  
 پری رویہ میرا گریبان آستین دامن  
 تنہا ہو کہ ہوا یا گریبان آستین دامن  
 مزا تھا یہ بھی جتنا گریبان آستین دامن  
 ہمارے ماتھ جب آیا گریبان آستین دامن

سخنِ افسوس کس کپڑے کی بھی تقدیر کیا ہو  
 بنا ہو جس سے عاشق کا گریبان آستین دامن

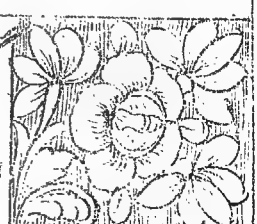
گلہ نشین ہیں داغِ مرے جسمِ زار میں  
 سمجھو نہ بختِ دلِ مژدہ اشکبار میں  
 خاکِ درِ صحن جو ملے ہے ہر یار میں

سر تا پایا ہوں چشمِ ترے انتظار میں  
 بجلی چمک رہی ہو یہ ابرہہ بار میں  
 سرِ مہ نگاؤں چشمِ شبِ انتظار میں

سوئے تمام عمر تو پہلوئے یار میں  
 پڑ جائے جس پہ خاک مری اُسکو عشق ہو  
 باغِ جہان میں صورتِ نرگس بسر ہوئی  
 جاتے نہ ہم کبھی ترے کو پہ میں بے وفا  
 اُس بد گمان سے کام کمالِ نگاہِ شوق  
 دُور تا ہوں بد مزاجیِ جانان سے نفد  
 دشمن تو مر کے پھوٹ گیا اس عذاب سے  
 طواریتِ اشکِ سخن سہرِ مرگان تو دیکھے  
 گو دشمنی نہیں ہوا اثر کو دغا کے ساتھ  
 او خضر تم بھی موت کو ڈھونڈو مری طرح  
 اس کی لہری میں نہ مانگوں تو کیا کروں  
 سمجھو کہ حشر نام ہر انیس سے ایک کا  
 دم بھر میں تیری ایک نہیں نے شاد یہ  
 بے فائدہ ہوشِ کبر حصولِ مرام کی  
 آئینگی نیند کیونکہ اکیلے مزار میں  
 یارب یہ دے اثر مری مشیتِ عمار میں  
 گذری تمام سترے انتظار میں  
 پر کیا کریں کہ دل ہی نہیں اختیار میں  
 لیکن فرق آتے ترے اعتبار میں  
 دل پر بھی میرے جبر نہیں اختیار میں  
 باقی بھی مر رہے ہیں تے انتظار میں  
 یہ گل بہار دیکھے اس خارزار میں  
 کیوں دخلِ دونِ مشیت پروردگار میں  
 گزرے ہوشِ کسی کے نہیں انتظار میں  
 وہ اختیار میں ہو نہ دل اختیار میں  
 فتنے چھپتے ہیں جو فتنہ سار میں  
 کیا کیا خیال تھے دلِ امیدوار میں  
 کچھ ہو نہ گیا گردشِ لیل و نہار میں



گھبرانہ جاتے تھی جا سے خیال یار  
 ارمانِ سخن بھرے ہیں دلِ بقیرار میں

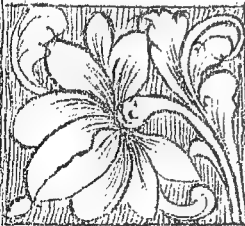


جیا کے پردے میں خ پر اگر نقاب نہیں

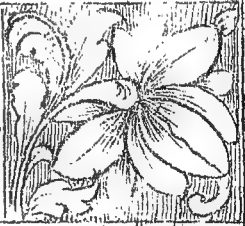
کبھی کسی سے مرا یارب جواب نہیں

ہجوم پاس میں کیا چین سے گذرتی ہو  
 ہوا ہی غیر کی خلوت کا راز بے پردہ  
 نقاب ڈال کے چہرے پر حشر میں آنا  
 ہزاروں پستے ہیں لاکھوں تمام ہو ہیں  
 یقین ہو جانو نگاہیں بے حساب جنت میں  
 قدم زمین پر رکھا ہو جان جہان تو نے  
 دعا کو ہاتھ اٹھائے تو ہنسکے فرمایا  
 غرض یہ ہو کہ رہیں مبتلائے غم دائم  
 ہمارے دل میں جو تو ہو تو شک یہ ہوتا ہو  
 یہاں تو دیکھ کے میں اُنکو محو حیرت ہوں  
 بنایا تیرے ستم نے جہان کو پُر آشوب  
 کلمہ میں کس سے کہ دن سر نوشت کا اپنی

کہ جب امید نہیں ہو تو اضطراب نہیں  
 بس اب کیجیے آپ از رہ حجاب نہیں  
 کہ دیکھنے کی تمہارے کسی کو تاب نہیں  
 خدا کا قہر ہو عالم ترا شباب نہیں  
 گناہ ہیں مرے اتنے کہ کچھ حساب نہیں  
 جگہ وہ کوئی ہو جو فلک جناب نہیں  
 ہزار مانگو دعا ایک مستجاب نہیں  
 ہنکاری ضد سے زمانے کو انقلاب نہیں  
 کہ شوخیان ہیں تری دل کو اضطراب نہیں  
 وہ جانتے ہیں مری بات کا جواب نہیں  
 وہ فتنہ کون ہو جو ترے ہر کام نہیں  
 کہ قاصد آیا تو خط کا مرے جواب نہیں



پڑا ہو اپنی ہی آنکھوں پر پردہ غفلت  
 سخن و گرنہ رخ یار پر نقاب نہیں



تم غیر کو مستاد یہ مجھ پر ستم نہیں  
 کچھ غم نہیں جو پاس مرے جامِ حُم نہیں  
 ہوں وہ وفا شعار کہ مرنے کا غم نہیں

بے امتحان قتل بھی وہ جو کم نہیں  
 عالم کی دیر کو تو مراد بھی کم نہیں  
 دل شاد آنکھیں دیکھ سے ہوں گو فریب ہو



یونہی رہا فراق تو شکوے بھی ہیں ضرور  
 مثرگان یا راور کسی کے لیے ہیں غم  
 پھیلائے پاؤں کو چھانان میں غیر کیا  
 شکوہ کروں ستم کا تو دونا ہوا التفات  
 کسوت نامہ بر دم تحریر خط شوق  
 دیکھا مجھے تو غیر سے آنکھیں پڑا گئے  
 گہرا کے تیرے ظلم سے بید اگر یہاں  
 ہاں بوالہوس ہی غیر اے آزما نہ تو  
 سرکاٹ لو قسم نہ مجھے دور قیب کی  
 وعدے کا اُسکے غیر سے کیونکر یقین ہو  
 ہو یا دانا وصل میں پہلے تو ٹالنا  
 صدمے میں اُسکی سادگی اور اپنے ضعف کے  
 ایک روز میں نے اُس سے کہا سُن جو فراق  
 ملنا قیب سے ترا کیون ہو گیا شعار  
 یہ جو دیکھتا ہوں تو ہیں اندون برے  
 وعدہ کیا تو اُسکا بھی تجکو نہیں خیال  
 جس بات کو کہا تو سنا سر بسر غلط

کیونکر کہوں کہ وصل میں رنج و الم نہیں  
 ولین ہمارے وہ خلش میں نہ نہیں  
 اُسکو یقین ہو کہ وہ ثابت قدم نہیں  
 کیونکر کہوں کہ حالِ عس و پر کر نہیں  
 شہ خوف خون ل نہیں مثرگان قلم نہیں  
 کیا اس نگاہ لطف میں نہاں ستم نہیں  
 وہ کون ہو جو راہی ملکِ عدم نہیں  
 قسمت میں اُسکی لذت جو رستم نہیں  
 تم جانتے ہو کیا مرے حق میں وہ ستم نہیں  
 کہتا ہوں بات بات پہ جو دہم نہیں  
 کہنا پھر اُنکا ناز سے وہ دہم نہیں  
 زندہ ہوں اور کہتے ہیں اس میں تو دم نہیں  
 میرے ہی حال زار پہ تجکو کرم نہیں  
 حاصل اُسے بھی گرچہ جزا نہ وہ غم نہیں  
 وہ آنکھ وہ نظر وہ نگاہ کرم نہیں  
 پاس وفا مروت قول قسم نہیں  
 جس لفظ کو سنا تو کہا ایک قلم نہیں

جو امر میں نے شوق سے چاہا کہ مان یہ ہو  
 بل ابرووں پہ یار نہیں ہی یہ بے سبب  
 شد کچھ تو باعث بخش بیان کر  
 ایسا قصور کو نسا مجھے ہوا کہ اب  
 نہ نظر ہو مجھ کو تو سہ دم تری خوشی  
 نازش مجھے وفا پہ نہ الفت پہ کچھ غرور  
 حق ہی ہی کہ میری ہی تقدیر ہی بڑی  
 جو کچھ گلہ ہی اپنی ہی قسمت سے ہی مجھے  
 ہوئے کہ بس معاف سنی داستان عشق  
 قسمت گئی تو آپ کی چرنے کسی جگہ  
 عاشق کرے شکایت معشوق کس طرح  
 شکوہ غلط ہمارا ہمارے ہی سامنے  
 جو آپ نے اڑائیں وہ یاں بھونکائی ہیں  
 معشوق اور ڈھونڈنے کوئی وفا شمار  
 ٹھنڈے ہی ٹھنڈے چاہاں سدا مارے  
 جب یہ سنا جو آپ سخن سننے پارے

تو نے ہزار بار کہا کم سے کم نہیں  
 بے وجہ کیسوں میں ترے پیچ و خم نہیں  
 مانا کہ بات یہ کوئی ایسی اسہم نہیں  
 مطلق خیال میرا تجھے ہی صنم نہیں  
 مر جاؤں میں بلا سے مجھے اسکا غم نہیں  
 اسکا خیال بھی ترے سر کی قسم نہیں  
 انصاف میرا شیوہ ہی میں ہٹ و حرم نہیں  
 تجھے کوئی شکایت ہو روستم نہیں  
 غصے میں تاب ضبط ہمیں ایک دم نہیں  
 بدنام کیوں کیا اسے کیا یہ قسم نہیں  
 یہ تاب یہ مجال یہ طاقت یہ دم نہیں  
 پھر نہ ہی ہو کہ آپ سے الفت بھی کم نہیں  
 کیا آپ جانتے ہیں سمجھتے ہی ہم نہیں  
 یاں کچھ خیال آپ کے سر کی قسم نہیں  
 یوں ناز اٹھائیں آپ کے ایسے تو ہم نہیں  
 سمجھئے کہ بات ادا ہو کچھ اسکا غم نہیں

پھر کیا تھا فتون سے اسی دم منا لیا

کہتے ہی وہ رہے کہ خدا کی قسم نہیں

ہیں ہی چین سے یاں جنگو خبر کچھ بھی نہیں	ہوش کہتے ہیں جو دنیا میں بشر کچھ بھی نہیں
جان سے جائے کوئی تکو خبر کچھ بھی نہیں	حالی بیمار محبت پہ نظر کچھ بھی نہیں
کھل گئی آنکھ تو پھر وقت سحر کچھ بھی نہیں	خواب ہو لطف شب وصل پر ہی رو گویا
کہتا ہوں حمام کے میں پنا جو کچھ بھی نہیں	نامے سُکر مرے فرماتے ہیں کیا ہو گیا ہے
وہ یہ سمجھے کہ مجھے اسکی خبر کچھ بھی نہیں	ہو کے بیہوش سنیں غیر سے باتیں انکی
پھر مجھے دیکھتے تم کیوں ہو کر کچھ بھی نہیں	مہر و الفت نہ سہی بغض و عداوت ہی سہی
ہو مجھے انکی خبر اپنی خبر کچھ بھی نہیں	ہوں وہ خود رفتہ کہ ہمراہ ہوں ہر دم انکے
دلِ گم گشتہ کی ہو کو خبر کچھ بھی نہیں	لے گیا کون اسے کیا ہوا کس جا چھوٹا
ور نہ تم یاد ہی رکھنا کہ سحر کچھ بھی نہیں	اپنے بیمار محبت کی خبر جو جلدی
کیسے وہ کیا ہو تو کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں	مانگیے دل تو سناتے ہیں کہاں دل کیسا
دلِ تھارا ہو کہاں اسکی خبر کچھ بھی نہیں	سیری ہر بات کی ہر وقت خبر ہی تو کو
اک ترا وعدہ کہ سب کچھ ہو مگر کچھ بھی نہیں	اک یقین میرا کہ کچھ بھی نہیں اور سب کچھ ہو

ضعف سے اتنی یہ حال دل مضطرب سخن  
کبھی بیتاب کبھی دو دو پہر کچھ بھی نہیں

تک کہ ہو مرے نام کا اقلیم سخن میں	گویا ہر زبان وصفِ رخِ سیم بدن میں
کیا دیر ہو پھر دور ہو تو بہ شکن میں	وہ گل بھی ہو ساقی پر تفریحِ چمن میں

غنچے بھی مجھے دیکھ کے ہنستے ہیں چمن میں  
 تسکین نہیں اک لمحہ اسے خانہ تن میں  
 اسے ہنفسو شام غریبی سے سوا ہے  
 ہر نالہ بلبیل سے ہم گریہ شب بنم  
 اس شت نوروی پہ بھی ابتک ل نالان  
 کیا رنگ یہ لایا ہے جو انون کو مٹا کر  
 بسکو تری صحبت کی تنہا ہے پری رو  
 اے چارہ گرد سوچ کے کرنا مراد ران  
 اے مرگ غریبی ابھی لا دم ہے توقف  
 بوسو نگھنے مرقد میں چلی آتی ہیں جو رین  
 ہم دیکھ رہے ہیں دل شیدا کو یہیں سے  
 کو چہ میں ترے ہکو بندھا گھر کا تصو  
 گل شاد ہوں مٹی بھی ٹھکانے لگے اُسکی  
 یون ناز تو ہر ایک ترا قہر ہے لیکن

روتا ہوں جو اے یار تری یاد دہن میں  
 دم ہے وہ مسافر جسے غربت ہے وطن میں  
 بے یار جو ہوتی ہے مجھے صبح وطن میں  
 شاید کوئی گل چاک گریبان ہے چمن میں  
 الجھا ہے سر خار بیابان وطن میں  
 خون شہدا ہے شفق چرخ کھن میں  
 غنچوں کے بھی آغوش کشادہ ہیں چمن میں  
 ہے درد عوض روح کے ہر عضو بدن میں  
 رولوں میں ذرا یاد عزیزان وطن میں  
 غوشہ ہے غضب سے شیدوں کے کفن میں  
 آتا ہے لفظ وہ ترے کیسو کی شکن میں  
 یاد آ یا قفس بلبیل شیدا کو چمن میں  
 بلبیل کو جو صیاد کرے دفن چمن میں  
 اک بات نئی ہے ترے بے ساختہ پن میں

اس شہر میں غالب کا جوشا گرو سخن ہے  
 دشمن پہ ہمیشہ سے وہ غالب ہے سخن میں

ہمسے پھر کر یار کی بدنام آنکھیں جو گئیں  
 عاشقوں کی گردش ایام آنکھیں جو گئیں

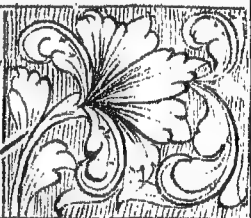
خال دانہ بنگیا اور دام آنکھیں ہو گئیں  
 اُس مہری کی مفت میں نام آنکھیں ہو گئیں  
 بعدِ مردن طالبِ آرام آنکھیں ہو گئیں  
 سایا جامِ مہرِ کلفِ ام آنکھیں ہو گئیں  
 تیرے آگے مورِ الزام آنکھیں ہو گئیں  
 حضرتِ دل قابلِ نعام آنکھیں ہو گئیں  
 سنج کیا تیرے دمِ شام آنکھیں ہو گئیں

کر لیا تھے ہمارے طائرِ دل کو شکار  
 مر گئے ہکو تو مر جانا تھا آخر ایک دن  
 حسرتِ دید اور وہ بیداری شب کیا ہوتی  
 ایک ہی بوتے سے آنکھوں کے ہوا دکو مٹا  
 ماصحا دیکھا ہر آن آنکھوں سے کس کی جال  
 دیکھتے تو ڈھونڈ کر کیسا لگا لاہی حسین  
 دیکھ یہ تاثیر میرے دل پر سوز کی



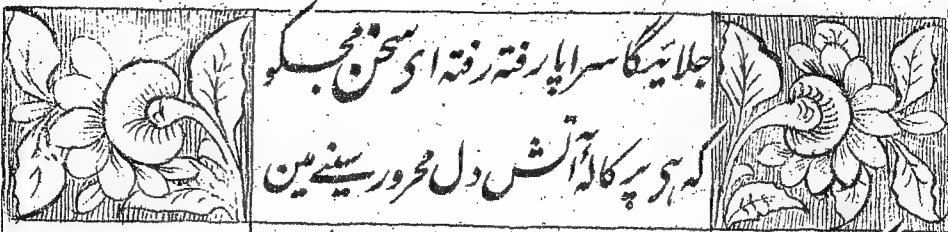
رازِ الفت کھل گیا رونے سے اپنے اسی سخن

کیا بُری خصلت ہوئی نام آنکھیں ہو گئیں



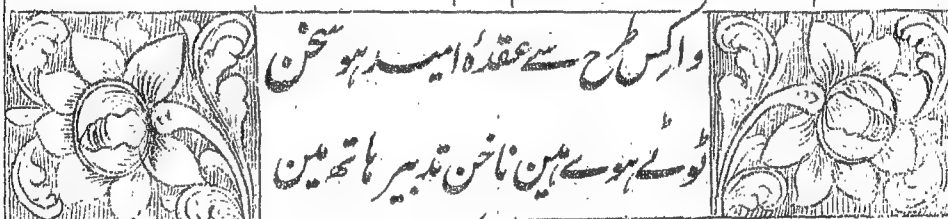
کہ گویا بنگیا ہی خانہ زہ نور سینے میں  
 بھری ہے سایا یان بھی گوانگور سینے میں  
 چراغِ طور ہے گویا دل پر نور سینے میں  
 دلِ مغرور اپنا اور بھی مغرور سینے میں  
 نہ پہلو میں شگافِ اپنے نہ ہے ناسور سینے میں  
 بہت بے چین ہے اب تو دلِ رنجور سینے میں  
 غمِ فرقت بھی رہتا ہے تراستور سینے میں  
 بنے ہیں صورتِ تو کیوں مگر ناسور سینے میں

ہوے ہیں نشِ غم سے اسقدر ناسور سینے میں  
 پچھوئے لختِ دل کے ہو گئے معرِ سینے میں  
 خیالِ روئے تابان سے منور خانہ تن ہے  
 جہانِ برائتیں و اک خوشین اسکی تو ہوتا ہے  
 بھلا تباؤِ دل سے کس طرح اربابِ مہرِ کلین  
 مسیحائی تمھاری کون سے دن کامِ آئیگی  
 کسی سے کچھ بھی ہے پر دشین ہم کہ نہیں سکتے  
 شکایت کس کی در پردہ ہوتی نظر آنکو



جلالتیگا سراپا رفته رفته ای سخن محب کو  
کہ ہر پر کا آتش دل محرو سینے میں

<p>یا عاشقون کا ہر خط تقدیر ماتھ میں اعجاز لب میں ہر توہی مائش ماتھ میں منت کی بڑی پائون میں زنجیر ماتھ میں رکھتا ہر گھڑی مری تصویر ماتھ میں بول اٹھے ہو جو بلبل تصویر ماتھ میں وہ ماتھ دے اگر دم تقریر ماتھ میں آئے ہو کیون لیے ہوئے شمشیر ماتھ میں</p>	<p>میں یہ لکیریں اوبت بے پیر ماتھ میں دست شفا بھی ہو لب معجز نابھی ہو پسنائی یار کو بھی فلک نے مرے غم وہ بد گمان ہو اسی کچھ اپنے سے ورنہ کیون معجز ناموہ دست نگارین میں یار کے کتا ہو دل کہ ابلی تو ہرگز نہ چھوڑے تیغ نگاہ کم نہیں عاشق کے قتل کو</p>
--	---



واکس طرح سے عقدہ امید ہو سخن  
ٹوٹے ہوئے میں ناخن تدبیر ماتھ میں

<p>کسی کا ہو جو دیوانہ اسے ہیشا رکھتے ہیں وہی پھر ہو غائب مہر دل آزار رکھتے ہیں متھارے چہرہ رنگین کو ہم گلزار رکھتے ہیں نہیں کہنے کی جو باتیں ہیں نہ ناز چا رکھتے ہیں چھبے جو پاؤں میں کانتا اسی کو خار رکھتے ہیں شب فرقت میں انکو کوکب تیار رکھتے ہیں</p>	<p>شراب عشق کے مخمور کو سرشار رکھتے ہیں یہ کیا ہو ای پری روجو تھیں لدار رکھتے ہیں دہن غنچہ ہو آنکھیں گس شہلا ہیں دگر و مجبوری تمھاری مان میں مان ہم بھی ملا ہیں جنوں میں تو پڑے تھے ہیں صحرا میں بہت تنکے شرار و سوز و آہ و نالہ و افغان و بے تابی</p>
--	--

یہ کس گلر کے شوق دید جان لہوئی تیری	کہ سب بے زکس شہلا تجھے پیار کتے ہیں
چلے میں ہم ربانی آنسے اپنا حال لکھنے	ولیکن دیکھیے کیا جا کے پیش پا رکھتے ہیں
یہ ضد کسی ہر مجھ سے بات بھی سننے نہیں ہی	وہی کرتے ہو صاحب جو تھیل غیار کتے ہیں
نہ جاؤ بیٹھ جاؤ ایک دو باتیں مری سن لو	ذرا کھنسا ہمارا نان لوائی پار کتے ہیں

سخن کچھ قدر شاعر کی نہیں ہر انس نے میں  
ہنس جاتے ہیں اب وہ لوگ جو اشعار کتے ہیں

گھر اُس نے کیا دلین جان اسے کتے ہیں	کیا بندہ نوازی ہر احسان اسے کتے ہیں
تھمتا ہی نہیں آنسو باران سے کتے ہیں	عالم کو ڈبو ڈالاطوفان اسے کتے ہیں
وصل اسکا نہیں ممکن ہجران سے کتے ہیں	نکلا نہ کبھی ل سے ارمان اسے کتے ہیں
دل چھین لیا میرا کتے ہیں رے دلبر	اور لیکے ہوا چپ جان اسے کتے ہیں
خط عارض ملکوں کا صنع ید قدرت ہی	تفسیر سے کتے ہیں قرآن اسے کتے ہیں
سجود مفرح سے بہت ہو اگال اسکا	کھاتے ہی ہوئی صحت جان اسے کتے ہیں
ہنستا ہی وہ عاشق کش و نہ پہرے دیکھو	بجلی اسے کتے ہیں باران اسے کتے ہیں
کہرتے ہو خطا ہر دم اللہ چپاتا ہی	دیکھو تو گنہگار و احسان اسے کتے ہیں
ہو اس شہ غوبی کا یہ رعب کہ در تک بھی	جانے ہی نہیں تیار بان اسے کتے ہیں
وہ اٹھ گئے پہاڑ سے آواز عدو سنکر	لا حول و لا قوۃ شیطان اسے کتے ہیں
ہر عمر ابد اسکی آب و دم خیر میں	اور حضرت خضر آب حیات اسے کتے ہیں



و شوارہی وصل اُسکا اور سہل ہو مر جانا  
مشکل اسے کہتے ہیں آسان اسے کہتے ہیں  
بیار محبت کو کیا جلد ہوتی صحت  
قربان ہوا اسپر دربان اسے کہتے ہیں

انجام کا ہو کھٹکامیسا بھوشش کی  
مذہب میں سخن اپنے ایمان اسے کہتے ہیں

دونوں عالم کا خیال بنائیں آتا دل میں  
جب سے تو آیا کسی کی نہ رہی جا دل میں  
ناامیدی کا ذرا دھیان جو آیا دل میں  
حسرتیں ہو گئیں اپنی تہ و بالا دل میں  
اک نشانی بھی ہوئے سے اور بھی ظالم  
ہو لب تیر کے بو سے کی منت دل میں  
تم جو تنہا مرے گھر آتے ہو اور شک قمر  
کیا کون تم سے خیال آتا ہو کیا دل میں  
کردے اک آن میں ہم تشنہ لبوں کو سیلاب  
رجم کر آتے ذرا ساقی دریا دل میں

مست رہتے ہیں سخن جام ہو وحدت سے  
فکر امروزہ بیان ہو غم فردا دل میں

متوں سے جو نہیں تھا کوئی مہمان دل میں  
رہ گیا آسکے ترسے پیکار کان دل میں  
جھکو دیتا ہر خجالت ترا پیکار دل میں  
کے نہیں سخن بھی ہو عورت مہمان دل میں  
بیوفائی کا کلمہ کیجیے اب کیا اے  
اپنے دہشتہ ہیں وہ آپ پشیمان دل میں  
سُنکے حال دل شیدا کو وہ بوشب وصل  
خیر سے آپکے بھی خوب ہیں ارمان دل میں  
دیکھ کر جھکو بظاہر تو رکارہ ہوتا ہے  
شاد ہوتا ہے مگر وہ گل خندان دل میں  
سیرے گھر میں جو قریب آئیں مریا کے ساتھ  
دون جگہ انکو پڑی خاطر مہمان دل میں

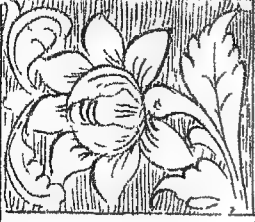
ٹل گئی آج تو نہایت سے اوکرو  
ورنہ تھا خوف بلب شب ہجران ل میں

اب تو اُسکے بھی نہونے کا الم ہوگا سخن  
ہر جدت سے غم فرقت جانان ل میں

تم کیوں ہو اس قدر مری جان اضطراب میں  
دشمن بھی کہہ رہے ہیں پیرے کس غناب میں  
پاؤں گدا واد بزم رسالت آب میں  
طاہر خط شعاع سی ہوا قباب میں  
کیا جانے آئی کیا دل خانہ خراب میں  
ڈالا ہر تو نے اے مجھے کس غناب میں  
جو کچھ کہ میں نے رات کو دیکھا خواب میں  
نرگس کے پھول آئے ہیں خط کے بویا میں  
کیوں ظلم و جور اسکے لکھن میں کتاب میں  
وہ آئے اور چلے بھی گئے آکے خواب میں  
پر ٹپاتی ہو شکن تیری طرف نقاب میں  
غصے سے وہ جو آئے ذرا چ و تاب میں  
رکے ہوئے ہو پاؤں کو گویا رکاب میں  
یوں دی تسلی آکے مجھے اضطراب میں

کیا گفتگو ہو غیر سے کچھ میرے باب میں  
رشک آفرین وہ نالے کیے اضطراب میں  
لکھا ہر شعر مدح شہر بوتراب میں  
وہ مہر آسمان جلال کہ جس کی تیغ  
پھر کو چہ رقیب میں جا کر ہوا ذلیل  
او دل خیال وصل تکر نہ چھوڑنا  
تیرے خیال شرم سے کیونکر زبان لایوں  
ایسا یہ ہو کہ اور ابھی کھنچ انتظار  
کیا اس سے دشمنی ہو مجھے غیر کی طرح  
کہنے بھی کچھ نہ پایا میں بیہوش ہو گیا  
کیا بات ہو کہ سیری طرقت سے بزم غیر  
بل آگیا کہ میں نزاکت تو دیکھے  
آئے ابھی اور آتے ہی خست طلب ہو گم  
آئے تو بوسے دیکھے پھر ہم نہ آئینگے

جی چاہتا ہوں شکوہ چاہا سے چھیڑ دوں  
کچھ کہہ کے انکو لاؤں ذرا پھر عتاب میں



بھیری مبتان سے سخن بچ گیا ہوں  
پیری کا لطف پاتے ہیں عہد شباب میں



اگر قدر کیجے تو مان بیچتا ہوں  
گھر چاہو اشک روان بیچتا ہوں  
میں ارزاں یہ نفس گران بیچتا ہوں  
کوئی لے تو میں بیڑیاں بیچتا ہوں  
دل اپنا پڑ استمان بیچتا ہوں  
ترے ہاتھ پر مغان بیچتا ہوں

مساع دل و نقد بد جان بیچتا ہوں  
مرے بخت دل لعل میں بول لیجے  
کسی کی نگاہوں پہ سودا ہوں دل کا  
جنون میں یہ بکستا ہوں دیوانہ تیرا  
آہی اسے لے کے وہ کیا کر نیگے  
میں اک جام پر اپنا سب دین ڈھب



یہ کیا ہے سخن تجھ کو سوا ہوا ہر  
کہ ہر دم ہر روز زبان بیچتا ہوں



کر داب و مان منہ دکھانے کی باتیں  
یہ ہیں رنگ اپنا جانے کی باتیں  
وہ کرنے لگے اب زمانے کی باتیں  
کر دہے صاحب نہ جانے کی باتیں  
وہی لایا اسے گلے زمانے کی باتیں  
یہ ہیں ہمارے زمانے کی باتیں

سخن کر چکے تم زمانے کی باتیں  
گاتا ہوں میں اس کے ہاتھوں میں مندی  
جنہیں بات کرنی نہ آتی تھی پہلے  
رہو لکھ میں یہ کہ کوئی شب تو مہمان  
ذرا تاہی ہو بھی دوزخ سے واعظ  
پڑھو خط مرا شیخ دیکھا اسے دشمن

کبھی بوسہ زلف مانگا تو بولے  
سخن مین ہی مار کھانے کی باتیں

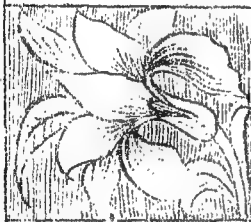
<p>کیا کروں لیکن نہیں مین میرے بس کی تیلیاں کیا یہ بودی ہو گئیں اگلے برس کی تیلیاں زیر وبال راست چپ و پیش و پس کی تیلیاں چھدری چھدری بھی اگر ہو تیں قفس کی تیلیاں اُس قفس مین رکھ مجھے جس کی تیلیاں روکتی ہیں نہتِ گل کو قفس کی تیلیاں جب تک اویسیا دہن تارِ نفس کی تیلیاں تیری حلین کے لیے لایا ہوں جس کی تیلیاں</p>	<p>ہم صغیر و تور ڈالوں مین قفس کی تیلیاں تو نے اویسیا کیوں بدلیں قفس کی تیلیاں کس طرح توڑوں کہ مضبوطی مین ہیں سب کی سی سیرکشن سے دل شیدا ہلتا کچھ دنوں دم پھرک جائیگا اویسیا گرمی مین مرا منع دل پنا بھی اڑ جائیگا مثل بوے گل ظاہر جان ہو مقید خانہ تن مین مرے تنکے مین چختا نہیں بے سود و حشت مین صنم</p>
---	--

ظاہر مضمون یہ ہے کہ ہاتھ آتا اگر سخن  
باندھتا اسکے قفس مین مین جس کی تیلیاں

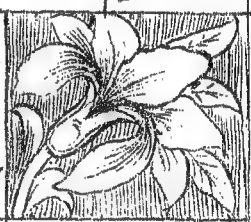
<p>قاتل تجھے دکھاؤں دف کی ہنر کو مین پہلو کو جسم کو دل و جان کو جگر کو مین فردوس سے نہ بدلوں گا ایسے سفر کو مین جانا مجھے کہہ رہا تھا چلا ہوں کہہ کر کو مین جان نذر دوں گا آج تو اس نامہ بر کو مین</p>	<p>بہل نہوں گناؤں کو آج اپنے سر کو مین تیرے مسم سے اُسکے بچاؤں کسے کسے عالم ہو سوزِ عشق مین ناچیم کا کعبے چلا ہوں کو چہ جانان کو چھوڑ کر سب کچھ وہ خطا ہے ہوے آتا ہی یار کا</p>
--	---

دیدار آخری ہو ذرا دیکھ لینے دو  
 بلواؤں تکو مضربِ احوال پنے گھر  
 تصویر یا رچھ گئی آنکھوں کے سامنے  
 اٹھو لگا میں نہیاں سے کبھی مثلِ نقش پا  
 قربان ایسے ناز کے دیکھا نہ اس طرف  
 یہ کہ کے جامِ موم مجھے اُس نے پلا دیا  
 یہ کیا کہ آج خون سے رنگین نہیں ہیں شک  
 اب کیا کسی کا شکوہ کروں کس سے کیا کروں  
 جسکے حرم تک نہ گذر ہو خیال کا

تم تیغ تو اٹھاؤ جھکا دو لگا سر کو میں  
 دکھلاؤں آج نالہ دل کے اثر کو میں  
 کل ناگمان جو خواب سے اٹھا سو کو میں  
 تکتا رہو لگا یا تر سے رہ گذر کو میں  
 بیٹھا ہوا تھا بزم میں اُنکی جدھر کو میں  
 کچھ جانتا نہیں ہوں اگر اور مگر کو میں  
 کچھ برخلاف پاتا ہوں ل سے جگر کو میں  
 دل سے کے آپ چور بنا عمر بھر کو میں  
 کیونکر بتاؤں اُسکا پتا نامہ بر کو میں



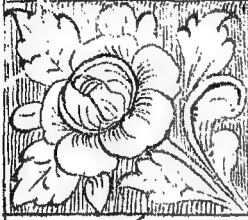
فرست ملی کبھی جو تصور سے یا ر کے  
 جاؤ لگا آپ اے سخن اپنی خبر کو میں



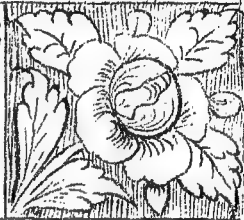
قبائے کون و مکان حضرتِ غوثِ الثقلین  
 صاحبِ جود و کرم عقدہ کشاے عالم  
 آشکارا کن اسرارِ خداوندِ من  
 نظرِ لطف و عنایات و کرم ہو جائے  
 خاتمہ تحریرِ مجاہدین سے عاجز ہو  
 نفسِ آمارہ مرادِ پُر ایدہا ہو بہت

کعبۂ امن و امان حضرتِ غوثِ الثقلین  
 دستگیرِ دو جہاں حضرتِ غوثِ الثقلین  
 واقفِ سرِ زمان حضرتِ غوثِ الثقلین  
 جانبِ خستہ دلاں حضرتِ غوثِ الثقلین  
 اور قاصرِ زبان حضرتِ غوثِ الثقلین  
 دستِ یحییٰ کو امان حضرتِ غوثِ الثقلین

بجر عصیان سے نکالو مجھے زن کر دو	ایسی بجائے زمان حضرت غوث الثقلین
صوفیوں میں میں سب سے دو وظائف برحق	مجلو ہو در زبان حضرت غوث الثقلین
بوجہ عصیان کا بس اب مجھے نہیں ٹھسکتا	ہو بہت بار اگر ان حضرت غوث الثقلین



فوج غم شکر اندوہ نے آگھیرا ہے  
اب سخن جا بے کہان حضرت غوث الثقلین



مجت میں بتانِ خوب روئی ساز کرتے ہیں	جسے مشتاق پاتے ہیں کسی پر ناز کرتے ہیں
چراتے ہیں دل عاشق یہ کافر چھوٹے ہیں	سچے ہی میں نہیں آتا کہ کیا انداز کرتے ہیں
عنایت نکی ہو میری حقیقت کیا ہو مجھ کو	نگاہ ناز سے وہ دیکھ کر مت از کرتے ہیں
حقیقت میں جنہیں ہو عشق وہ کچھ بھی نہیں کہتے	کنارہ گور تک الفت کا مخفی راز کرتے ہیں
تکلم حب کیا میرے تن بچان میں جان آئی	نہیں کرتے ہیں باتیں آپ تو اعجاز کرتے ہیں
فدا میں ہم تو ایسے ظالمان جو رپرور پر	جو ظلم اپنا شمار عاشق جا بنا کرتے ہیں
تجھے افشائے راز عشق میں اک شوی ہتی ہو	شکایت جب تری اودیدہ غماز کرتے ہیں
گلاں نسے کیا انکے تغافل کا توف ریا	سبھی معشوق اپنے عاشقوں پر ناز کرتے ہیں

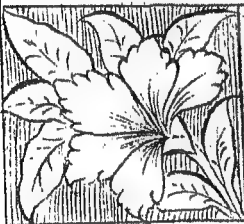


بتانِ ماہ و شمس کے بوند لعل و عارض کا  
سخنِ ناحق میں پایہ بند حرمِ آزر کرتے ہیں

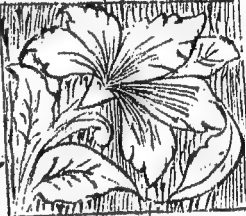


وہ کس ادا ہے مجھ پر شیر کھیتے ہیں	گویا اجل کی سیرِ تصویر کھیتے ہیں
کیا حسرت شہادت ہوتی ہو دل کو اپنے	پسلو سے جب کسی کے ویر کھیتے ہیں

کم ہو گئی ہو دشت کیا دشمنوں کو سے	کیون چارہ گرا بھی سے زنجیر کیچتے ہیں
دل شاد آج اپنا کرتے ہیں وصل سے ہم	اپنی تھاری اک جا تصویر کیچتے ہیں
ٹھہرا نہ امتحان میں بھاگاریب آخر	پہچان کر سکر شمشیر کیچتے ہیں
ہنسیار اسے فرشتہ آگاہ کر دیا ہو	اب دل سے ہم بھی آہ دلیکر کیچتے ہیں
کافی ہو مجھ کو آنکے ابرو کی ایک جنبش	ناواں ہیں جو مجھ پر شمشیر کیچتے ہیں



حیران ہوں اور سخن میں کیا آنکا ہوا راہ  
بیتھے ہوئے جو یہی تصویر کیچتے ہیں



بہت ہیں زندونِ حلاوت و زرگر کی توقیر میں	دوان بیتے طبع اُنکے یہاں بٹی ہیں زنجیر میں
عنایت سے جنوں کی مجھ کو ستغفار کامل ہے	کہ یہ صحران کو وہ دوست ہیں اپنی ہی جاگیر میں
ہماری بھی نگاہوں میں ہے اک محبوب لاثانی	مری تصویر سے دیتے ہیں محشوقوں کی تصویر میں
وہیفے بھی پڑھے زربھی دیار و تے رہ برہنوں	بہت کچھ کر چکے ہیں وصل کی ہم اسکے تبرین میں
کرو یہ اہتمام ایک برس تو موسم گل میں	کہ ہنوطوق منت تم ہمیں پہناؤ زنجیر میں
پری روکھا نہ نقاشِ دل نے آپ کھنچی مابین	اداون کی تری لاکھوں ہی سیرِ دل پہ تصویر میں
بھلا اسی چرخِ تبتلا تو انصاف اسکو کہتے ہیں	زنجیر خوش ہوا اور ہوا پون میں سیف زنجیر میں
دیادول میں نے اور شہِ بغا میں خوب کین مجھ پر	ہوا جرم ایک مجھے اور یلین سو اسکی تعزیر میں
خیال زلفِ جانان سے فقط مشہور و حشی ہوں	گلے میں طوق ہے اپنے نہ ہیں پون میں زنجیر میں
جدا پاہ نہیں تجھ سے کبھی دم بھر بھی میں اسکو	کروں کیونکہ نہ پھر میں اپنے لیے دل کی توقیر میں



اسی کا ذکر ہی ناچار چوستا ہوں میں ورنہ	خدا کی شان نامح اور کرے یوں مجھے تقریریں
نہ وہ مائل نہ دشمن پائمال اپنا ہی قسمت	ہو میں کیا آہ میرے نالہاے دل کی تاثیریں

ہو اجاتا ہوں دل ٹکڑے مجھے جب یاد آتی ہیں	سخن وہ وصل کی شب یارب کچھ اسکی تقریریں
--	--

وہ اپنا جلوہ دکھا چکے ہیں مری نظر میں سما چکے ہیں  
 لگا ہیں سہسے لڑا چکے ہیں فدائی اپنا بنا چکے ہیں  
 پھر اپنے گھر وہ بلا گئے ہیں غضب کا مشرودہ سنا گئے ہیں  
 پھر انکے دم میں ہم آگئے ہیں کہ جسے دھوکے اٹھا چکے ہیں  
 جیستہ ہوا ہمدرد اور اگساں جھٹ کر وہ اصلا  
 کبھی نہ ظاہر ہو زخم جسکا وہ تیغ ایسی لگا چکے ہیں  
 غضب خدا کا یہ بدگمانی کہ سعادت بھی مری نہ مانی  
 نہ دوہیں رنج یا رجاں کہ بس کیا اپنا پا چکے ہیں  
 یہ سنگدل جان کے ہیں دشمن دل انکے پائے ہیں نہ ہیں  
 بتوں کی الفت میں مشفق من بہت سی ہم خاک اڑا چکے ہیں  
 کبھی جواتے ہیں وہ خوشی میں تو بھپتی کہتے ہیں دل لگی میں  
 اسی طرح سے ہنسی ہنسی میں وہ ہر کو اکثر بنا چکے ہیں  
 اتنی ہیبت ہیں تا کہ ہم انکے جور و جفا اٹھا سکیں

عدو کو پاس نہ رہے بھائی کہ جبکہ ہم ناز اٹھا چکے ہیں  
 کیا ہر تیغ نگہ سے گھائل بنایا تنہا ہمیں بھی بسمل  
 بنو گے تم کیوں نہ میرے قاتل کہ تم سے آنکھیں لڑا چکے ہیں  
 مقبے نہیں ہنسی کے معاملے میں یہ دل لگی کے  
 کہیں یہ جھگڑے بھی عاشقی کے کسی سے اور چھٹا چکے ہیں  
 ندبے انداز میں سفر میں کہ بیٹھے ہیں ہم تو رہ گزر میں  
 بلایے آنکھوں اپنے گھر میں کہ جبکہ گھر آپ جا چکے ہیں  
 اگر ہر شوق شہادت اور دل تو مان تو ہے بسوے قاتل  
 خبر نہیں تجکو باے غافل رہے وہ قاتل میں آپکے ہیں  
 فنا ہر گرجہ یہ ساز ہستی مگر نچھوڑینگے مری پرستی  
 گزار دینگے یہ فاقہ مستی جہاں سے دل تو اٹھا چکے ہیں  
 کروں خط لکھے جائینگے ہم ہزار الفت جائینگے ہم  
 کبھی نہ یاد آنکو آئینگے ہم وہ بہکودل سے بھلا چکے ہیں  
 نہیں کچھ اس مرگ میں تکلف ہم ایسے مرنے پر تے لطف  
 اجل کوئی دم کو کر توقف سنا ہر دم تک وہ آپکے ہیں  
 عجب طرح کی ہر دل کو ابھن کہ چہر گئی ہے اسکی چہن  
 غضب ہوا ہو گیا وہ شہن کہ جس سے ہم دل لگا چکے ہیں

کرے وہ کیا پُرگراف وعدہ کہ جسکاستے خلاف وعدہ  
 کبھی کر لگانہ صاف وعدہ اسے تو ہم آزما چکے ہیں  
 ہماری بھی کچھ عجیب غریب جفا کی پھول کو بستجور  
 پھر اپنے شے کی آرزو ہو جو ہم کو پہلے مانا چکے ہیں  
 کہا کسی نے مجھے بتا کر کہ بیٹھے ہیں کیون الگ یہ جا کر  
 کہا یہ اس گل نے مسکرا کر ہم انکو پروں مانا چکے ہیں  
 نہ کر زیادہ کلام ساقی نہ ہے نہ تمام ساقی  
 بس اب نہ ہو کو جام ساقی بہت مزین ہم آچکے ہیں  
 کوئی جہان میں ہر ایسا یا رو ہو نہ الفت میں رنج جسکو  
 اسی نجات میں مائے ہم تو بڑی مصیبت اٹھا چکے ہیں



سخن کہاں ہو یہ کیا غضب یہ بات تم سے بہت عجیب  
 شکایت بانگی بسبب ہر گلے وہ نکو نکا چکے ہیں



لے لیے بوسے گر ہنہ پٹ کے لاکھون  
 سیکڑوں رنگے اس راہ میں بھٹکے لاکھون  
 ٹوٹے جانے کے ہوئے خار سے پھٹ کے لاکھون  
 اور پابند تری زلف کے لنگے لاکھون  
 چڑھتے ہیں تیرے تیرے بہت کے لاکھون

گرچہ اس رخ نے ہم کو دیے جھٹکے لاکھون  
 منزل عشق کو آسان نہیں ملی کرنا  
 بہت دشت میں گھسین جہان میں کی مرے  
 سیکڑوں یا تری کا کل چان کے اسیر  
 کون ایسا ہر اب دل کے مرے نہ بچنے کی

نہیں کرتے رہے ہم وہ پریشان رہے	اور شب وصل میں ہوتے رہے کھلے لاکھوں
جان سینے میں ہوا دردم ہمراہ تو ٹھون پر	اب بھی آؤ کہ یہاں کام ہیں اگلے لاکھوں
سادگی پر تری مرتے ہیں ہزاروں شوق	اور صدقے ہیں پری روتی ہر شے لاکھوں
بے نیازی سے کہتے ہیں خبر بھی نہ ہوا	مثل منصور یہاں وار پر لگے لاکھوں

دشت و جشت میں سخن پہنے کسی کی نہ سنی	خار و سحرے جنوں راہ میں لگے لاکھوں
--------------------------------------	------------------------------------

بوسوں کے دینے میں ہر تحصیل قابل کیوں	اس درجہ ہو گئے ہر صنم تم بخیل کیوں
بہر خدا ہر ایک سے ملنا تو چھوڑے	اوقات ایسی رکھتا ہو کہ فرذیل کیوں
دشمن کو مار لیتے ہیں بے وقت امتحان	دیکھا نہ تھے اس صنم جبریل کیوں
میں خاکسار مرج کے قابل نہیں جناب	اتہ آپ کرتے ہیں مجھ کو ذلیل کیوں
اُس سے عبت اُسید ہو تجھ کو فلاح کی	تیری مدد کر گیا سپر محبیل کیوں
لقب دیر جو ہوتی گرہ در گرہ مری	دیتے وہ میری عقدہ کشائی میں ڈھیل کیوں
کیوں مر گئے نہ رشک عدو سے فراق میں	کوچہ میں تیرے جا کے ہو ستم ذلیل کیوں
سر جابے اپنا آپ گلا کاٹ کر غیب	ہو تیری تیغ ناز کاٹ لقمہ قاتل کیوں

لیتے کبھی کبھی جو سہ اسکی تم سچ	رہتا سخن فراق میں اب تک طیل کیوں
---------------------------------	----------------------------------

ذرا تاثیر دیکھو آسمان اب تک ہو کھمبہ	کیا تھا ایک نالہ پہنے اپنی زندگی بھر میں
--------------------------------------	--

ضعیف ناتوان ایسا ہوا ہوں ہجر و لبرین  
 پیرا و جہاں کو کامیرے جب قاتل کے بھرین  
 سمانی ہو ہی اب تو دلِ ناکام و مضطرب  
 وفائے غیر کا تاغذر آنکو ہونہ مستثرب  
 خیالِ ناتوانی بھی گذر تا ہو کر ان تن پر  
 فلک نے سبکی پر سیری شکستہ ہائے  
 سناؤں کس طرح حالِ دل پر دروہیں اسکو  
 مرضِ عیش و عشق کے خاکِ شفا کا کام کرتی ہو  
 کسے نظروں سے ہم عالم کی جتنے نظر بلی  
 کسی کا درمہجرا و چارہ گر ہو جان کے پہلے  
 کبھی داغِ جگر سوزان بھی ہو داغِ دلِ روشن  
 کسی سے کچھ ذرا سیکس تو ہوتی جانِ نکلین کو  
 سرسبز آرزو اسکا نیکساں سائبان ہم پر  
 پیگاہِ جوار سے مفتون رہیگا چشمِ جانان پر  
 نہ لائے تابِ سوزِ عشقِ جگر خاکہ ہو جائے  
 بلا کر آنکہ تم مجھ کو چھری سے قح کرتے ہو  
 ستم بھی کر ہو ستم پر تو اس گردنِ گردان کا

لپٹ جاتا ہوں کروٹ لیتے ہی اک تارِ شہرین  
 نگہ کی طرح نہماں ہو گیا و چشمِ جوہرین  
 عدو کی شکلِ بکر جائیں کن یا کے گھڑین  
 گولہ ہی ہو گی شہن کی ہمارے خون کے مضرین  
 تصور کی بھی گنجائش نہیں جسمِ لاغرین  
 نمایان قطرہ شبنم نہیں پون کی چادرین  
 قیامت ہو کہ مجھ سے بھی بکر جاتا ہو دم بھرین  
 اثر دیکھا ہی خاکِ زمین کے سے دلبرین  
 زمانہ بچ گیا ہے تھارے ایک تیورین  
 جگر میں قلب میں ہلچل میں آہ میں سیدہ و سرین  
 چراغِ اک روز جلتا ہو شبِ ہجرانِ مگرین  
 غضبِ یہ ہونہ تم پہلو میں ہو میرے دل میں  
 سوا اینٹ سے یہ جسمِ آئین کا خورشیدِ شہرین  
 یہی مضمون لکھا دیکھا ہو ساقی خطِ سائین  
 جو لکھ کر بازہ دون میں حالِ بالِ شہرین  
 کہو تو لطفِ آہن ہو کہ تھاس تیر خنجرین  
 ازل کے روز سے روشن لکھی تھی مقررین

محبت ای ستم و مغرور ہو دنیاے فانی پر  
 ہو انصاف بھی حیران ہمارے گری خون سے  
 نہیں ملتا نشان اپنے دل گم گشتہ کاشائے  
 پر پرواز اگر منتقار سے کھولے تو کیا کھولے  
 یہ کیا باعث ہے چور و چستے بکسوئے کرتے ہیں  
 حسینوں کی پیریں ہر مہنگا ہیں سیر زخموں  
 محبت کی نظر سے دیکھ کر قتل کر مجھ کو  
 اثر دیکھا مرے مضمون بتیابی کا اوقاقل  
 گیا جسدِ مہمان سے کچھ نہ تھا دستِ سنگدین  
 کہ لاکھوں پڑ گئے چھلے زبان تیز نشتر  
 کہیں ہم بھول آئے کو چہ زلفِ معبر میں  
 کہ مدت سے نہیں ہو طاقت پروازِ شہرین  
 کرامت کچھ تو ہے میرے سر شاکِ یدِ تہین  
 آلی دے وہ قوت دستِ باز و سترکین  
 ملا دے زہرِ اوسفاک کچھ تو آبِ خجھر میں  
 پھر مرنے پہ بھی باقی ہے باز دے کو تہین

مجھے کیا خوف سوز آفتابِ روزِ محشر ہے  
 سخن چپ جاؤنگا میں امنِ آلِ پیمبر میں

دروختِ گر نہیں مجھے کچھ درد نہیں  
 وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں  
 ہی محو یا کہ قتل ہوا کچھ خبر نہیں  
 اس بے وفا پہ پہننے کیا اپنا دل نثار  
 اتو ہمارا حال یہ ہے عجب ریا میں  
 اچھا ہوا یا جو مرے دل کو آپ نے  
 اپنی شبِ فراق ہو آفت و گرنہ یاں  
 وہ درد ہے کہ جسکی دوچار اگر نہیں  
 پہاویں میرے آن جو وہ سیمین نہیں  
 یا نامہ بر کا میرے وہاں تک گذر نہیں  
 بسکو ہمارے حال کی مطلق خبر نہیں  
 گر شام ہو گئی تو امید سحر نہیں  
 لیکن غضب یہ ہے کہ پھر اسے نظر نہیں  
 وہ کون سی ہرات کہ جسکی سحر نہیں

<p>             ہر روز اُنکے ظلم ہیں مجھ پر نئے نئے              گھر سے کیا قیب سید رو ہزار شکر              دے نفع ہر کسی کو جو مقدور ہو تجھے              ضد آپڑی ہو مجھ سے یہاں تک تو اب اس              میں کیا ہوں اور کون ہوں جاتا ہوں کس طرف              دل لے گیا ہو چھین کے اک شوخ بیجا ب              زیب بدن ہو مائے وہ پوشاک چھپی              دکھلائے کیون نہ وہ رخ پر نور و بدم              مانند اسکی آنکھ کے جا دو نہیں کوئی              رفتار میں قیامت صغریٰ ہو آشکار              دم بھر میں شوخیوں سے کبھی یان کبھی دہان              یہ ہیں اس قدر کہ کسی جا نہیں قرار           </p>	<p>             کیونکر کہوں کہ یار کو مجھ پر نظر نہیں              عترب میں آج تو مرا شک و قمر نہیں              بیکار وہ شجر ہو کہ حسین شمر نہیں              ہر سو نگاہ ہر مری جانب مگر نہیں              اس بزم سے نکل کے مجھے کچھ خبر نہیں              جوش شباب سے جسے اپنی خبر نہیں              آنچل فقط ہر دوش پہ بالائے سر نہیں              جسکی مثال دہر میں شمس و قمر نہیں              مثل اُسکے رو و زلف کے شام و سحر نہیں              اٹکیلیوں کی چال پہ کچھ نہ نہیں              دیکھا ابھی ادھر ابھی دیکھا اُدھر نہیں              بے رحم اس قدر کہ کسی پر نظر نہیں           </p>
---	--

شکو غم فراق کا بیکار ہو سخن  
 خالی جہان میں رنج سے کوئی بشر نہیں

<p>             اسے واسے اتفاق کہ وہ راہ پر نہیں              کیوں دلو آج خواہش زخم جگر نہیں              یان نالے وہ کہ جنہیں فرا بھی نہیں           </p>	<p>             کربھی وہ کبھی آتا ادھر نہیں              تامل وہ جذب جانب تیغ دو سر نہیں              اسکو خیال عاشق شوریدہ نہیں           </p>
--	---

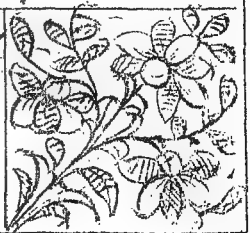


ایر ام قتلِ قابلِ نازکِ مزاج کو  
خانہ بدوشِ پھرتے ہیں ہم خانانِ خراب  
در ماندگی بھی عشق میں کیا چیز ہو رہی  
جلوہ یہ کس کا میری نظر میں سما گیا  
جس نے کہ دل کو گھر ترا سمجھا تو پھر اسے  
لاغر ہوا وہ سوزِ درون سے کہ اب مرا  
حد سے زیادہ غصہ آبی کا صرف ہو  
اپنا تو بے یار میں عالم ہو دوسرا  
شاید شبِ فراقِ شبِ وصلِ غیر تھی  
جان ہو قداے عشوہ ناز و اداسے دوست  
سمجھو ابھی نہ تم کہ شبِ وصل ہو گئی  
رشتکِ آفرین وہ منزلِ مقصود ہو جہان  
پھر جاتے میرے سر پہ تعجب کی بات ہو  
مانا کہ مجھے ربطِ لطاف ہو خلاف ہو  
خود رفتہ ایک میں ہی نہیں اسکی راہ میں

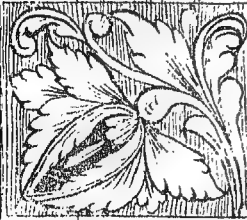
اور میرا سر وہ جسکی مجھے بھی خبر نہیں  
گھر کیا بتائیں دل میں تمہارے تو گھر نہیں  
نامہ اگر لکھیں تو کوئی نامہ بر نہیں  
بے خود یہ ہوں کہ کچھ مجھے آتا نظر نہیں  
کعبہ ہو یا کہ دیر کم از رہ گذر نہیں  
طوقِ کلو ہو حلقہ بیرون در نہیں  
دریا روان ہو آہ مری چشمِ تر نہیں  
جس جا میں ہوں وہاں کی کسی کو خبر نہیں  
ہو صبح تیرہ رنگ وہ نورِ حس نہیں  
مرنا ہوا قتل پہ کچھ منحصر نہیں  
نورِ شکستِ رنگ ہو میرا حس نہیں  
بند خندہ اسے غیر کوئی راہ نہیں  
وہ آبِ تیغِ آپ کی جوتا کہ نہیں  
لیکن یہ کیا کہ غیر سے تلو کو خنجر نہیں  
لاکھوں وہ گم شدہ ہیں کہ جسکی خبر نہیں



ہم شفت کی میں شعر کا کس کو سخن مانے  
فرمانشون یاروں کی لیکر نہیں



کچھ کر و عشق میں شفا ہی نہیں	اس مرض کی مگر دوا ہی نہیں
کس سے جا کر کہیں حقیقت دل	کوئی یان در و آشنا ہی نہیں
میں نصیبوں کو اپنے روتا ہوں	آپ کا کچھ مجھے گلا ہی نہیں
دشن جان میں دونوں کیسوی بھی	اک فقط کا کل رسا ہی نہیں
جو رضا پر نہ اسکی راضی ہو	بائے وہ بندہ خدا ہی نہیں
کیا ہی خوش ہیں ہم ای ساقی	پے جاتے ہیں اور نشا ہی نہیں
وصل اس بت سے اور نہ ممکن	ہاں مگر مرضی خدا ہی نہیں
اسکی الفت میں ہر سکور و ناہر	عمر بھر جو کبھی ہنسا ہی نہیں
کیا کہیں جسم زار کی حالت	برسوں گزرے ہیں کچھ غذا ہی نہیں
ای تو کیوں غرور کرتے ہو	کیا ہمارا لکھ خدا ہی نہیں
کیچھے جسم میری حالت پر	اور کچھ میری التجا ہی نہیں
چاہتا ہوں نہ بولوں اس سے مگر	دل تو کبھی مانتا ہی نہیں
ہم خفا ہوں تو افسے کیونکر ہوں	انکے غصے کی انتہا ہی نہیں
ایک دن کو جو ہم کہیں جا ہیں	ہر دن انکا پھر تپا ہی نہیں



نجا و دکھلاتے اسے سخن لیکن  
آج میرا وہ ملت ہی نہیں



جسکہ پہلو میں دلربا ہی نہیں	دل لگانے کا پھر مزا ہی نہیں
-----------------------------	-----------------------------

ہم تو اس یو فاپہ مرتے ہیں	جسکو سلسل سر وفا ہی نہیں
دل خدا جانے کیا ہوا میرا	مدتیں گزریں کچھ پتا ہی نہیں
سامنا افسے ہو گیا جسم	پھر سمجھ لو کہ رنج بہتا ہی نہیں
اپنی قسمت کی بھی شکایت ہو	کچھ گلاہس کو یار کا ہی نہیں
جیب و دامن سے کیا عرض ہو	اب جنون کا وہ دلو لا ہی نہیں
جس سے تسکین دل ہو وقت میں	اس سے بہتر کوئی دعا ہی نہیں
نازد انداز بھی تو آفت ہیں	کچھ قیامت تری ادا ہی نہیں
دل لہو ہو جگر بھی پانی ہو	اتو پاس اپنے کچھ رہا ہی نہیں
جو تمھاری ادا کے بسمل ہیں	بعد مردن اُنھیں فنا ہی نہیں
خود وہ ناد مہین اپنی غفلت پر	اب شکایت کی افسے جا ہی نہیں
ہم جفا میں تو لاکھ بار سہیں	تسکو لیکن سر جفا ہی نہیں
پوچھتے کیا ہو میں فدا تم پر	اور کچھ اپنا اجرا ہی نہیں
آتے وہ کیا کہ عمر بھر جس نے	کوئی وعدہ وفا کیا ہی نہیں
وقت آخر عجب مراد رمان	چارہ گرا تو کچھ رہا ہی نہیں
کیا ہمیں زندگی کی ہو امید	وہ ترا حُسن جان فرا ہی نہیں
انکا خنجر وہی نگلے پہ مرے	کسی گردن پہ جو رکھا ہی نہیں
وہ مجھے رنج دے میں کف نکر وں	صبر کی سیرے انتہا ہی نہیں

جیسے کچھ گو یا جانتا ہی نہیں

کتے ہیں مجھے کیا ہی بیٹھا ہی

اے سخن اُس کو دل دیا ہے  
بے جو کچھ بھی جانتا ہی نہیں

یاس وہ ہو کہ دعا ہی نہیں  
یاد ایتو کوئی دعا ہی نہیں  
زندگانی کا کچھ مزا ہی نہیں  
کیا کروں میں تری قضا ہی نہیں  
نالہ دل مگر دعا ہی نہیں  
اس سے بڑھ کر کوئی بلا ہی نہیں  
مذہب عشق میں روا ہی نہیں  
اُس طرف کی مگر ہو ہی نہیں  
حشر تک جنکا فیصلہ ہی نہیں  
جبکہ بیٹھا تو پھر اٹھا ہی نہیں  
میرے حصے میں کیا قضا ہی نہیں  
صبر اب طاقت آزمای ہی نہیں  
لطف قاتل کی انتہا ہی نہیں  
لیکن اُن کا یہ دعا ہی نہیں

ایتو اُس سے کچھ التجا ہی نہیں  
صرف دربان یا رہو بھی حکیم  
وہ نہ آیا تو اُسکی فرقت میں  
بولا قاتل لگا کے اوچھا ہاتھ  
ہم فلک کے دھوین اڑا دیتے  
زلف کپیچ میں پڑے انسان  
شکوہ دل شکایت معشوق  
یار تک تو پہونچتا میرا غبار  
حسن اور عشق کے وہ جھگڑے ہیں  
مثل آواز میں بھی اُس در پہ  
چاہتے ہیں مگر نہیں آتی  
شورشین عشق کی کسے دکھلائیں  
زخم دل پر نہک چھڑکتا ہی  
مڑ کے بھی کاش بھوکو چین ملے

پھر خجہ سدا گلو قاتل	مستی اسکی کچھ ہی نہیں
دم رکا ہر روان میں آنسو گرم	پانی ٹھنڈا ہوا کیا ہوا ہی نہیں
سبزہ خط سے تو بھی ہر خون ریز	سرخ سبزی سے کچھ حنا ہی نہیں
دلربائی کا لطف کیا ظالم	جبکہ پہلو میں دل رہا ہی نہیں
اُسکے نادر کو دوں جگہ میں کہاں	حسرتوں سے تو دل میں جا ہی نہیں

ہم سنائیں تو لاکھ بار سخن	ہائے لیکن وہ مانتا ہی نہیں
---------------------------	----------------------------

میل تیرا صنم ہوا ہی نہیں	تجھ سے ازما تا بہ ما ہی نہیں
جس کو چاہا اُسی کو لے ڈالا	وہ زمانہ وہ عہد شاہی نہیں
اُسکے دربان سے کیوں بگڑا میں	میں تو عاشق ہوں کچھ سپاہی نہیں
کر کے قصیر دین اُسے الزام	یہ تو ادا نہ ہو عذر خواہی نہیں
ترک عیش اور مجھے ہو تو بہ	ناسخا میں تو ایسا واہی نہیں
موت آئی نہ دشمنوں کو مرے	کب قضا میں نے اپنی چاہی نہیں
اشک سے عشق اُنپہ کیا ہوشیارت	طفل کی منت بگوا ہی نہیں

دیکھ کر اُس کو چو نکتے کیوں ہو	سخن دہلوی ہر را ہی نہیں
--------------------------------	-------------------------

رہو کل کو تیرے پیکان سے ہم دیکھتے ہیں	ہاتھ دھونا پڑا اب جان سے ہم دیکھتے ہیں
---------------------------------------	--

آج اُس شوخ کو جہان سے ہم دیکھتے ہیں  
 ہاے کس حسرت داران سے ہم دیکھتے ہیں  
 آج بگڑی ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں  
 یہ مقامات تو دیران سے ہم دیکھتے ہیں  
 ہاتھ عاجز ہو کر یہاں سے ہم دیکھتے ہیں  
 یہ بہت دور تری شان سے ہم دیکھتے ہیں  
 شان خاق تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہیں  
 افس کا فر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہیں  
 گرد اٹھتی ہوئی میدان سے ہم دیکھتے ہیں  
 کھدو تم اپنے ہی ایمان سے ہم دیکھتے ہیں  
 اور بیٹھے ہوئے حیران سے ہم دیکھتے ہیں  
 اور اڑا دیتے ہو اُس کان سے ہم دیکھتے ہیں  
 سیر گلشن ترے احسان سے ہم دیکھتے ہیں  
 صدقے تجھ پر اسے سو جان سے ہم دیکھتے ہیں  
 لوگ سنتے ہیں فقط کان سے ہم دیکھتے ہیں  
 یاس میں بھی بڑے ارمان سے ہم دیکھتے ہیں

یوں نہ دیکھتا کبھی جلوہ جانان ہنہ  
 جاتے ہیں بزم سے تیری تو تجھے پھر پھر کر  
 بہکورو کا تھا تو غیروں کو اجازت کیوں ہی  
 مسجد و مسکدہ و دیر میں رونق ہی نہیں  
 ضعف میں جوش جنون وشت نو دی کسی  
 اپنے دیدار سے عشاق کو رکھے محروم  
 کیا کہیں تجھ کو صنم ہو یہی ہو حیرت  
 خال ہند و رخ روشن پہ تھارے ہر عیان  
 شاید اس ست کو آتا ہی مرا شاہ سوار  
 سرنگون بیٹھے ہیں ہم تو ہیں لگا ہیں نیچی  
 آئینہ تجھ کو دکھاتے ہیں پری روغیاں  
 حال دل میرا تم اس کان سے سن لیتے ہو  
 کھول دیتا ہی تو صبا و قفس کے روزن  
 گرچہ حالت نہیں اب دل میں ہمارے لیکن  
 اس کے ظلم و ستم و جور و جفا کو ہر دم  
 اس محبت کا برا ہو کہ تجھے او ظالم

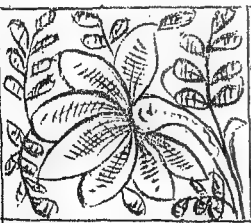
راہ پر اُس بت بے مہر کو لایگا سخن

یہ تو باہر ترے اسکان سے ہم دیکھتے ہیں

کہ جسکے دل میں انکار جی مان میں نہیں  
یہ پھول وہ ہیں کہ ڈھونڈو تو بستان میں نہیں  
کہ اب وہ لطف مری چشم خورشید میں نہیں  
سمجھ لیا کہ اثر نالہ و فغان میں نہیں  
یہ بات سچ ہے تو اب جان میری جان میں نہیں  
وہ برق اور ہے جسکا پتا جہان میں نہیں  
اب آئے سننے کہ طاقت مری زبان میں نہیں  
نہ کرتے آپ اگر میرے امتحان میں نہیں  
خیال وہ ہے کسی کے بھی جو گمان میں نہیں  
تری طرح سے طلاق مری زبان میں نہیں  
گذاڑ خواب اگر چشم با سان میں نہیں  
مزا جو خضر کو بھی عمر جاوداں میں نہیں  
سوائے آتش نعم مغز استخوان میں نہیں  
ذرا بھی دماغ کہیں آج آسمان میں نہیں  
کہ ہر صغیر کوئی اپنے آشیان میں نہیں  
کہ تاب جو رمرت جسم ناتوان میں نہیں

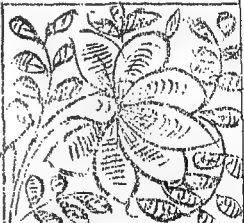
تری طرح کوئی پیمان شکن جہان میں نہیں  
سرشک کب مری مژگان چکان میں نہیں  
و کھاؤں سیر حین کیا خیال جانان کو  
وہ ظلم مجھ پر کیے جائیں جس طرح چاہیں  
سننا کہ غیر بھی ہاتھوں سے اس کے نالان ہیں  
جلایا جس نے نفس میرا موسم گل میں  
ہمیشہ نال ویا تنے حال دل نہ سنا  
عدو کو آج دکھاتا میں لطف جاننازی  
کہاں تم اور کہاں میرا کلبہ اخزان  
ہر ایک بات کا کیونکر جواب دون صاحب  
جنون میں خاک اڑا کر بناؤنگا اندھا  
وہ لطف مرگ نصیب شہید الفت ہو  
کچھ ایسی آگ لگائی ہے سوزش دل نے  
یہ ضعف آہ تو دیکھو کہ صاف ہے مطلع  
بہار آتے ہی صبا دھو گئے دشمن  
وہ روز کرتے ہیں اسوائے ستم ایجاد

چڑک چڑک کے اُسے یاد کیوں دلائیں ہم	جہاں بات خاطر صیاد و باغبان میں نہیں
ستم کی فکر نہیں مج کو یہ تر و در	کہیں نہ وہ کہ درست آپ امتحان میں نہیں
نہ جائیو کبھی اُسے غیر کوے جانان میں	بلا جووان کی زمین میں ہوا آسمان میں نہیں
ضرور جذب دل قیس را بہر ہوگا	مہار ناقہ اگر دست ساربان میں نہیں
ہوا ہر مد نظر کس کا پاس رسوائی	کہ ضبط اشک سے آواز تک دمان میں نہیں
نہ آہ و نالہ ہوا لب پر نہ دل میں شور و فغا	کوئی صد امرے اشکوں کی کاروان میں نہیں
نگاہ ہو تو ہر اک جا اُسی کا ہر جلوہ	مقام یا معیت کسی مکان میں نہیں
ستم کہ قتل میں عاشق کے دم شکستن تک	کیجے ہی جاتے ہیں وہ شور الامان میں نہیں
ہجوم یاں میں ہدم میں کس طرح سے کروں	وہاں وہل صنم جو مرے گمان میں نہیں
سٹا دیا ہی ہاں تک تو چہہ ساتی سے	کہ جابے سجدہ ترے سنگ آستان میں نہیں
وہ آئیں ہر عیادت عدو کے ساتھ کر	مزا وصال کا اس مرگ ناگمان میں نہیں
غرض تو یہ ہو کہ دم بھر نہ مج کو چین لے	قرار و ہر کو اس واسطے جہان میں نہیں
وہ دور تھے تو مجھے دشمنی ہر ایک سے تھی	وہ پاس میں تو کوئی دوست اچان میں نہیں



سخن خموش بس اب سامعین کو رنج نہ

کہ اختصار ترے غم کی داستان میں نہیں



دلیت وا وا



دنیا میں کوئی قید ہی دامن بلا نہو

دشمن اسے حلقہ زلف دو تانہو

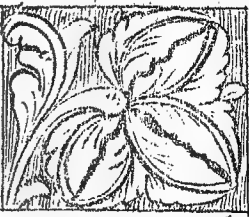


ابرو وہ کیا چھی ہوئی حسین قضا نہو  
 ہاجر بتان میں ہو گئے ہم ایسے بے قرار  
 مرقہ یہ کیے گامے خوب سوچ کر  
 اس بد گمان سے حال کہیں کیا غضب ہو  
 دشمن کے ہم تو ناز اٹھائیں تھے لیے  
 یارب کیا یہاں سے جس طرح وصل  
 کچھ لطف زندگی مجھے مل جائے وصل میں  
 کر دوں وہیں یہ اپنا ہو پانی ایکس میں  
 بھگو نہ کیہ مہر و محبت کی آنکھ سے  
 گھل کر یہاں فراق میں دین اپنی جان ہم  
 بوسہ ہی مانگا اور تو کچھ بھی نہیں کہا  
 مطالب کی بات سنتے ہی مجھے وہ جیلہ سکا  
 کیوں قدر کر رہا ہوں مرے دل کی اندون  
 واعظ کی خشک باتوں گے گہرا نہ جانے دل  
 آنکھیں چرائیں تنے بھی بزم رقیب میں  
 ہر چہ در شک غیر عذاب الیم ہو  
 مرنے کا لطف کیا ہو کہ عالم کا ہوا جو ہم

کس کام کا وہ حسن ہو حسین ادا نہو  
 پیسے نہ اکر وہ کسی کے خزانہ  
 آریہ سے آپ کے کہیں محشر بپا نہو  
 کہتا ہوں تیرا اور کہیں دل لگا نہو  
 اور تجھے حق دوستی کچھ بھی ادا نہو  
 معشوق یا یون کسی سے کسی کا جدا نہو  
 تم مجھے بار بار جو اسے جان خفا نہو  
 گر خون دل سے روز مرا ناستا نہو  
 او بیوفا کہیں ترے دل میں غانا نہو  
 اور کچھ خبر تجھے بت ناستا نہو  
 اتنی سی بات پر تو مری جان خفا نہو  
 یوں چپ ہوا کہ جیسے کسی نے سنا نہو  
 شاید کسی کو اُس نے کہیں دل دیا نہو  
 حسین کہیں بھی ذکر بت مہ لقا نہو  
 یہ تم سے کیوں نہو مرے تم آشنا نہو  
 لیکن نہو تو عشق میں کچھ بھی مزا نہو  
 اور نیش پر وہی بت ناستا نہو



لازم ہی ہو عاشق ناشاد کو سخن



پسند حرص و آرزو لبست لانا

قسمت میں جو درد کی ستمگر لکھا نہو  
شکوہ رقیب کا ہو تو یس رکھا نہو  
رقار سے غرض ہی قیامت ہو یا نہو  
اے دل یہ کیا کیا ترا ظالم مبرا نہو  
ظالم ہر ایک پر تو ستم آزمائے نہو  
منصور تو نے دعوی الفت کیا نہو  
تو ظلم کر کے سب میں ستمگر مبرا نہو  
پھر کیا ہو جبکہ خون بھی دل میں رہا نہو  
اُس گل کا اور بند بقاء ہے وا نہو  
وہ مجھ پہ مہربان جو دم بھر ذرا نہو  
مجھ وہ کر ستم جو کسی پر کیا نہو  
دل کا ہمارے مرگ کہیں مدعا نہو  
افتادہ مثل گرد کوئی اے جہان نہو  
تا باز پرس تجھے بروز جہان نہو  
میں چاہتا ہوں مجھ کوئی دوسرا نہو

وہ تیرا تھان میں کیونکر خطا نہو  
بے ربط ساتھ دونوں کا ذکر و فانا نہو  
یہ تم سے کون کتنا ہی محشر بپا نہو  
کیون ظلم ہے کے اُسکو ستمگر بنا دیا  
خون ہونہ جائے مفت کسی بے گناہ کا  
حق کو کسی طرح سے نہیں مستحق دار  
مرنا ہی جنگو وقت پہ مرجائے وہ آپ  
مانا کہ خون دل ہو غنڈا ہجر یا رہیں  
اتدرے اضطراب سرور شب وصال  
نجاؤں ہائے دشمن جان اپنا آپ میں  
دل مستمند طرز جنساے جدید ہی  
ہر لحظہ اضطراب کا کھٹا نہیں سبب  
اُس گل کے رہ گزرا میں چل دیکھ کر ذرا  
دشمن کو مار لینے ہے پھر تکل کر مجھے  
ظالم جنساے جو گا کر ہے خاتمہ

کیوں اندون ہر عرش کے اوپر مراد مانع	دشمن کوئی نظر سے تھاری گرا نہو
محتاج بھی اتفاق قضا و قدر کہ تم	جب تک نہ آؤ روح بھی تن سے جدا نہو
اندری سخت بت نا آشنا مزاج	ملتا ہر یون کہ جیسے کبھی آشنا نہو
ناخوشین اجابت حق پر رہون نثار	شد مندہ قبول جو سہری دعا نہو
ذوق ستم مین م بھی نہ مارا شب فراق	نالہ بھی زیر لب ہی کیا تار سا نہو
رہنے نہ پائے حسرت و ارمان و یاس و غم	تم دل مین یون رہو کہ کسی کی بھی جا نہو

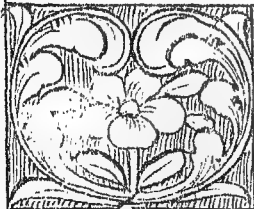
کافی ہو اسکی تیغ تبسم سخن مجھے

نازک ہو اس سے کہدو کہ تیغ آزما نہو

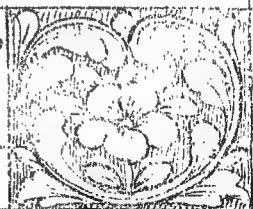
کس قدر طول خاموشی نے کیا گم محکو	یا دلچہ بھی نہ رہے طرز تکلم محکو
ہوں وہ لاغر کہ مرا اشک ہو قلم محکو	جوشش گریہ ہو دریا کا تلاطم محکو
اپنی ہستی و عدم پر ہو تو تھم محکو	استدر بخودی شوق کیا گم محکو
اسکے کوچے سے چلی آتی ہو آواز رقیب	آج سونے نہیں دیگا یہ تو تھم محکو
ہو گئی ضبط سے خاموشی ہو عادت اپنی	آپ اب دیکھئے نہ تکلیف تکلم محکو
محو کس رخ کا ہوا ہوں کہ شب فرقت مین	روز تکتے ہیں عجب سے مدہ و انجم محکو
تجھ سے ہمہر کی الفت مین ہوین و تا ہوں	اپنے رونے پہ خود آتا ہوں تبسم محکو
مین بھی شتاق ہوں ہو جا تھاری ہی خوشی	واسطہ غیر کا اب قتل کر دتم محکو
سب سے ہر قطع نظر شوق جہا مین اسکی	اب کسی سے بھی نہیں چشم تر حم محکو

ساقیادیکھ لے بھٹلا کے پس خم مج کو  
 آج تک یاد ہو اسے جان وہ تہم مج کو  
 ہو گیا جوش خون میں یہ تو تہم مج کو  
 اب تو گریہ سے نہیں تاب لگام مج کو  
 ہاتھ سے اپنے اگر قتل کرو تم مج کو  
 آگے عیسیٰ بھی جو بالین کہیں تم مج کو  
 عالم کون و مکان پر ہو تقدیر تم مج کو  
 مثل موسیٰ نہ رہی تاب لگام مج کو  
 کیا اسی واسطے لاتے تھے یہاں تم مج کو  
 دل نے گر پایا تجھے پاس کے کیا کم مج کو  
 یاقین ہونہ مجھے چاہتے ہو تم مج کو  
 دل بھرا تاہو تو آتا ہو تبسم مج کو

بے ترے حکم کے اک قطرہ کو مچھپہ حرام  
 شکر انا بھی ترا وصل پہن اک آفت بہت  
 کپڑے چاڑو لگا تو رسوا وہ مقرر ہو گئے  
 ہاسحا اور کسی وقت یہ باتیں ہونگی  
 موت کو اپنی سمجھ لوں میں حیات سادی  
 بے ترے پانوں کی آواز کے مرکزہ اٹھوں  
 میں تو تھا علم الہی میں ازل سے پہلے  
 وصل میں جلوتہ جانان سے یہ بہوش ہوا  
 ترے کوچے میں یہ دل کتا ہو مجھ پر چمک کر  
 عشق میں لیس کے دینے یہ پتھر میں کیسے  
 جہتہ ہو سکے آزار و بے جا و صنم  
 رشک صد غمش و غمکین ہو سرت میری



دل میں طوف حرم عشق کا ہو غم سخن  
 پائے کر وغریب سے تبسم مج کو

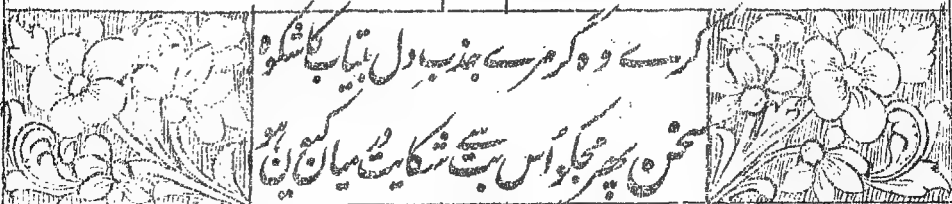


شکایت شکر کی جا ہو تو پھر نہ میں بان کیوں ہو  
 مری گردن تمھاری تیغ کو سنگ فنا کیوں ہو  
 اگر تو دوست ہو میرا تو دشمن آسمان کیوں ہو

کسی کا درمہجران بحث شور و فغان کیوں ہو  
 خیال رشک قتل غیر سے نہ ہو کیوں نہ مر جان  
 ستم جو کچھ میں مجھ پر ہن قطرہ تیرے تھا غل سے

ہماری داستان سننے سے جسکو نیند آجائے  
 عذابِ عالم فانی دلیلِ رستگاری ہو  
 مجھے دیکھو جہان تک نہجِ ہجران تجس کو دنیا ہو  
 رضا پر تیری راضی ہوں مگر اتنا کو نگاہ میں  
 کر دتم مجھے باتیں پیار کی اور میں کہہ دوں تم سے  
 وہ کہتے ہیں کہے جاتو جہان تک تیرا دل چاہے  
 تم سے شوقِ لقائیں مرگ عاشقِ زندگانی ہو  
 بوقتِ مرگ کیوں کوئی ہمارا دماغ دل کیجیے  
 غلط ہو بدگانی تیرے ملنے کی رقیبوں سے  
 کر لگا کوں فیصلِ عاشق و معشوق کا جھگڑا  
 مزارِ کھلائیگا تجس کو وہ اپنی بقیراری کا  
 تمہارا لطف میں پنہانِ ستمِ حبیب میں سمجھتا ہوں  
 ابھی تو میں ہی زندہ ہوں تمہارا ظلم سننے کو  
 ہماری لاش پر آکر ستم کو یوں لگا کہنے

تو پھر اس بجز سے ماجرا اپنا بیان کیوں ہو  
 نہ تو کُلفِ حق شاملِ ستمِ مجس پر بیان کیوں ہو  
 غمِ فرقتِ ترا ظالمِ نصیبِ دشمنان کیوں ہو  
 ستم ہو یا کرم جو کچھ ہو مجس پر نگاہان کیوں ہو  
 عذر جو پاس بیٹھا ہو وہ میرا ہزاران کیوں ہو  
 ترسے مطلب کی باتوں پر ہمارے ہاں کیوں ہو  
 مثالِ خضر مجس کو نہ عمر جاودان کیوں ہو  
 ملے جو جان کے بدلے وہ دولتِ لگان کیوں ہو  
 گمانِ میرا جہان جائے ستم کو تو وہاں کہیں ہو  
 کسی کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیوں ہو  
 ابھی سے سروای قاتلِ شہیدِ تفتہ جان کیوں ہو  
 تو کیوں پوچھوں کہ مجس پر ستمِ ہزاران کیوں ہو  
 ستم کا تو نہ غمخیزوں پہ صرف امتحان کیوں ہو  
 اگر بیابانی دل ہو تو یہ خوابِ گران کیوں ہو



یاد آئے جو وہ گیسوے پریشان مجس کو  
 دشتِ شست بھی ہوا ناخدا زندان مجس کو

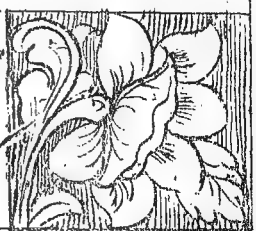
اپنا سایہ بھی نظر آتا ہے عریان مجھ کو  
 اپنے سینے سے لگاؤ نہ مر جان مجھ کو  
 تنگ کرتے ہیں بہت اب مرا ران مجھ کو  
 میں وہ عاجز کہ نہیں مرگ بھی آسان مجھ کو  
 آئینہ پھینک دیا دیکھ کے حیران مجھ کو  
 چاہیے ایک نیار و درگزیان مجھ کو  
 کیا نہیں جانتا ہے آپ کا دریاں مجھ کو  
 رنجِ راحت ہے تو ہر دو بھی دریاں مجھ کو  
 تجھ سے ہونا ہے جنوں دستِ گریبان مجھ کو  
 چوں کہ ڈالیں گی تری جنبشِ دامن مجھ کو  
 ایسا مرنا نہیں منظور مری جان مجھ کو  
 اب نظر آتا ہے کہ سون کا سیاہان مجھ کو  
 اک نظر آتے ہیں دمِ جان کے خوان مجھ کو  
 بھول جانا نہ کہیں ان شبِ ہجران مجھ کو  
 ہو گیا دل بھی ترے ہجر میں ارمان مجھ کو

کر دیا عشق نے کیا بے سرو سامان مجھ کو  
 یوں ہی رہنے دو دمِ مرگ پر ارمان مجھ کو  
 و مبدم ایک نئی چھیر چلی جاتی ہے  
 تم وہ نازک کہ تمہیں قتلِ مرثاں ہے  
 ٹٹے ری ساوگی اُس کو بھی وہ عاشق سمجھا  
 سرو سامان نہیں اور دستِ جنوں تیرے لیے  
 اتنی تاکید مرے باب میں کس واسطے ہے  
 اب تو تیرا ہی غمِ عشق ہے غمخوار مرا  
 پھر ہمارا کی کوئی دامن صحرا تبلا  
 آتشِ عشق مرے پر بھی تو بھڑکائیگی  
 دم نہ نکلیگا اگر لاؤ گے تم غیر کو ساتھ  
 اے جنوں دل نے مرے دستِ حرا پائی  
 تنگ گئے ڈھونڈ کے قاتل نہ لاکوئی حسین  
 رات کی رات کا مہمان ہے مرا جانِ مہمان  
 کاش پہلو سے نکلا جائے کہ ہو چین مجھے



جنبہ ہی عشق میں آخر کو سخن کام آیا

کوئی شکل ہو نظر آتی ہے آسان مجھ کو

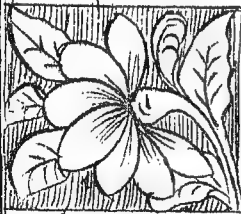


حال دل اشک آہ سے پوچھو	ان ہی دونوں گواہ سے پوچھو
مجھے کیا پوچھتے ہو حالت دل	اپنی ہی تم نگاہ سے پوچھو
زاہد اسکی شان رحمت کو	جھجھکنا گناہ سے پوچھو
ذرا ذرا مین نور ہی اسکا	شک جو ہو مہر و ماہ سے پوچھو
لذت زخیم تیغ تاتل کو	کچھ نہ مجھے بے گناہ سے پوچھو
میرے دل کی تباہی وقت گلہ	اسکی نیچی نگاہ سے پوچھو
مسئلہ کوئی ہو نہ بحث کرو	ہاں شریعت کی راہ سے پوچھو
یہ نہ تھے ہو اکبھی کہ ذرا	میرے حال تباہ سے پوچھو
لب تک آنے بھی ہو گیا دشوار	ضحت کو میری آہ سے پوچھو
نہ کوئی غیر سے صلاح یہ ہی	دوستی کی جو راہ سے پوچھو
سیری صورت ہی آکے دیکھ نہ لو	حال تم کون گواہ سے پوچھو
دل جو میرا تھاری زلفون مین	اپنی طرف کلاہ سے پوچھو
کس کو مارا کسے کیا گھائل	کچھ تو تیغ نگاہ سے پوچھو

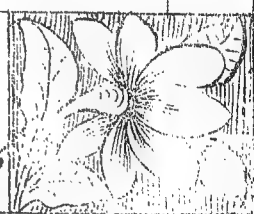
ہو گد اے در رسول سخن  
مرتبہ اسکا شاہ سے پوچھو

چشم گریان راز دل افشا ہو	دیکھنا طوفان کوئی بر پا نہ ہو
تسکو ہر دم اور کچھ ہو یا نہ ہو	آئینہ ہو زلف نہ ہو اور شان نہ ہو

اُس سے احوال سوچ کر بلنا ذرا	و کیسنا ظالم کہیں دیکھتا ہوں
جلد ہو محشر کہ ہم اُس سے کہیں	آج ہمسے وعدہ فردا ہوں
مجھ کو اب شکوہ کسی سے کچھ نہیں	کیا کرے کوئی جو دل اپنا ہوں
وہ دکھا جو جلوہ اپنے حسن کا	و کیسے کاغیر کو یا را ہوں
آج وعدہ وصل کا ہوتا وفا	تیری جب مرضی نہیں اچھا ہوں
میرے گریہ کی شکایت غیر سے	مجھے طوفان دیکھے کیا کیا ہوں
میں بھلا کیا اور یہ رعب عشق کیا	تم تو اپنے حسن میں کیتا ہوں
ایک عالم ہوتا شالی ترا	اس قدر تو مجھ و خود آرا ہوں
ہاں شکایت جب کروں میں غیر کی	بتجسس جب ظالم مجھے شکوا ہوں
وقت آخر وہ اگر آئے تو کیا	گفتگو اب اُن سے ہو بھی یا ہوں
قنہ مشرب بھی ہو تو کچھ نہیں	جو تری رفتار سے برپا ہوں
دل مرا لیکر چھپانے سے غرض	راز دشمن ہو کہ جواں شا ہوں



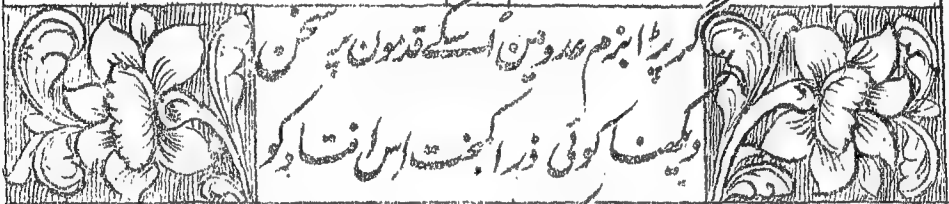
دیکھ لو جی بھر کے آج اُنکو سخن  
دل خدا جانے کہ کیا ہو کیا ہوں



پھینک دینے کے چیر کر ہلو دلِ ناشاد کو	کیا کر نیگے رکھ کے ہم اس خاغانِ برباد کو
مجھ سے کیا کیا آفتیں گزریں تمہارے ہجر میں	بیٹھ جاؤں تو لو دم بھر مری روداد کو
نورِ حقیقت اس خراب آباد کی	جو نہ سمجھے کہ پورے اس نیاے بے بنیاد کو



اشک خون سے بسکری رنگین ہمارا جسم مار	زخم کا کچھ بھی پتا ملتا نہیں جلا د کو
ایک گل میں بھی نہ پانی ہے تو بوسے وفا	غور سے دیکھا بہت اس گلشن احیا د کو
اور بھی تکلیف قاتل کیا ہی چھڑکا ہو تک	غیر کیا جانے بھلا اس لذت بیدا د کو
کستور گلچیں جگر خون کن مری فریا د ہو	جب سنا نالہ مرا غش آگیا صبا د کو
یاد رکھ اے چارہ گر کر اس کے سر مر جاؤ لگا	لنگ ہو میرا کہ پاس آئے دون میں جدا د کو
تیری انداز کم کی عالم تصویر نے	کرو یا محبت اسامی و ہزا د کو
اہل مشر کو یقین ہو دن وہ ماتم میں کٹے	لا میں جب محشر میں تیرے کشتہ بیدا د کو



وہ آنے فرآنے کا انداز تو دیکھو	اے ہمدون یہ وصل خدا ساز تو دیکھو
مارا نگہ ناز سے ٹھوکر سے جلا یا	اُس رشک سے سجا کا یہ عجز از تو دیکھو
اعدا کو تعظیم بجاتا ہوتا ہمار	گھر میں مرے انیار کا اعزاز تو دیکھو
ہر دل کو ہمارے ہوس عرش سے	منع قفس عشق کے پہ واز تو دیکھو
کیا دیکھا ہو تنے ابھی دنیا کا تاشا	ہاں چشم تغافل ہو اگر باز تو دیکھو
کہتے ہیں سچہ لونگا خبر دار میں تم سے	کھل جائیگا الفت کا اگر راز تو دیکھو
کس حسرت دار مان سے دم توڑ رہا ہو	مقتل میں سوئے عاشق جانبا ز تو دیکھو
کیا یونہیں راکر تے تھے بگڑے ہوئے مجھ سے	تم آج کل اپنا ذرا انداز تو دیکھو

کس ناز سے کہتے ہیں سخن آتے ہیں ہم بھی  
آواز کے قسربان یہ آواز تو دیکھو

یہ احتشام یہ زیبائش سمنو	جلوین آپ کی گریب از منو
جنون کے ساتھ بیابان میں کھل کھلین	بہار میں جو ہمیں ابکی قید و بندنو
چڑھے وہ بام حقیقت پہ سطح زاہد	کسی کی زلف کی جب تہ میں کھنڈنو
کسی کو آپ سمجھتے نہیں جان میں حسین	بشر کو چاہیے اتنا بھی خود پسندنو
کمال عشق میں صدمہ ضرور ہوتا ہے	محال عقل ہو اس میں اگر گزندنو
کسی کی زلف کی ہر جہل میں گمشدی	کہ میرے دام تعلق میں پائے بندنو
وہ چشم کیا جو ترے واسطے ہو کر یاں	وہ قلب کیا جو پریشان و درد مندنو
وہ دل نہیں جو ترے ناز کا نہو پال	وہ سر نہیں جو نشان پر تری بلندنو
ہجوم یاس میں جب تک کا کوئی ٹھہر	وہ قبول بھی جب تک الٹی بندنو
یہ دہر جو درجزا اسکی بی نیاز ہے	کہ اسکو بھی کہیں ناز و تباہ پسندنو
عدو کو کرتے ہو میرا نہیں تنہائی	یہ تم سے کیوں نہ تو تم میرے درد مندنو

یہ حکم ہے کہ کرو صبر اور بہ بھی چندے  
ہو تو کیونکہ قسرت سے سخن دو چندنو

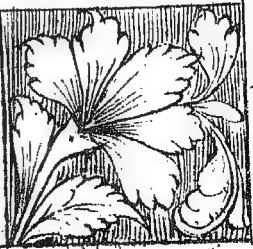
اس طرح غربت میں ہر محکوم کی آرزو	جیسے بلبل کو قفس میں ہو چمن کی آرزو
ہو کسی کو عمر بھر سیر چمن کی آرزو	ہر بیان تو اک مژدہ برہمن کی آرزو

عاشق شیدا جو پر حسرت نہ ملے خاک میں  
 کس قدر آوازہ صحراے الفت میں وہ کو  
 ایک تازہ زخم ہو پلو میں ظالم اور بھی  
 خار ہو گا دشمنوں کو جب وہ آئینکے بیان  
 مگر کشی میں تھا تامل ہو کو لیکن کیا کریں  
 خط یہ بلجائے جو بوسہ چاند سے رخسار کا  
 ہائے کس حسرت سے اپنی جان شیریں کو وہ  
 اسکو بھی قاتل نے سینے سے نکالا کھینچ کر  
 جگو اسکو ایک جا کر دے تو کیا دشوار ہے  
 جسکے وعدوں کیا ہو سیکر دن ارمان کا خون  
 نام لینے سے ہم آغوشی کے ہو جسکا فشار  
 کام آجائگی جس اہل ہوس کو ہو غرض  
 دل میں کیوں آئے خیال غیر کے ہمراہ وہ  
 ڈال دو مال تم اپنا جو میری لاش پر  
 مجھے پُر ارمان کو کھو کر یہ کہو گے ایک دن

کیونکہ بر آتی کہو چرخ کمن کی آرزو  
 تھک کے جو کرتے ہیں آخر راہزن کی آرزو  
 ہی یہی اب تو مرے زخم کمن کی آرزو  
 کم نہیں ہے مجھے کچھ اس گلبدن کی آرزو  
 جب ہی ہر ساقی تو بہ شکن کی آرزو  
 برہمن دل کو کون اسکو گمن کی آرزو  
 اور یوں رہ جائے دل میں کوہن کی آرزو  
 تیر تھا وہ یا کہ تھی مجھے خستہ تن کی آرزو  
 آرزو کچھ میری کچھ اس شہن کی آرزو  
 پھر بھی دل میں ہی اسی بیان شکن کی آرزو  
 ہائے دشمن اور اس نازک بدن کی آرزو  
 مانگ کر بچلے وہ مجھے خستہ تن کی آرزو  
 جگو خلوت میں نہیں اس انجن کی آرزو  
 خضر بھی کرنے لگیں ایسے کفن کی آرزو  
 قبر پر روتی ہے یہ کس خستہ تن کی آرزو





غیر کے ارمان دل منکے بدولت آپ کے  
 دل کی دل ہی میں رہی لیکن سخن کی آرزو



گاہ شکوہ ہو جو کچھ گفت گو ہو  
 دم کر یہ منتا بل کر عدو ہو  
 فلک تیری کجی کو مانتا ہوں  
 وہ ناز حسن ہی مت کو کہ گویا  
 چلون میں آپ ہی فاصد تیرا تھ  
 جنون کے ہاتھ سے ہیں تنگ رہ نہ  
 گریبان ہو تو کچھ تدبیر کیجے  
 کمر میں تو جسے رکھتا ہی قاتل  
 نہیں سنتا وہ بے پروا کسی کی  
 شکایت پر وہ کرتے ہیں گلہ یوں  
 منالینے کا اک موقع ہی ملجائے  
 کہ دن کیا حشر میں ادا اور حشر  
 وہی جانے تری چالاکیوں کو  
 ہمارا حشر تو یوں ہی مناسب  
 بڑا الفت کا ہو تم سے بھی ہر شک  
 اگر ہوا تمنا نا جورا سکا  
 تمنا ہو تو ہو تیری تنبا

اسی سے کیوں نہ چکر دو بدو ہو  
 تو مجھ کو دیکھ کر بے آبرو ہو  
 نہیں ممکن کہ سید عالم سے تو  
 جہان میں ایک تم ہی خبر دو ہو  
 کہانتک خط میں شرح آرزو ہو  
 ہمارا ذکر ادویوں کو بکو ہو  
 دل صد چاک میرا کیا رفو ہو  
 وہی خنجر ہو اور میرا گلو ہو  
 پھر اس سے کیونکہ شرح آرزو ہو  
 کہ مجھ کو پھر نہ جائے گفت گو ہو  
 اسے جو روٹھنے کی مجھے خبر ہو  
 اسے دیکھوں کہ تجھے گفت گو ہو  
 جسے تیری طرح وعدہ کی خبر ہو  
 کہ بس ہم ہوں و مان اور ایک تو ہو  
 سمجھتا ہوں کہ تم میرے عدو ہو  
 تو پھر مرنے کی کیونکر آرزو ہو  
 اگر کچھ ہو تو تیری آرزو ہو

<p>یہ آہ اشس اگر بہر عدو ہو          لگا ہوں میں ہماری جب کہ تو ہو          کبھی تو دل کی پوری آرزو ہو</p>	<p>مجھے دو دل کے ماتم کی اجازت          نظر کیونکر پڑے اپنی کسی پر          ادھر آؤ گلے لگ جاؤ یہ</p>
	<p>سخن ملنا نہیں آسان اُسکا          عس و کو لاکھ اُسکی جستجو</p>
	<p>دل و لبت ملائے ہو</p>
<p>جس طرح ہو سپاہ شاہ کے ساتھ          دم نکلیا یگا اک آہ کے ساتھ          دل کھنچا جاتا ہو نگاہ کے ساتھ          ظلم تیرے جو ہوں بناہ کے ساتھ          یہ فنا ہو گا ایک آہ کے ساتھ          اے فلک تجھے کینہ خواہ کے ساتھ          مقرب ہوں مگر گناہ کے ساتھ          بہر گمان مجھے خیر خواہ کے ساتھ          کیا ہو نسبت پھر اسکو راہ کے ساتھ          یوں بسر کی جو عز و جاہ کے ساتھ          کر جسے جو مست اک نگاہ کے ساتھ</p>	<p>اُسکی مرگان ہر یونگاہ کے ساتھ          ہنشین کچھ نہ پوچھ حال مرا          جذب ہو کس بلا کا آنکھوں میں          کبھی تیور پہ اپنے میل نہ آے          آسمان کی بھی کچھ حقیقت ہو          مگر کہ روز چاہیے مج کو          یوں تو بیشک گناہگار ہیں ہم          کیا ہو تنہائی میں جو گہراے          مہر تابان پہ جو چشمک زن          یہ کہ ہم بقا تر کہ الفت میں          جام و محبت کو دے دی گئی</p>

کعبہ و دیرین گنج کو

انس ہی تیرے جلوہ گاہ کے ساتھ

تو نے دیکھا نہ شہسوار مجھے

میں تو تھا تیری گرد راہ کے ساتھ

ہر سخن عشق میں وفا لازم

پہا بھی چاہیے بناہ کے ساتھ

چلگئی گرتی تیغ ستم آہستہ آہستہ

سک کر ہم بھی دینگے اپنا دم آہستہ آہستہ

کیا ہر ضعف میں نامہ رقم آہستہ آہستہ

تو قاصد کا بھی اٹھا ہر قدم آہستہ آہستہ

خبر کیا پوچھتے ہوسا لکان راہ الفت کی

گئے وہ لوگ سب سوے عدم آہستہ آہستہ

اگر تم چاہتے ہو میں نہ بسمل ہوں تہ خنجر

تو بھر چلتی ہو کیون تیغ دو دم آہستہ آہستہ

نہیں چننا کبھی مارا ہو اس زلف پیچا لکا

اثر کرتا ہو اس افی کا ستم آہستہ آہستہ

نشہ افلیم و صحر اہوں ہوا کھانے نکلتا ہوں

جنون کے ساتھ رکھتا ہوں قدم آہستہ آہستہ

اگر کر کیوں نکلتے ہو غرور و کبر و غوت سے

زمین پر غافل رہو قدم آہستہ آہستہ

نہ بل کھاتے مگر بار نزاکت سے کہیں دیکھو

زمین پر ناز سے رکھو قدم آہستہ آہستہ

فریب اس کے کرینگے جان وینگے اپنے عشق کا

انھیں یان لائینگے ہم دیکے دم آہستہ آہستہ

اثر تو یہ ہے کہ میں ضعف و ناتوانی کا

کہ پڑھتا ہوں مرے خط کو صنم آہستہ آہستہ

نہیں شکوہ فقط تیرا سوا تیرے ہی او ظالم

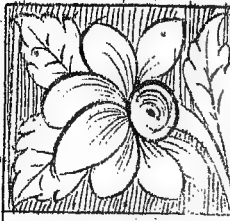
بت سے ہو گئے ہم پر ستم آہستہ آہستہ

اگر یونہی رہیں اس کی شہ و اعطی پوچھ جائیں

تو مٹ جائیگا نام جام جسم آہستہ آہستہ

حسین کو دیکھ کر چون میں پتھر پل ہو اپنا

کہہ چھے اسکے ہولیتے میں ہم آہستہ آہستہ



و باتا ہوں شبِ وصلت جو آنکے پاؤں کسٹین  
سخن تجکو مرے سر کی قسم آہستہ آہستہ

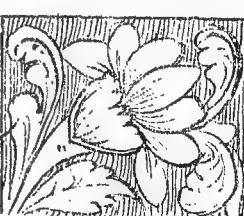


ایں خوش اقبال و توقیرِ سحاب و آئینہ  
صاف و کھلائی ہے تصویرِ سحابِ آئینہ  
میرے آگے کیجئے تقدیرِ سحاب و آئینہ  
ایں پری پیکر یہ ہیں تیر سحاب و آئینہ  
برق اور جوہر ہیں زنجیرِ سحاب و آئینہ  
دیکھ لو کیجا ہے تصویرِ سحاب و آئینہ  
تھی ازل سے یوں نہیں تقدیرِ سحاب و آئینہ  
دل میں اس بت کے ہیں تاثیرِ سحاب و آئینہ  
چشم عاشق سے ہے تصویرِ سحاب و آئینہ  
منجھڑے دکھلا سے تصویرِ سحاب و آئینہ

یا رب بھی کرتا ہے تقدیرِ سحاب و آئینہ  
قطرہ افشان کا کل شکیں رخ پر نور پر  
میں خدا زلف و رخ ہوں میں سنو گار این  
میری آہ نارسا تیری نگاہ بے پناہ  
میں اسیرِ آفتِ گیسو و رخِ صنم  
میرا رونا انکی حیرت سیر کا ہنگام ہے  
گریہ و حیرت خدا نے دی انھیں کیا کیجئے  
کہ رقیق القلب ہے کہ صاف ہے وہ سنگدل  
اشک ہے پر آب وہ دیکھے سے یہ حیرت زدہ  
اک نظر دیکھو جو دونوں کی طرف ہی شاہد ہے



دل میں رہتا ہے خیالِ سن لہنخ کا ایں سخن  
ایک جا پہنچی ہے تصویرِ سحاب و آئینہ

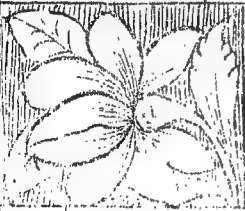


یہی ہے حال تو ای مہربان خدا کی پناہ  
کہ سکے کہتے ہیں سب الامان خدا کی پناہ  
تجھے ہمیشہ دل نہا تو ان خدا کی پناہ

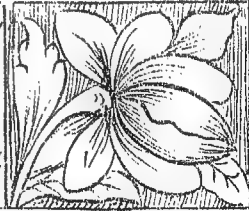
ذرا سی بات پہ ہے زبان خدا کی پناہ  
فغان کا طرز ہے ہر وقت گفتگو میں مری  
کشا کشِ خم گیسو سے تو رہے محفوظ

یہ ضعف ہو کہ اشارہ بھی ہو نہیں سکتا  
 عدم تھا ہستی ناپائدار سے بہتر  
 وہ حال زار مرا مجھ سے سکے سکے لگے  
 نظر اٹھا کے بھی اب دیکھتے نہیں مجھ کو  
 مسافران عدم کا شمار ہو کس سے  
 ہزار گریہ کروں ضبط ہو نہیں سکتا  
 یقین ہو کہ تیرے خاک بھی نہ چین ملے  
 مرے جواب فغان میں فلک سے آتی ہو  
 فلک تو کیا کہ خبر لامکان کی لی آنے  
 مرے بیان کو کیا لفظ عشق کو دیکھو  
 کبھی خیال میں میرے کبھی ہو غیر کے گھر  
 ابھی تو بھیجا ہو قاصد ابھی یہ کتہ ہوں

تو ابھی اب نہیں تاب و توان خدا کی پناہ  
 کہاں تھا میں مجھے لانی کہاں خدا کی پناہ  
 یہ طحہ ہو گی کبھی داستان خدا کی پناہ  
 ہو امین آپ کو ایسا گراں خدا کی پناہ  
 چلے ہی جاتے ہیں یہ کاروان خدا کی پناہ  
 کہ ہر مژدہ سے ہو دریا روان خدا کی پناہ  
 غضب کی آپ میں ہیں شوخیان خدا کی پناہ  
 صدائے احذر والامان خدا کی پناہ  
 ہماری آہ بھی پہونچی کہاں خدا کی پناہ  
 یہ ایک حرف ہو اداستان خدا کی پناہ  
 کہاں سے جاتے ہو تم بھی کہاں خدا کی پناہ  
 کہ مر کے رہ گیا ظالم کہاں خدا کی پناہ



سخن جہان کو دم بھر میں خاک کر دیا  
 ہمارا نالہ آتش فشان خدا کی پناہ



عشاق سے راجہ ہیشہ دغا کے ساتھ  
 کہ زنی نوزد محشر ہوا کے ساتھ  
 یہ مار گئے مرزا مار میں دغا کے ساتھ

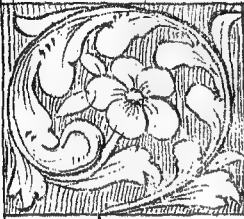
دل کا لگاؤ پاتے ہیں اُس ہونہار کے ساتھ  
 کچھ خاک تھی ہماری جو اس نقش پاک کے ساتھ  
 کرتے ہیں مجھ پر ظلم وہ کس کس ادا کے ساتھ



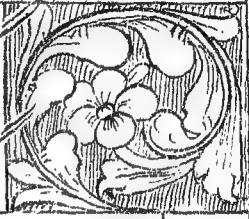
یا و آگیا فراق میں ہر کو تو رو دیے  
 سب بھول جاؤ اپنی خود آرا بیان صنم  
 میں دار و سے شفا ہی سمجھ کر ہوں آئے  
 ویناے بد نہا و کا جھگڑا ہوا تمام  
 ہر ایک بھٹی ہو تری بارگاہ میں  
 اس مہروش کے سامنے پایا نہ کچھ فروغ  
 جاتی ہو روز کو چہ جانان میں بیٹھ کر  
 حاصل ہوا وصال سے کیا مدعا ہمیں  
 تکلیف قتل تجکو مرے ضعف نے نہ دی  
 اتنا تو صبر دے مجھے یا رب کہ وصل میں  
 یونہی ہر ایک دل میں جو گھر کیجے گا آپ  
 رخ کی طرف ہوں میں وہ ہوا خواہ زلف ہو  
 تمکو اگر ہو کچھ بھی ہماری وفا کی قدر  
 و اماں یا رب تک بھی نہ پہنچا کسی طرح  
 روز جزا بھی شکوہ کریں گے نہ آپ کا  
 تقدیر میں جو وصل بے رض محال ہو  
 نصرت انکی وصل میں ہو جائے فزا ل

پہنسا کسی کا وصل میں ناز واداکے ساتھ  
 پالا پڑے تھیں جو کسی مبتلا کے ساتھ  
 دے مجکو تو جو نہ ہر بھی قاتل دوا کے ساتھ  
 اب ہو معاملہ ہمیں اپنے خدا کے ساتھ  
 ہو ایک سا معاملہ شاہ و گدا کے ساتھ  
 فرون نے میری خاک کھڑکھڑا کر ہوا کے ساتھ  
 کیونکر نہ رشک ہو مجھے باد صبا کے ساتھ  
 یونہی رہیں گے آپ جو شرم و حیا کے ساتھ  
 کیا اڑ گیا میں تیغ کی قاتل ہوا کے ساتھ  
 بولوں نہ میں خود اس بت نا آشنا کے ساتھ  
 کیونکر ملیں گے دوست کسی آشنا کے ساتھ  
 جھگڑا ہوا رات دن یہ دل مبتلا کے ساتھ  
 ہمتو لڑا وین جان تحاری جفا کے ساتھ  
 بر باد ہو غبار مہار ا صبا کے ساتھ  
 یونہی رہیں گے تا بقیامت وفا کے ساتھ  
 پھر گفتگو ہو اس بت دیر آشنا کے ساتھ  
 بس کیجئے وہ کتنے ہیں جہدم جفا کے ساتھ

دل لگ گیا مشاہدہ ماسوا کے ساتھ	ہر شومین بسکہ جلوہ جانان ہوا شکار
تقریر پھر ہو داوڑ روز جزا کے ساتھ	جی بھر کے پہلے دیکھ تو ہوا نکوشت مین
کرنا نہ تھا ہمیں یہ بہانہ قضا کے ساتھ	ہنستی ہر تیرے آنے کے وعدہ پہ وہ جلیب
نیچی نگاہ قمر ہوا نگلی جیا کے ساتھ	جی چاہتا ہر خاک مین لجا ہے ابھی



کر یہ نے بات کی بھی تو ہملت نہ دی سخن  
کھر مین ہم آنکھ لائے تھے کس لبت کے ساتھ



بھاتی نہیں انجمن ہمیشہ	فرقت مین جو ہو سخن ہمیشہ
دیوانوں کا پسہ ہمیشہ	رہتا ہو ہزار جا سے صد چاک
پو جا کیے برہمن ہمیشہ	اس بت نے نظر نہ کی ذرا بھی
کوچہ ہر تھارارن ہمیشہ	مقتول نگہ پڑے مین ہر جا
تھی مجھے اسے جلن ہمیشہ	دشمن کو کیا ہو آج ٹھنڈا
ہمتور ہے بے وطن ہمیشہ	کیا تم کو وطن بتائیں اپنا
پہنا کر و نورتن ہمیشہ	آراکش تن سے کیوں ہو نفرت
کرتے ہو بہت نعن ہمیشہ	وعدوں کے شمار مین تم اکثر
بھاگے رہیں مین ہمیشہ	پاس آئے کبھی نہ میرے افسوس
ہم سے فلک کہن ہمیشہ	برگشتہ رہا مثال جانان
اس چاند مین ہو گن ہمیشہ	کیا ضعف مین دل غ دل ہو روشن

سب وقت پہ اپنے چل بسینگے	کس کا ہر بیان وطن ہمیشہ
پانی نہ ترے بدن کی خوشبو	سو نگھے گل و یاسن ہمیشہ
رنگین ہر خون سے عاشقوں کے	ہر تیغ تری دِلھن ہمیشہ
کشتوں پہ ہتھارے زخم اُنکے	اگر بیان ہن تہ کفن ہمیشہ

مضمون نے سنیگے تم سے  
کتے ہو غزل سخن ہمیشہ

تھی فکر میں پیر زن ہمیشہ	غافل رہا کوہ کن ہمیشہ
عریانی ہو زیب تن ہمیشہ	صد چاک ہو پیہر ہن ہمیشہ
رہتا ہی برنگ بو گر زبان	مجھ سے مرا گلبدن ہمیشہ
خم ہوں بخیال زلف جانان	گردن میں ہو یہ رسن ہمیشہ
بھرتی ہو ہتھارے کان مجھ سے	یہ کا کل پُرسکھن ہمیشہ
اُلٹے وہ قمر نقاب شاید	رہتا نہیں کچھ گھن ہمیشہ
بڑھتی رہی میری سوزشِ دل	گھٹتا ہی گیا بدن ہمیشہ
نسا ہر نہ ہوئی کمر تھاری	پہان ہی بر باد ہن ہمیشہ
ہم عشق میں ناصحا کرین صبر	اور وہ بھی جناب ہن ہمیشہ
ہر جوشِ جنون سے میرے تن پر	ہر حسا سے لو کھن ہمیشہ
بیخود رہے جب تک جیسے ہم	غربت سہی در وطن ہمیشہ

خلوت میں ہر جسم ہمیشہ	ہر دم ہر چوم حسرت و یاس
لبیل ہر نہ ہو چین ہمیشہ	مہمان ہو بسا رکونی دن کی
ہر شمع نہ انجمن ہمیشہ	یہ رونق بزم ہر کوئی دم
کیا رہے گا اب وطن ہمیشہ	کچھ کہیے نقاب اٹھا کے ہے
زاہد مرا پس رہن ہمیشہ	پاؤ گے نہ رہن میکدہ تم
یاں دوش پہ ہر کفن ہمیشہ	جب چاہیے کیجیے قتل مجھ کو
سب سے ترا با نکین ہمیشہ	وحو کے مجھے دے رہا ہو ظالم
پرز سے ہی رہا کفن ہمیشہ	تا شیر جنوں سے قبر میں بھی



بے یار بھی نہ غینہ آئی  
تڑپا کیے اسے سخن ہمیشہ



ہین لعل و گہر چین ہمیشہ	دندان و لب و دہن ہمیشہ
ریحان و گل و سمن ہمیشہ	حیرت میں تمھاری ناز کی پہ
غربت سفید وطن ہمیشہ	ہر ایک تمھارے وحشیوں کو
ہر شیخ سے برہمن ہمیشہ	رکھتا ہر ترسہ سب سے اک لاگ
نسرین گل و نسترین ہمیشہ	زخار و زہر سے آپ کے نخل میں
نرگس جہاں دہن ہمیشہ	شرمندہ تمھاری انکھڑوں سے
جن و پری مرد و زن ہمیشہ	سو جان سے شمار تیرے اوپر

کشتون پہ تمھارے نوحہ خوان ہیں	و اتمق نل و کوہ کن ہمیشہ
ہم سے تو نہ کیجیے خدا را	یہ مکر و فریب و فن ہمیشہ
ہیں میں سکر ہی انیس و ہم	سہنج و آلم و حن ہمیشہ
تقدیر سے ہیں مجھے میسر	مہ رو گل و تل چمن ہمیشہ
ما تھون پہ لیے ہیں تیرے شیدا	کلب و سر و پاں و تن ہمیشہ
ہر وقت برائے تیغ قاتل	جان و جگر و بدن ہمیشہ
گلو تری اس ہنسی پہ صدقے	گلزار و گل و چمن ہمیشہ
کیون ہر ترے ابرو وں پہ ظالم	یہ چین و خستم و شکن ہمیشہ
پاس اپنے بدفع عذر قاتل	ہر تیغ و سر و کفن ہمیشہ

کچھ شعر پڑھو بطور دیگر

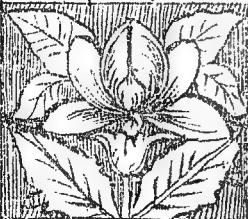
تا یا در ہیں سخن ہمیشہ

بہتر نہیں بانگین ہمیشہ	اب دو نہ مجھے محن ہمیشہ
تم رونق بزم ہوشان ہو	میں غم کش انجمن ہمیشہ
تم اور سرِ ظلم و بدعت و جور	میں اور مرا سید حایں ہمیشہ
میں تو کبھی اُن کروں نہ جسے	تم یوں رہو طعنہ ن ہمیشہ
تم اور کبھی نہ ہنس کے بولو	ابرو پہ رہی شکن ہمیشہ
مجھ سے نہ ملو بلو وعدہ سے	مجھے بیکار رہیہ چلن ہمیشہ

کہد و تونہ تہسہ بولین اب ہم  
 شہرتنہ نکالی خیر بہتر  
 اندھنہ راب نگہبان  
 دل دینگے اب ایسے شوخ کو ہم  
 پیداکرین وہ صدمہ جو شکو  
 دل شاہد کرین اسی سے اپنا  
 رکھیگا تنہاری بزم بہم  
 کیا سیر ہووے جو غارتگو  
 جاؤ جو کبھی گلی میں اُسکی  
 ڈالو جو نگاہ اُنکے رخ پر  
 بل دیکھو جو اُسکے گیسوؤں کا  
 سو نکھو جو شیم زلف اُسکی  
 آئین جو نظر تمہیں وہ ابرو  
 دیکھو جو تم اُسکی چشم جادو  
 آتے جو نظر وہ ترچی چتون  
 پاؤ جو کبھی تم اُسکو خندان  
 دُوبے رہو چاہم میں اُسکے

گویا زمین بے دہن ہمیشہ  
 اب بگڑ گئی جان میں ہمیشہ  
 اور سایہ نچتن ہمیشہ  
 ہو تم یہ ہو طعنہ زن ہمیشہ  
 کہتا رہے بد چلن ہمیشہ  
 رہتا ہو جو خندہ زن ہمیشہ  
 وہ روتی انجمن ہمیشہ  
 طعنوں سے وہ گلبدن ہمیشہ  
 سچھو اُسے پھر وطن ہمیشہ  
 تکتے ہی رہو دہن ہمیشہ  
 کاکل پہ رہے شکن ہمیشہ  
 پھر ڈھونڈو رہ ختن ہمیشہ  
 پھر یوں نہ ہو تیغ زن ہمیشہ  
 پا لا ہی کرو ہرن ہمیشہ  
 بھولے رہو بانگین ہمیشہ  
 روتے رہو گلبدن ہمیشہ  
 دیکھنا ہی کرو ذوق ہمیشہ

تم بات کرو وہ ہنس کے مائے	مجھے تمہیں کم سخن ہمیشہ
ہر وقت اڑتے قہقہوں میں	تیرے ہنسے خندہ زن ہمیشہ
بگڑو تو وہ اور تمکو چھڑے	دے دو نہیں تمہیں سخن ہمیشہ
تم دے نہ سکو جواب اسکا	وہ تم سے کرے سخن ہمیشہ
اتنگے نہ ملے پناہ اس سے	بھاگے پھر وہ جان میں ہمیشہ
پھر آئین ہم تمہارے	گو لا کہ کرو جن ہمیشہ
پھر تمکو نہ پوچھیں ہم کہ ہو کون	ہو پاس وہ گلبدن ہمیشہ
پھر جب کو بری لکین نہ کیہ کر	یا تین تری دل شکن ہمیشہ
پھر ناز تمہارے کیوں اٹھائیں	وین رنج بجان و تن ہمیشہ
پھر آئین نہ ہم تمہارے و تمہیں	کرے تے رہو مکر و فن ہمیشہ
پھر ترچہ میں زلف کے نہ آئیں	بہچیں اسے ہم رس ہمیشہ
پھر نام سے میرے اکر پریارو	تھراے ترا بدن ہمیشہ
پھر تھم نہ دکھائے مجھ کو تکلیف	ہو راحت جان و تن ہمیشہ
پھر عشق میں نہ چھو بہت	پھر ہر سانس مجھے سخن ہمیشہ



پھر ہر سانس مجھے سخن ہمیشہ  
 دے دے ہی رہو سخن ہمیشہ



## اولیٰ بابے تھانی

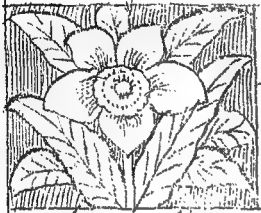
<p>بچول تربت پہن بونکس کے ہم ہن شتاق تیری مجلس کے اترے تیرے یہ بھی گھس پس کے ہوش مطلق بجا نہیں ر سکے ماتھ تم آگے جو مجلس کے سر میں صندل لگاتے گھس کے رات دن منتظر تھے ہم جسکے پاس سے دونوں اب مگر کھسکے</p>	<p>مرگیا شوق و دید میں کس کے غیر آتے ہیں کس طرح و کھن ہو مبارک صنم نئی پوشاک ہو مجھے دیکھتا ہو کستا ہو مثل یوسف کے پنج ڈایگا دور و سر ہی رہے ہمیشہ گر آپ بتدا محمد خواب میں آیا جان بھی ساتھ ہی چلی آئے</p>
---	---

قدر کرتے ہیں ماہوش میری  
پاس جاتے ہیں اسے سخن جسکے

<p>جلے نہ کیونکہ مراد دل کباب کے بدلے ہماری آنکھوں کے حلقے رکاب کے بدلے ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے ورق غلام کا لون آفتاب کے بدلے قرار و ہر کوہ انقلاب کے بدلے وہ آپ آئینے شاید جواب کے بدلے</p>	<p>بٹے نہ دروہی ساقی شراب کے بدلے پسند ہوں تو لگا لیجے زین توں میں سنبھالو ہوش تو ترسنا لگے حینون پر شہید یار کو یہ یوں شہید پرست سے الم پسند ہوں کیا کیا ہیں خاطر میں میری سبب ہو کیا جو مان نامہ بر کو میر ہوتی</p>
--	---



چمک رہا ہوں شب ہجر کلبہ غم میں	ہمارا دل غم جگر آفتاب کے بدلے
وہ بادہ کش ہوں کہ غفلت ہوئی تو سامنے	دیا شراب کا چھٹا گلاب کے بدلے
فراق یار میں گنتے ہیں ساعت شب ہجر	یہیں عذاب ہر روز حساب کے بدلے



سخن غمزا ہی جو ہر صدمہ میں لخت جگر  
تو خون دل ہی ہمارا شراب کے بدلے



حالت ہی وہی شام سے پھر در و جگر کی	امید نہیں آج تو ہر کو بھی سحر کی
اندری نراکت کہ دم بندش مضمون	تارِ رگ اندیشہ ہی تشبیہ کمر کی
لیتے نہیں ارمان لب خاموشی کے بوسے	کیا حرف سنا بھی قسم ہی ترے سر کی
پیغام اجل تھی خلشِ جنبشِ منقار	بہل ہوئے سنتے ہی اذانِ مرغِ سحر کی
لیجائے نہ پیغام نہ بوزلف کی لائے	ای باد صبا تو نہ ادھر کی نہ ادھر کی
ای موج ہوا خوب نکالینگے ترا بل	وہ زلف اگر بال برابر کہیں سحر کی
مانا کہ وہ کل صبح کو پھر آئینگے لیکن	امید کسے ہر شبِ فرقت میں سحر کی
جب ہاتھ وہ رکھتے ہیں سنبھل جاتے ہیں بون	حالتِ انہیں دکھلائیے کیا قلبِ جگر کی
الاس میں یہ بہر جگر کا وی عشاق	تشبیہ ہی بیجا ترے دانتوں سے گہر کی
خاموشی لب میں بھی تکلم کا مزا ہی	کیا بات ہو واندہ بُتِ رشکِ قمر کی
درفن ہو مرا کو چہ جانان میں عزیز	مرا کہ بھی تم ہی اسی راہ گزر کی
مہرِ بک شجر و جد میں ہر گل میں شکفتہ	کیا نہ مزمزہ پر دانی ہو مرغانِ سحر کی

افسوس و مہرک رہی حسرت و یاد آئے وہ مگر انکو کسی نے نہ خبر کی

سچ ہو یہ سخن مصحح ہر جہتہ شاعر  
پتھر میں بھی ہو جاتی ہو تائیں نظر کی

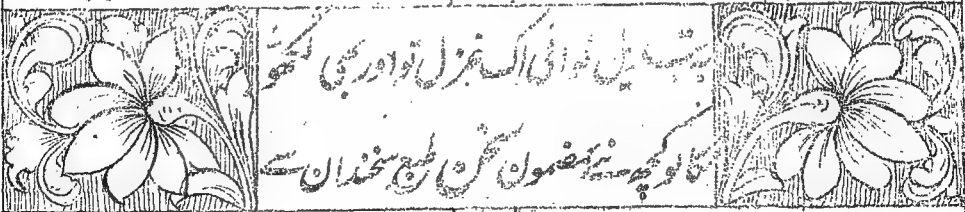
برقِ رخسان سے زیادہ تیز ہو  
میں سے جی بھر کے دیکھوں کس طرح  
طائرانِ ہم کے اُڑتے ہیں ہوش  
ساغرِ امید بھی چھلکے گا اب  
تیز یوں پر عمر کا شبدیز ہو  
وہے ناکائی کہ نخب تیز ہو  
ای جوں کیا دشت وشت خیز ہو  
کاسہ عمرِ بد و لبریز ہو  
یوں خطِ تقدیر دستاویز ہو  
یہ کسی کی آہ درد آہنیز ہو  
یاور کھ اسے نامہ ہر انا پتا

اے سخن جھکا رہی نخب کی  
بات بھی تیرے جوں انکیز ہو

سورجِ جامِ ہر یون تیرے کس رو تاباں سے  
گلہ محکوم بھی ای پر وہ نشین ہو چشم گریاں سے  
ہوئی ہو کچھ تو تیرے ہزارت میں قاتل کی سرکشی  
خباہر دشت کیا ہلائے سیر دل کو دشت میں  
خیالِ پاتا ہر ساقی ماہ جیسے مہرِ رخسان سے  
کہ اشکِ پناہ ہو کے کیوں آں شادمان مڑگان سے  
کہ لہر ہو شکلاتی ہو ہمارے زخمِ خندان سے  
بہلا ہو نہیں دل بھی پریشان کا پریشان سے  
خیالِ داغِ دل بھی کم نہیں سیرِ گلستان سے  
قصور کر بجائے باغِ میرے دل کا او گلزار سے

انہیں کی آبرو ہر جگہ ہوا قباو کی شیوہ  
ہمیں تو خط پہ بھی بوسہ ہون کا اُنکے ملتا ہوا  
جلانا اُنکا اور رونامجھے اپنا جو یاد آیا  
مبارکبا و قتل عام ای دل عید قربان ہوا  
بجھائے شعلہ مانع کیا کو کون فرقت میں  
تھارا تو ہی اک شل ہر لمحہ ہر لمحہ پر  
ہواے غم ہی خوش شک ہوا ای دل خدا حافظ  
جسے دیکھا اُسی کو مار ڈالا میرے قاتل نے  
اگر میں عشق میں اس مہروش کے خاک ہو جاؤں  
تسے جوڑے کی بندش سے نہو دل بستگی کیونکر  
نہیں ممکن کہ محراب عبادت تیری ای زاد  
اگر بھیجا تو خط غیر بھیجا نام سے میرے  
چلو اچھے رہے تم وصل کے سماں میں لکھنا

گہر بنتا ہی کرتا ہوا قطرہ ابر نیسان سے  
سکندر کیون رہا محروم و خضر اب جیوان سے  
تو شب کو میں لپٹ کر خوب رو یا شمع سوزاں سے  
رنکا قاتل نے جوڑا آج پھر خون شہیدان سے  
لگی ہو آگ یہ میرے چراغ زیر دامن سے  
کہو تو آج دل کتنے کند زلف میں بھانپنے سے  
خطر ہی کشتی عمر روان کو ایسے طوفان سے  
لگا و بھجاب اُسکی نہیں کم تیغ عربان سے  
لڑائے اُنکے ہر فرہ مرا غور شیدا بان سے  
پریشان کیون نہو عاشق تری زلف پریشان سے  
زیادہ منزلت میں ہو ہمارے طاق نسیان سے  
ستم کرتا ہوا وہ ظالم ہمیشہ طرفہ عنوان سے  
تمہیں فرصت نہیں آراش کیسے پہچان سے

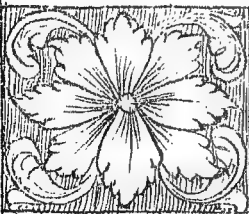


فروغ حسن میں بہتر تو نور شیدا و رے سے  
نہ جنت کی تنہا ہونہ مطلب بھلو کو شریک سے

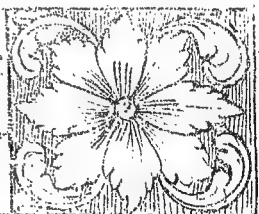
سور میں ل عشاق تیرے روے نور سے  
نور میں ان بھی لپٹنے مرغ دل اور دیدہ سے

دم گریہ بیاطوفان ہوا شکستیدہ تر سے  
 خیالِ روئے جانانِ عالم سودا میں ہر ہکو  
 پڑے جن کو اتار ساقی مہوش نے شیشے میں  
 شب وصل صنم آواز قد قامت قیامت ہی  
 وصال یار کا طالب ہو کس امید پر ناوان  
 ہمارا سخت جان ہونا تجھے باور نہیں ظالم  
 سراسر اس میں مجھ مضمون ضعف و ناتوانی ہے  
 دیا ہو کا دل راحت طلبنے وصل میں ہکو  
 ہمیں کیا اگر کسی کو تو نے اپنا جلوہ دکھلایا  
 نہ نکلی حسرت دیدار ہی اسے واسے ناکامی  
 صدائے نالہ دل سو نہ ہو داغ جو خوشید  
 نہیں معلوم کیا لوفان بیاطوف کیا قیامت ہو  
 کیا کب میں نہ شکوہ غیر کا کچھ خیر ہو تجھ کو

جھڑی لک جٹے آنسو کی سحاب چشم اگر پر سے  
 فزون ہی پنیہ داغ جنون خورشیدِ محشر سے  
 کیا واعظ کو محو و خیر ز ایک ساغر سے  
 نکل جاتا ہی دم ز اہ ترے السد اکبر سے  
 کوئی پوچھے تو یہ میرے دل ناکام و مضطر سے  
 ہمیں تو وزن کر کے دیکھ لے اب تیر خیر سے  
 تو خط لیکر اڑا جاتا نہیں میرے کہوتر سے  
 لپٹ کر سو رہے ہم یار کی زلفِ مضرب سے  
 کہ اپنی عمر بھر ہوتو ترے دیدار کو تر سے  
 کیا قاتل نے میرے ذبح بجو تیر خیر سے  
 ہمارا روزِ نہرِ حیران کم نہیں کچھ روزِ محشر سے  
 گرے گرا ایک بھی آنسو ہمارے دیدہ تر سے  
 خدا غوثِ طرکے ادب کا فر تر سے شر سے



اسے گرنے آئے فہم جاہل میں کلام اپنا  
 سخن میں تو مخاطب بزم میں ان اہل جو ہر سے



جو سخن یار تر سے روئے پیچاپ میں ہے  
 نقاب سے جو رخِ دل با حجاب میں ہے  
 نہ ماہین وہ ضیا ہو نہ آفتاب میں ہے  
 نگاہ مہرِ ناز پر دہ سحاب میں ہے

فشارِ دامنِ صد چاک سے بہینِ دریا	یہ جوشِ گریہ مرے دیدہ پر آب میں ہے
شعرا اسکا ہر شوخی تو کچھ نہیں کھلتا	اگرچہ غیر کی خاطر وہ اضطراب میں ہے
ترے وصال میں کیا لطف ہے خدا جانے	کہ جس سے وعدہ نہیں وہ بھی اضطراب میں ہے
کہو تو گھن کی طرح اسکو پسِ واؤں میں	رقیب سامنے میرے کسی حساب میں ہے
نہ سمجھو برقِ اسے حُسن کی تجسلی ہے	پر ہی جمال کوئی پر وہ محاب میں ہے
خدا کرے کہ صنم ہے تو بگر جائے	بناؤ لاکھ طرح کا ترے عتاب میں ہے
نواب لے اسے جلدی سفرِ کجِ قاتل	شہیدِ ناوکِ حسرتِ بڑے عذاب میں ہے



سخنِ جوان ہو جب تک نہ چھوڑے نوشی

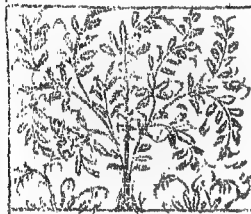


نہ از شراب کا کچھ عالمِ شباب میں ہے

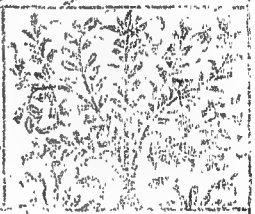
ٹھوکرین کھاتا ہوں چبے جاتے ہیں اکثر کانٹے	لطف دیکھلاتے ہیں کیا کیا مجھے پتھر کانٹے
آمد اس گل کی ہے ہر جاہیں و شہ پر کانٹے	باغبان پھینک دے گلزار سے پتھر کانٹے
مشرودہ اسے ذوقِ اسیری پہ ہواے صبا و	جائے گل آج تو ہیں دام کے اندر کانٹے
طعنہ و صفِ سبکوچی اغیار ہو گیا	کیوں چھوٹا ہو گئی زخمِ مین و لہر کانٹے
لبکے وہ جوشِ جنون ہے کہ ہوئے ہیں پیرا	جائے سببِ زور و دیوار کے اوپر کانٹے
جی میں آتا ہے کہ آنکھوں سے لگاؤں آنکھوں	او جنون ہیں مجھے مڑگان کے برابر کانٹے
خارجِ حسرت ہیں رگون میں میری نہان تاس	چھالے تو طرین نہ تری تیغ کے بکر کانٹے
ہر ساقی میں ذرا اُنھ سے لگائی تھی شراب	ہر شے کے حلق میں عکسِ خطِ سافر کانٹے

آبلون کو مرے رکھ لیتے ہیں سر پر کاٹے  
 نوک کی لیتے تھے جو باغ کے اندر کاٹے  
 راہ بھی وہ ہر کہ میں جہین سراسر کاٹے  
 اندون میں ترے مشتاق کے رہبر کاٹے  
 حق نے پیدا یہ کیے ہیں گل تر پر کاٹے  
 چین تیرے نہیں قاتل تیرے خنجر کاٹے

میں وہ مجنون ہوں کہ کہتے ہیں تعظیم مری  
 آگے میدان میں عاشق کے قدموں پر  
 آگے کس دشت بلا شیر میں لانی قسمت  
 جھکو کیچنے لیے ہرستہ میں ادا اور اوجھر  
 نہ انہیں عارض گلگون تیرے شکستہ چہن  
 نہ ہوں خلش غیش مرگان سے تری



ای سچن آئے ہر رکتے ہیں بے چین مجھے  
 ہر سببان میں میں تار سر ستر کاٹے



یہ خار حسرت دیدار عاشق تھے نہان نکلتے  
 وہ ہیں گریہ میں ہم آنکے آگے بیزبان نکلتے  
 تھے ہر ناز پر کیونکہ نہ دم ای جان جان نکلتے  
 ہوتے نامہ زبان جھٹے وہ اپنے مہربان نکلتے  
 شبِ فرقت میں یہ دو چار اپنے مہربان نکلتے  
 مرا دم جو نہ سے کچھ مرے آہ و فغان نکلتے  
 سب جانان اگر کھائے تو مغزِ استخوان نکلتے  
 کہیں منہ سے جو میرے نالہ آتش نشان نکلتے

ترے سارے کبریا کہ خطا ای جان جان نکلتے  
 نہ کہنے پائے فرارِ عجب سے کچھ سامنے آنکے  
 تری ہر بات سے لاکھوں دلچ کے ناز میں پیدا  
 بھاپہ انکی میں غلبہ شوق و غارِ میری وہ نازان  
 یہ فاقہ کی مری دردِ عالم نے آہ و نالہ نے  
 شہم کرتے ہو تھے عاشقِ جانِ ناز پر کر کو  
 جھاکے واسطے سوکھی ہوئی ہیں ہر بیان میری  
 ہلا دے شل خشم ہر سبب سے لاکھ کو



خونِ بہ آرزو ہو دینہ آشیان اسکا



پھر کرب قفس سے تن کے یارِ مرغ جان نکلا

شکلِ سبل کو تے ہیں ہم سرِ تیر پڑے  
کھو لکڑ سینہ اگر دکھلاؤں داغون کی بہار  
آرزوے جنت الفردوس مر و خشک پر  
ایکے تو اپنے جنون کا اور ہی کچھ رنگ ہے  
ہجر و لبر سوزِ دشمن کے سبب لالان ہوں میں  
پھر بہار آئی جنون پھر جانبِ صحر اچلیں  
لے لیا بوسہ تو بولے یا آئیں میرا صبر  
ابر و دھڑگان سے ظالم نے اشک پھر کیے  
او فلک مریا ہوں میں اب اسکے حسنِ سبز پر  
میں وہ خود سر ہوں کہے تو قتل بھی مجھ کو اگر  
اب نہیں طاقت بقدر لذتِ افتاد بھی  
دیکھنا قسمت کہ مرنے پر مقدر تھا یہ رشک  
نرا نو دلدار پر راحت جنہیں ملتی نہ تھی

ہجر میں مقدور کیا ہی چین جو دم بھر پڑے  
ایک ہنگامہ میانِ فتنہ محبت پڑے  
مشفق من آپ کی اس عقل پر پتھر پڑے  
خون نہ نکلا سیکڑوں فصا کے نشتر پڑے  
دیکھیے کس پر مری آؤ دل مضطرب  
پھر وہی طوق اور وہی زنجیر کا لنگر پڑے  
کھدیا میں نے بھی گھبرا کر بہت بہتر پڑے  
آج پھر دل پر کئی نیزے کئی خنجر پڑے  
قبر پر سیڑی گیا ہ سبز کی چادر پڑے  
لاش ہو قدموں پہ تیرے دور جا کر سر پڑے  
صبر بھی دل میں نہیں جو اس شکر پڑے  
بچکے ظلم آنکے جو مجھ سے عدو کے سر پڑے  
ٹھوکرین کھاتے ہیں غافل دیکھ آنکے سر پڑے

استقدر نفرت ہو دشمن کو ہمارے نام سے  
جب کوئی بولا سخن بل اسکے ابر و پر پڑے

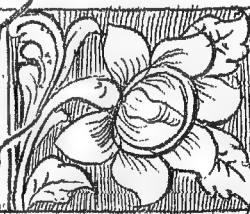
ستمِ نیابتِ کافر کوئی خدا کے لیے  
سڑپ رہا ہو دل قبلہ جفا کے لیے

جو ہنسنے بوسے کبھی کا کل رسا کے لیے  
 وہاں زخمِ مین والذبتِ جفا کے لیے  
 کوئی تو بولو کچھ انصافِ خدا کے لیے  
 بہانہ چاہیے اب اور کیا جفا کے لیے  
 دعا بھی کی تو فقط ترکِ دعا کے لیے  
 بنا نا قبر میں روزِ ن کوئی ہوا کے لیے  
 ستم پسند ترے ظلمِ ناروا کے لیے  
 کہ مرو تک ہوں ہر اک حشیمِ نقشِ پا کے لیے  
 بڑھا بڑھا کے دل اُسکا مری جفا کے لیے  
 بلایا مجکو بھی قاتل نے مر جفا کے لیے  
 بہانہ چاہیے کچھ تو مری سزا کے لیے

کبڑے کے زلف و سنم دونوں ہو گئے برہم  
 نمک کی کیا ہے حقیقت ستم کرو ایجاو  
 یہ کیا کہ اُسکے طرفدار ہو گئے سب لوگ  
 وفا کے جرم پہ قاتل نے مجکو قتل کیا  
 یہ آرزو ہو کہ کچھ دل میں آرزو نہ رہے  
 صبا وہاں سے کبھی شاید اس طرف آجائے  
 کہاں سے لاؤں نیا اک دل و جگر ہر روز  
 تری تلاش میں لاغر ہوا ہوں اس درجہ  
 گھٹا گھٹا کے ستم سب میں آشکار کیا  
 نیا یہ طرزِ ستم ہو کہ قتل دشمن میں  
 میں کس خطا پہ سزاوار قتل ہوں ظالم



کچھ ایسی یاس کی صورت ہے سامنے ہر دم  
 کہ ماتھے اٹھ نہیں سکے سخنِ دعا کے لیے



کیا گھٹی کہنے سے تیرے عزیزِ شانِ موجِ مری  
 قفلِ مینا نہیں یہ ہر فغانِ موجِ مری  
 موجِ گل پر کیوں نہو ساقیِ گمانِ موجِ مری  
 ہو گیا رخِ پر ہمارے سائبانِ موجِ مری

کیوں کیا واعظِ سرِ نیرِ بیانِ موجِ مری  
 ہر لبِ ساقی کی فرقتِ مینِ بانِ موجِ مری  
 مست کرتی ہے جو انانِ چمن کو اُسکی بو  
 وقتِ مژنوشی کبھی آیا جو سر پر آفتاب



سیری باتون پیر زارہ کو گمان موج مر	کس قدر قوت سے کی لیتا ہی بظاہر مشکو
کیون نہ پھر کھائے قسم ساقی بیان موج مر	جسکو جو مرغوب ہی اسکا دہی ملوب ہی
لطف کیا سوچ ہوا اکا ہی میان موج مر	ست ہن ٹھنڈی ہوا ہی موسم بہات ہی
آگیا لب پر جو کچھ میرے بیان موج مر	جھوم کر ندون نے نخل میں وہاں ہی بیج
ہو جہان کچھ ذکر گل اور داستان موج مر	ہی وہاں لگتا ہی ساقی مجھ صبر و تاب کا
کشتی میں لگا دے بادبان موج مر	کیون نہیں چلتی ہوا ہی جب ساقی ساقیا
جس نے دیکھا حال زار کشتگان موج مر	ہو گئی تنہا اسکو پھر نہ سنے اسنے کیا

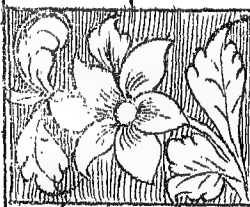
سے سخن سیر چمن سے سیر تواب ل مرا	اندون کرتا ہوں سیر وستان موج مر
----------------------------------	---------------------------------

نظر آتی ہر دست ترکین شمشیر سے کی	کتنی بڑھ چم قاتل میں ہوا اک تحریر سے کی
عصا سے مردم بیمار ہی تحریر سے کی	تری آنکھوں کے ڈور سے اڑ صغیر سے کی
بنائی ہمارے کیا اندر سے تقدیر سے کی	لگاتے ہیں اسے خوابان ہوش اپنی آنکھوں میں
لگاتے ہیں آنکھوں میں ہونی تو قہر سے کی	لگا دے غور سے دیکھو تو یہ بھی خاک ہی لیکن
یہ وہ دین جنکے سپہ شمشیر سے کی	غزال دشت آنکھوں کے مال میں لے لیتے

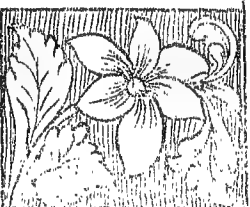
جب مجھ کو چشم مست جانان یاد آتی ہے	پھر چلی ہی آنکھوں میں مری تصویر سے کی
------------------------------------	---------------------------------------

یوں کسی پر کوئی سہ گرم جہاں ہوا ہے	پھر کچھ اپنے بار جو کہیے تو کلا ہوتا ہے
------------------------------------	---

نامہ یار کو لیکر جو ہوا ہوتا ہی	وہ کبوتر مرا اڑتے ہی چھا ہوتا ہی
آپ سے آپ گرفتار بلا ہوتا ہی	جو تر اشیفۃ اسے زلف دوتا ہوتا ہی
جوڑ چلتے ہیں رقیبوں کے تو کیا ہوتا ہی	ہم منالیتے ہیں جب یا رخا ہوتا ہی
ظلم ہی مجھ سے کہ کیوں تو نے نہ روکا اسکو	تیر سید دوستم جو خطا ہوتا ہی
اہل بالین کا دلا کعبۃ مقصود ہی اور	قبلہ یہ اُنکے لیے قبلہ نما ہوتا ہی
تو نے چھڑکا جو نمک خوب کیا اذ قاتل	بانک زخم کے کھانے میں مزا ہوتا ہی
پیر کو تو شل کبوتر جو اڑاتا ہی پرے	پر وہ اڑتے ہی پر بال ہوتا ہی
بھکونا ساز ہوا رنج ویسے کافر نے	نغمہ سنتے تھے کہ اندوہ رہا ہوتا ہی
آج حال ل شید اکو ہم اس ظالم سے	کنے جاتے تو ہیں پرو کیسے کیا ہوتا ہی
یا داتا ہا جو صنم لطف شب وصل بٹھے	جس سے فرقت میں تری رنج سوا ہوتا ہی
وہ تراناز سے شرام کے ہٹا نا مجھ کو	ہاے وہ شرم و حیا حسین مزا ہوتا ہی
یوسہ لپٹے میں وہ تھو دیکھ کے رہ رہ جانا	اور یہ کہنا کہ پھر اس ظلم سے کیا ہوتا ہی



پیش تقدیر ہی تدبیر کو کیا دخل سخن  
وہی ہوتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہی

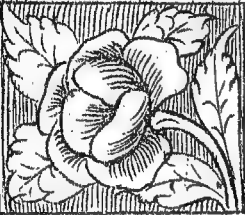


جنوں میں نے تری کیا خاک کی تقصیر تپھر کی	کہ ٹھہرائی ہو میرے واسطے تعزیر تپھر کی
کس پرورنگ اسود اور کہیں تصویر تپھر کی	پریش جاو چھا ہی بسہ تقدیر تپھر کی
اگر انصاف سے دیکھو تو کونسا تپھر کی	مناجرت پرستوں کی جو کی تقدیر تپھر کی

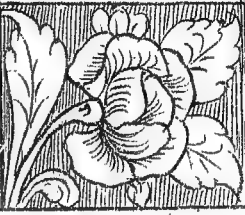
ہوئی دیر و حرم دونوں جگہ توقیر پتھر کی  
سراے عالم فانی میں تو آباد کر دل کو  
تصور اک ثبت یکتا کار تھا ہر کردل میں  
نگاہ بد سے غیروں کی ذرا اسنگدل بچنا  
سرے دہر کے آگے سکر زون نے پڑھا کلمہ  
بتوں سے کم نہیں ہر سنگ اسود کج بین لیکن  
کیا زیب جبین اس ثبت نے آج الاس کا بنا  
کبھی تو مثل مقابلے کھینچے تیغ قاتل کو  
کھڑے وہ فاتح پڑھتے ہیں سیر سنگ مرقد پر  
جنون زندان میں جب حشت زیادہ بکھڑتی ہے  
ہزاروں آرزوئیں ہیں کہ بولے وہ بت کافر  
ترے سینے پہ ہونچتی لیشب کی ہم رہیں حیران  
بتوں کے عشق میں جوش جنون حد سے زیادہ ہے  
بھلاؤں دل سے اپنے کس طرح یاد تباں زاہد  
ہوا تیغ نگاہ یار کو سنگ فسان سرسہ  
اگر چاہیں تو پھر انسان کی تو کیا حقیقت ہے  
بتان سنگدل سے کیا امید خاکساری ہو

بڑھائی قدر تو نے اوست بے پیر پتھر کی  
ارے نادان بنا تا کیا ہو یہ تمسیر پتھر کی  
خدا کے گھر میں بھی پائی گئی تصویر پتھر کی  
خبر لیتا ہے او ظالم نظر کا تیر پتھر کی  
ہوئے حیران سنی لوگوں نے جب تقدیر پتھر کی  
گنہگاروں کی آمرزش ہے ہر توقیر پتھر کی  
خدا کی شان ہو چکی ہو کیا تقیر پتھر کی  
الہی دے مری گردن میں بھی تاثیر پتھر کی  
خوش اقبال میرا اور ہے تقدیر پتھر کی  
تو اڑ جاتا ہوں میں دیوار و درتیر پتھر کی  
گروہ میرے آگے جیسے اک تصویر پتھر کی  
خوشا تقدیر انسان اور ہے تقدیر پتھر کی  
پنچا دے چارہ گر لا کر کوئی زینیر پتھر کی  
ٹٹائے سے بھی ٹٹتی ہو کہیں عمر پتھر کی  
لطافت سے نہیں محتاج یہ شمشر پتھر کی  
طبیعت موم کر دین صاحب تاثیر پتھر کی  
کسی نے آج تک دیکھی نہیں اکسیر پتھر کی

ہمارے حق میں جو کچھ ہو کر تم کو مسیحا ہو	ابھی ٹھوکر لگاؤ بول اٹھے تصویر پتھر کی
شکایت کر رہی ہو آسیا بھی اس زمانہ کی	جو داناہین سمجھتے ہیں وہی تقریر پتھر کی
بوقت فرج آنکھوں میں وہی بت ہو خدا حافظ	نظر آتی ہی پھر صورت دم تکیر پتھر کی
کئی دن تک رہا وصل گلہ ششیر قاتل سے	دکھا دی سخت جانی نے مری تاثیر پتھر کی



عدو سکر بے جلتے ہیں بار رشک حسرت  
زمین تے سخن کیا خوب کی تحریر پتھر کی



اندھیری گور سے کیا ہو قلق زمین کے تلے	ترے جمال کی ہوگی شفق زمین کے تلے
کرونگا نا بے جو میں جان بحق زمین کے تلے	فلک کے ہونگے یہ ساتون طبق زمین کے تلے
گلے لگانا جو یا د آیا آپ کا تو ہوا	فشار قبر سے دل پر قلق زمین کے تلے
نہیں ہو چین تہ خاک بھی کہ ساتھ مرے	گر ٹی ہو آرزو یا سبق زمین کے تلے
نکل کے آئی نہ پھر تن میں جان زار مری	غبار یا رہا تھا بد رفق زمین کے تلے
اما ہو خاک میں سخن شہید نازا سے چرخ	عجب نہیں کہ جو پیوے شفق زمین کے تلے
پکارا مٹا جو میں گجرا کے یا رسول اللہ	ہوا فرشتوں کا بھی رنگ فاق زمین کے تلے
گناہگاروں نے کر ڈالا خاک کو پانی	ہوے ہیں شرم سے ایسے عرق زمین کے تلے
خموش ہونگے نکیرین ایک فقرے میں	جواب دوں گا وہ انکو اداق زمین کے تلے
کیا تھا تھے قیامت کا وعدہ جس خط میں	کیا وہ ساتھ ہمارے ورق زمین کے تلے



معوذین کا رکھو دے سخن ہر دم



## پناہ مانگ بر لب الفلق زمین کے تلے

عشق میں چاہیے شکوے سے زبان دور کرے	ہو یہی شرط و قالب سے فغان دور کرے
بقیاری میں کٹی ہجر سے بدتر شب وصل	تم جو آغوش سے ای جان جہان دور کرے
کھلے کس طرح ترے تیر کا پیکان قاتل	دہن زخم سے کیونکر یہ زبان دور کرے
ابرو یار ہر یون کا کل شکیں سے الگ	جیسے اترے ہوئے چلے سے کمان دور کرے
نزع کا ہنسا ہر آنے ہو تو پاس آؤ مرے	دم آخر بھی تم ای جان جہان دور کرے
اہل جوہر کا عدد ہر فلک ناخبر	دل سے یار و ہوس نام و نشان دور کرے
فصل گل میں ہوئے آزاد نفس سے جیاد	گلشن عیش سے تیرے بھی خزان دور کرے
نالہ میرا شر افشان ہر فرشتوں کو	ہاں بچکے جو دم آہ و فغان دور کرے
سیرایہ قول ہر جس کو چہ میں ہتے ہوں نہ	اُس غلطی میں بناتے نہ مکان دور کرے

## اے سخن اُن سے کہو حال سب پناہ لیکن

## دل کا مطلب جو ہو وہ وقت بیان دور کرے

سرور سے افزون ہو گیا رنج و محن ساقی	مجھے اس وقت یاد آئی کسی کی انجمن ساقی
جو مرزا ہی تری الفت میں رہ نہ خستہ ساقی	تو اُسکا پیہ میا سے بتا ہر کفن ساقی
بیتہر میں مجھے یہ سات چیزیں سم گل میں	پر ہی شیشہ گزک آہے و آن غرچہ ساقی
مری تو نہ نہ ٹوٹے کس طرح ہو جبکہ اے زاهد	سمن بر سر و قامت غنچہ کلب نازک بدن ساقی
بلا میں جو ہر اک دور میں لیتا ہوں ساقی کی	ہنسی سے رہتا ہوں میرا دیکھ کر دیوانہ ساقی

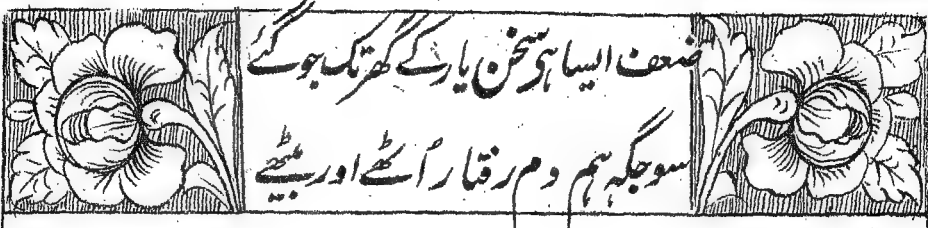
جسکا تاہر کنوین مجکو ترا چاہ و قن ساقی	اُسی کا دھیان ہو اور جام ہوئی ماتھ میں ہر دن
چمکتا تاہر جس سے عشق کا داغ کُن ساقی	کہوں صبا کو آتش یا کہوں آبِ حیات لیکو
زبان دے منہ میں ہو پیکر جو وہ شکر ساقی	بجلا فرمائیے پھر کس طرح باقی رہے تقویٰ

ہوں ہو جس ہنر کو بادہ مضمون کی وہ پی لے	ہوں ہو جس ہنر کو بادہ مضمون کی وہ پی لے
کہ ہر سخن عالم میں اس کو کا سخن ساقی	کہ ہر سخن عالم میں اس کو کا سخن ساقی

تم کیلے نہ پھر آتے ہیں دسواں مجھے	اپنے سلف کی طرح یار رکھو پاس مجھے
بلبل و خوش نہیں آتی ہی یہ کہو اس مجھے	وہ کر و نالے کہ کچھ درد ہو پیدا دل میں
منع کرتے ہیں کھڑے خضر الیاس مجھے	آیا طوفان بلا دیدہ گریاں تھم جا
نہ ملاحظہ کے لیے جب کوئی قرطاس مجھے	ساتھ قاصد کے چلا آپ ہی میں یا کے پاس
کس لیے چاہیں پھر ریزہ الماس مجھے	کاوش دل کو ہر کافی ترے دانتوں کا خیال

جو ملے اُس سے کہ تھی جسکو نہ امید وصال	جو ملے اُس سے کہ تھی جسکو نہ امید وصال
اُس کے ملنے سے سخن کیونکہ نہو یاس مجھے	اُس کے ملنے سے سخن کیونکہ نہو یاس مجھے

سیری تعظیم کو بیکار اُٹھے اور بیٹھے	کیونکہ عمر سے دل سے ایسا اُٹھے اور بیٹھے
جس طرح سے کوئی بیمار اُٹھے اور بیٹھے	یوں چمکتی ہیں سیاحتی آنکھیں محمور
سیکڑوں بار وہ دیوار اُٹھے اور بیٹھے	زیر دیوار ہنسنے روئے جب اکراتنا
ہاتھ میں لے کے وہ تلوار اُٹھے اور بیٹھے	کیا سبب ہے جو مرے قتل میں تاخیر ہوئی
پرتعظیم سنگار اُٹھے اور بیٹھے	کس قدر ذوق شہادت ہے کہ ہم سو سو بار



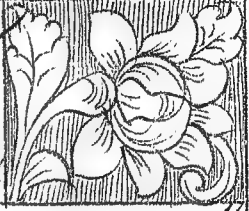
نہ قدم کو آگے بڑھائیے نہیں رنج دے کے نہ جاتیے  
 جو غبار ہو وہ مٹائیے اور آئیے اور آئیے  
 کھڑے در چہ چشم براہ ہیں خلش جگر سے تباہ ہیں  
 ہدفِ خدنگ نگاہ ہیں کوئی تیرا اور لگائیے  
 لیے بوسے میں نے جو رات کو وہ سمجھ گئے مری بات کو  
 لگے کہنے کھنچ کے ہات کو کہ بت مزے میں نہ آئیے  
 یہ نہیں ہو لائقِ دلبری یہ نہیں ہو طرزِ ستگری  
 کوئی دیکھیے جو نیا پری اُسے چکیوں میں اڑائیے  
 کہو کیوں نہ تنہا ہوں بد گمان کہ جو بات تھی وہ ہوئی عیان  
 یہ کہاں تھے رات کو مہربان ذرا آنکھ ادھر تو ملائیے  
 دل زار اور کو دستِ بے ترانام تک بھی نہ لیجیے  
 کبھی رخِ ادھر کو نہ کیجیے اگر اپنی بات پر آئیے  
 ہمیں بھی نگاہوں میں تو لیے کوئی بات لطف کی بولیے  
 میں تیار آنکھیں تو کھولے شبِ وصلِ سنہ نہ چھپائیے  
 تمہیں کیا خبر نہیں مہربان کہ تمہارا عاشقِ نیم جان

کوئی دم کا اتبہ ہو میسمان ذرا دیکھنے کو تو آئیے  
رہے ہوش سر کا نہ بانوں کا نظر آئے کچھ نہ بجز خدا

جو شراب ایسی ہو ساقیا تو ذرا ہمیں بھی پلائیے

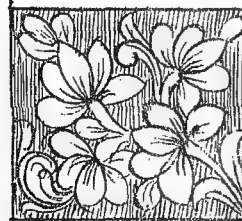


کہا مٹنے میری غزل کو سن متفاعلین  
یہ غزل تو خوب لکھی سخن کوئی شعر اور سنائیے



سگی یار سے ای کا فرو دیندار دو ٹکڑے  
تکلف کیا ہوا اگر تیغ سے مین زار دو ٹکڑے  
صفائی سے لگانا تھ قاتل سخت جان ہن مین  
گرایا جامِ حیاتھون سے تونے لے مستی مین  
ترکے ہو تم تو لوہنے بھی تم کو دیا لفظ  
تمھاری نوک مرگان یوں کھٹکتی ہو مول مین  
کسی کی چشم میگون ساقیا جب یاد آتی ہو  
تمھیں ہنسے غرض کیا اور ہمیں باتیں کیا مطلب

کر و گے تم نہ جب تک شمع وز نار دو ٹکڑے  
مزا جب ہو کہ ہوں اک وار مین چار دو ٹکڑے  
ذرا اٹکی تو پھر ہو جائیگی تلوار دو ٹکڑے  
مرادوں ہو گیا ای ساقی سرشار دو ٹکڑے  
چلو بس ہمت سے ہو گئی اب یار دو ٹکڑے  
کہ جیسے آبلے مین ٹوٹ کر ہو خار دو ٹکڑے  
تو کہتا ہو مرادوں جام کو کر یار دو ٹکڑے  
ہمارے اور تمھارے ہو گئی جب یار دو ٹکڑے



ملے رہنا کہ یہ رشتہ اُلفت بہت نازک  
کھینچے گراے سخن ہو جائیگا یہ نار دو ٹکڑے



کب تک تری فراق مین ایذا اٹھائیے  
شرط وفا یہی ہو کہ اُف ہی نہ کیجیے

صدے کہانیک او گل رعنا اٹھائیے  
جو نہ نج ہوں وہاں دل شیدا اٹھائیے



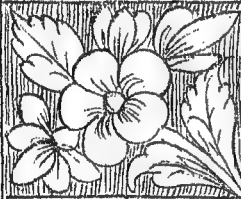
شتاق دید جمع میں کچے میں آپ کے  
 لکھے سمندرِ خامہ سے اوصاف چشمِ یار  
 موی کے وصل یار سے دل شام کیجیے  
 بے سمجھے دلبروں کو کبھی دل نہ دیجیے  
 یوسف کو کبھی شتر میں کبھی مول لیجیے  
 لکھتے چلے ہی جاتیے ہنگام فکرِ شعر  
 محفل میں ابتو آپ کی ہرگز نہ جائینگے  
 بوسہ میں لونگا ابرو و خمدار کا ضرور  
 کیا لطف ہو کہ چین بھی دنیا میں جب ملے  
 ہو گلشنِ عدم میں اگر دخل تو یہاں  
 نالے وہ کیجیے کہ فرشتوں کے ہوشِ اُڑیں  
 کام اپنا ہو چکا مرضِ عشق میں تمام  
 کوئی حسین ملا نہ ہمارا مزاج دان  
 در پر مجھے تو آپ بٹھایا تھا شمع نے  
 وصلِ صنم سے شاد کوئی دم اگر ہو دل

ابتو نقابِ چہرہ کا زیبا اٹھائیے  
 آہوے دشتِ حسن پہ گھوڑا اٹھائیے  
 دنیا میں کچھ تولدتِ دنیا اٹھائیے  
 بیٹھے بیٹھائے کس لیے دھوکا اٹھائیے  
 کیوں مفت میں کسی کا تقاضا اٹھائیے  
 جس کے نہ جبکہ باگون پہ گھوڑا اٹھائیے  
 بٹھائیے اب آپ ہیں یا اٹھائیے  
 تلوار اٹھائیے کہ تپنا اٹھائیے  
 دل سے جب اپنے خواہش دنیا اٹھائیے  
 صیاد و باغبان کا نہ دھڑکا اٹھائیے  
 ہنگامہ تا بعد عالم بالا اٹھائیے  
 اب ہاتھ ہمسے رشکِ سیاح اٹھائیے  
 کس کے جہان میں غمزدہ بچا اٹھائیے  
 کتارِ اب یہاں سے بکھیرا اٹھائیے  
 ہجرِ صنم میں غم بھی بہت سا اٹھائیے

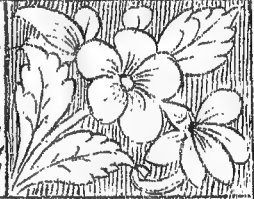
فرصت نہیں ہو کام سے سر کا سکے سخن

اب آپ شاعری کا بکھیرا اٹھائیے

سرسے پائیک بوتری زلف رسا آتی ہو	ناز کرتی ہوئی عاشق پہ بلا آتی ہو
ابر کا کل سے مضامین کے گہر لانا ہوں	سوج میں جبکہ مری طبع رسا آتی ہو
قید عصمت سے سخن بھی نہیں ہوتا آزاد	بات کرنے میں بھی ظالم کو حیا آتی ہو
تو بھی چل جسم سے اور روح پڑ استقبال	انگشت زلف لیے با وجہ آتی ہو
کوچہ اس عور کا ہو غیرت فردوس برین	دل کھلا جاتا ہو جب سر دہوا آتی ہو
اندنوں باغ میں وہ سر وہی جاتا ہو	روز و شب شاد و صنوبر پہ بلا آتی ہو
موسم باد و کشتی فصل بہاری کو لیے	ساقیاست و حوان دھار گھا آتی ہو
یا و گیسو میں تڑپتا ہو تمہارا عاشق	رات کیا آتی ہو اک سر پہ بلا آتی ہو
ابھی ابھی نہ شب وصل میں تقریر کرو	خیر ہو مت کو بھی شرکتی بڑھا آتی ہو



دفن ہو اس میں سخن لاشہ لیلے سن لو



ہائے مجنون کی وہ مرقد سے صدا آتی ہو

اب صبح شب وصل ہو گھر کیوں نہیں جاتے	کس سوچ میں ہو رشک قمر کیوں نہیں جاتے
اصرار فرمائیے اک بیسہ ہو اس میں	کیا جاتیے ہم آپ کے گھر کیوں نہیں جاتے
مانا کہ رہو گے نہ مریں پس ہمیشہ	کیوں جاتے ہو اس وقت سحر کیوں نہیں جاتے
بجیتے ہیں تری تیغ کی امید پہ کیوں ہم	ابر و کوترے دیکھ کے مر کیوں نہیں جاتے
رہ رہ کے جو کرتے ہیں غلش دل میں ہمارے	یہ تیر نگہ دل سے گزیر کیوں نہیں جاتے
ماسور نہیں ہیں تو کیوں بتے ہیں دن رات	جراح یہ ہیں زخم تو بھر کیوں نہیں جاتے

کھٹکا ہی سخن یار کے گھر میں نہیں کس کا  
کیون ڈرتے ہو بخوف و خطر کیوں نہیں جاتے

جوش گریہ میں جو وہ مگر و نظر آیا مجھے	سر و موزوں تھا کنارہ جو نظر آیا مجھے
الفت خال سیاہ یار میرے دل میں ہر	خانہ کعبہ میں بھی بہت و نظر آیا مجھے
روکے آنکھوں سے ملا سر پر رکھا تو عظیم کی	زلزلہ جا ناں کا جو کوئی سو نظر آیا مجھے
بیشتر میں نے لکھا ہر تیرا مضمون کہ	بانہ ڈالا جب کوئی پہلو نظر آیا مجھے
ہاے دل میں پہلے کیا کیا آرزو میں تھیں	کچھ نہ مجھے ہو سکا جب تو نظر آیا مجھے
آج میں نے پی جو تیرے ہاتھ سے ساتی شرا	کاسہ عمر عدد و مملو نظر آیا مجھے
آہ و نالوں کے سبب وہ رات سولی پر کٹی	یار کا جس دن قید دل ہو نظر آیا مجھے
اک جہان دیکھا ہوا آنکھوں کی لکیریں جو صنم	سب سینوں میں پری رو تو نظر آیا مجھے
جوش و شہت میں کیا دامن شب کو چاک چاک	خواب میں جب یار کا گیسو نظر آیا مجھے
اک اشارے میں تیرے خبر لگے کو کب دیا	نم جو تیرا گوشت ابرو نظر آیا مجھے
رو دیا ہدم و ہین اپنا سا نکمیں سو نچکر	جب کسی کی آنکھ میں آنسو نظر آیا مجھے

یا دندان میں کسی کی اور سخن رو یا بڑی

کو ہر نایاب ہر آنسو نظر آیا مجھے

اپنے صدر تہی میں عیا کر آزاد مجھے	ور نہ دے ہر نذر از خدمت از یاد مجھے
بات یہ یاد رہی سگی ستم ایجا د مجھے	تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

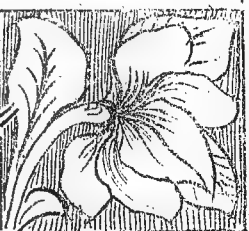
نام رخصت کا لیا مائے یکس لکرو نے  
 ابھی کل تک ڈانٹیں شب تنہائی تھی  
 ظلم کیا کیا نہ ترے عشق میں ہونگے مجھ پر  
 بارہ ہر میرے گناہوں کا تجھی پر دوا عطا  
 ظلم پر ظلم ستم پر ستم ستم میں  
 ایسا آوازہ صرا و بیا یاں ہوں میں  
 بوسہ لے لوں تری آنکھوں کا یہی ہر منظر  
 کیا کہوں میں شفیقت کے مصائب تم سے  
 دے کے دل آپ ہی کہا ہوں کہاں لکھو  
 پھر کیا کیا مری قسمت کی طرح او گلچین  
 کم نہیں عشق مبتلاں یاد آتی سے کہ وہ  
 وعدہ خشر پہ تسکین ہو کیونکر دل کو  
 شق کر تیر ستم کی مری کچھ فکر نہ کر  
 کیسے وعدہ خروا تو ذرا لکھ دیجے  
 یاد کر تا ہوں اس امید پہ ہر دم آنکھوں

ہوش آتے ہیں نظر نکلت برباد مجھے  
 آج کیوں بھول گئی ہر مری فریاد مجھے  
 واسطہ تجھ سے ہر جب اوستم ایجاد مجھے  
 تیری ہی ضد نے کیا اس قدر آزاد مجھے  
 یاد ابرو ہوتے خنجر جلا دے مجھے  
 کوہ کن پیر تو مجھوں کے استاد مجھے  
 حرف قدرت پہ تو کرنے دے ذرا صواب مجھے  
 صبح تک چین نہیں دیتی ہر فریاد مجھے  
 ہوں وہ خود رفتہ کہ اتنی بھی نہیں یاد مجھے  
 تر چھی نظروں سے ابھی دیکھ کے صیاد مجھے  
 ظلم کرتے ہیں تو آتا ہی خدا یاد مجھے  
 تم وہاں بھی تو یہ کہو گے نہیں یاد مجھے  
 ڈھونڈ ہی لگتا ترانا کوک بیدار مجھے  
 بھول جاؤں کہیں شاید نہ رہے یاد مجھے  
 چکیاں آئیں تر شاید وہ کرین یاد مجھے



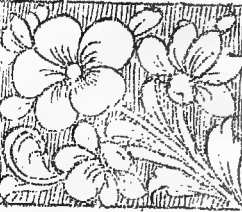
قیدی سلسلہ کا کل شکیں ہوں سخن

لوک دیوانے ہیں کتے ہیں جو آزاد مجھے



غافل و بیچ ہی سب حاصل دنیا کیا ہو  
 غیر از قابلِ اعلیٰ وہ اچھا کیا ہو  
 جانے دے غیر بلا اپنے یہ سر مول نہ لے  
 زندگی موت بھی آپ کے ہر قابو میں  
 چیز اپنی ہو جسے پائینکے دے ڈالینگے  
 کہتے ہیں صاف کو جسے چھپاتے کون ہو  
 اُسے بوسے جو طلب کیجے تو شرماتے ہیں  
 مین دم قتل تر پستار ہا لیکن قاتل  
 جو ٹپکتا ہو ان آنکھوں سے غنیمت سمجھو  
 آؤ دل کھول کے ہم آج تو مل لین تم سے  
 حسین ہی نور تر احسین ہی جلوہ تیرا  
 دیکھ پھپھٹا یگانا مل نہو اسپرے دل  
 جان کر پوچھتے تم کیا ہو مت امیری  
 ہاے جو کچھ ہو گلہ اپنی ہی تقدیر سے ہو

اس گھر وندے میں بجز خاک کے رکھا کیا ہو  
 یہ تو کیسے کہ اسے آپ نے سمجھا کیا ہو  
 کچھ نہیں برہی زلف کا سودا کیا ہو  
 سائے آپ کے عجا از مسحا کیا ہو  
 آپ کا کیسے مرے دل پہ اجارا کیا ہو  
 دل کسی پر اگر آیا ہو تو آیا کیا ہو  
 مانگیے دل تو یہ کہتے ہیں تقاضا کیا ہو  
 میری وجہ تپش شوق نہ سمجھا کیا ہو  
 خون دل ہجر میں پیئیں ہی سے پتھا کیا ہو  
 زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہو  
 ہاے وہ کوں سادل ہو وہ سوید کیا ہو  
 ہم کہے دیتے ہیں تو جان ہمارا کیا ہو  
 تم ہی مطلوب ہو بس اور تمنا کیا ہو  
 تم سے یا اور کسی سے مجھے شکو کیا ہو



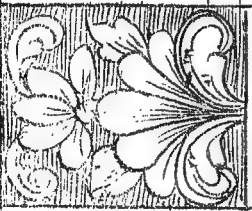
بات کے منہ سے نکلتے ہی غضبناک ہو  
 کچھ نہ سمجھے کہ سخن آپ سے کہتا کیا ہو



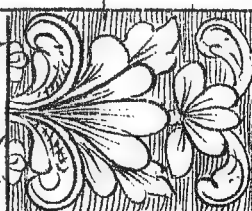
مری طرح جو کبھی تجھے گفتگو کرتے  
 کلیم طور کی ہرگز نہ آرزو کرتے

تو دیکھنے کی ترے لوگ آرزو کرتے  
یہ جانتے تو کبھی اُس سے گفتگو کرتے  
اگر زیادہ ترے وصف میں غلو کرتے  
ذرا بھی شرم نہیں آئی تمکو تو کرتے  
ہمارے زخم جگر کی جوشت و شو کرتے  
تو اپنے ناصح مشفق کا منہ زف کرتے  
تیسر ہوتی تو عاشق کی آبرو کرتے  
جو حکم ہوتا تو خالی کئی سب کرتے  
ستم کشی کی جو ہم آسمان سے خو کرتے  
ذلیل ہوتے جو ہم تیری جستجو کرتے  
اسے جو سوزن مرگان سے تم رفو کرتے  
نماز شکر ادا کیونکہ بے وضو کرتے  
ستم جو کرتے تھے تم میرے روبرو کرتے

کوئی جو نالہ ہم اسے چرخ کینہ جو کرتے  
خبر نہ تھی کہ خفا ہونگے ذکر غیر پہ وہ  
یہی نہ لگتے کہ ہم کچھ بھی لکھ نہیں سکتے  
عدو سے بھی ہر مہی بات جس طرح مجھے  
کہاں نصیب کہ اپنے وہ آب پیکان سے  
جنون میں ہمکو جولا دیتا کوئی سوزن زر  
یہ کم سنی ہر مری قدر جو نہیں آنکو  
اے بے کھنے میں ساقی بہت تامل ہر  
یہ رنج ہوتے ہیں کس لیے اگر پہلے  
بچا یا رشک عدو نے بہت شب و عدہ  
ظفر اپنا نہ رکھا ہمارا چاک جگر  
نہ دعوت تھی کو جو ہم خون اپنے قتل کے وقت  
یہ کیا ہو ظلم کہ ہمراہ لے چلے دل کو



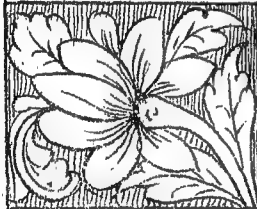
بہنیں نہ آتا ہو میری طرح سے گم ہونا  
سخن وہ خاک بجلا اسکی جستجو کرتے



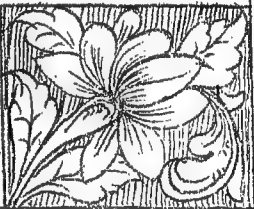
گلچین ہر خار زار سے بدتر چین بچے  
کیا کیا دیے ہیں آپ نے ہنرمیں مجھے

تنہا چلا ہی چھوڑ کے وہ گلبدن مجھے  
دور و فراق و صد سہ دوری در شک غیر

جھڑتے ہیں منہ سے پھول سے گلزار کے	دیتا ہوں گایاں جو وہ گل پیرہن مجھے
شہرت تمہارے حسن کی ہر میرے عشق کی	شیریں تھیں تو کہتے ہیں سب کو کہن مجھے
کیا کیا سوال وصل پہنچ ہو کے رہ گیا	کچھ دے سکا جواب وہ بیدہن مجھے
کب توبہ کی تھی سانس تیرے نہ رانیہ ڈر	ای شیخ تو جو کہتا ہے توبہ شکن مجھے
ہو فکر تانہ اُنکو مرے قتل و دفن میں	یجانا ساتھ چاہے تیغ و کفن مجھے
بے اختیار ہو گیا آنسو نکل پڑے	غربت میں یا د آیا جو اپنا وطن مجھے
کتنی بین کیا پہاڑی راتیں فراق کی	افسوس تو نے دیکھا نہ ای کو کہن مجھے
مہر جاؤں گر فراق میں اس کے تو ای فلک	دامان کو ہمارے دینا کفن مجھے
مان کس ادا سے قتل کیا تھا رقیب کو	بہر خدا دکھاؤ وہی بانگین مجھے



ہر دم ہو لطف بزم عروسی سخن کہ ہو  
پلو میں زخم تیغ ستمگر دو لہن مجھے



ما سے رونق ہو نہ وہ اور نہ شان دہلی	اب فقط نام کو باقی ہے نشان دہلی
ضبط ہوتی ہی نہیں جیسے غمان کیا کیجے	آہی جاتا ہے مرے لب پہ بیان دہلی
ما سے وہ قلم کہ تھا رکش فردوسین	ہاں وہ شاہ کہ تھا روح دروان دہلی
چاندنی چوک کا وہ لطف بوقت آخر	ہاں وہ جلوہ دیدار بہستان دہلی
پہیلی تفسیم کہ فردوس میں جاری ہو گی	اسے بازار میں وہ نہر روان دہلی
رونق مسجد جامع کا بیان کیا کیجے	جس میں پڑھتے تھے ناز کے شان دہلی

کیسا براو کیا اسکو فلک نے افسوس  
 کسکو صدہ نہیں اس شہر کی بربادی کا  
 جن و انسان و ملک و حش و طیور عالم  
 کسکو طاقت نہیں اظہار کی بہم مت پوچھ  
 دوست سے دوست برادر سے برادر چھوٹے  
 رہتا ہی پیش نظر شہر کا نقشہ ہر دم  
 حکم جب شہر سے جائیکا ہوا لوگوں کو  
 دار پر چڑھ گئے بے گور و کفن دفن ہوئے  
 جنکے رخسار سے غورٹ شید خجل ہوتا تھا  
 حضرت یوسف اگر دیکھتے عاشق ہوتے  
 خاتم جم کو ہر فرد بشر کو دان کے  
 عیش و عشرت میں جوتھے انکی یہ اب حالت ہو  
 اور نقشہ ہی کوئی پیخ ستگر باقی  
 اور کچھ اب تو مرے پاس نہیں ہر ظالم  
 یہ فصاحت تو کسی میں کبھی دیکھی نہ سنی  
 گو کئی بار مٹا جو فلک سے لیکن

ملگئی خاک میں سب شوکتِ شانِ دہلی  
 کون عالم میں نہیں مرثیہ خوانِ دہلی  
 رکھتے ہیں دل میں غم ماتیانِ دہلی  
 بس کسی ماے تنہا کے کسانِ دہلی  
 ہو گیا ایسا فلک و دشمن جانِ دہلی  
 ہی تصور میں جو ہر ایک مکانِ دہلی  
 ماے کس یاس سے تھے سب نگرانِ دہلی  
 واسے برصرت ماتم زدگانِ دہلی  
 ملگئے خاک میں وہ ماہوشانِ دہلی  
 ایسے خالق نے بنائے تھے تباہانِ دہلی  
 رشک بقیس تھے مشہورستانِ دہلی  
 چشمِ بونبار ہی اور لبِ پہنغانِ دہلی  
 چشمِ انجم سے جو تو ہو نگرانِ دہلی  
 مان مگر ہر فغان ایک زبانِ دہلی  
 ہفت اقلیم سے بہتر ہی زبانِ دہلی  
 شہر دنیا میں نہیں اب بھی بسانِ دہلی



نام ہی ہند کا دہلی سے سخن عالم میں





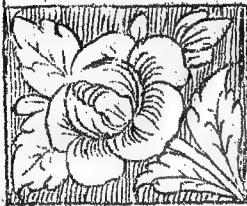
اور ہر حضرت غالب سے نشان دہلی

ہنوز شوقِ نقاے نگار باقی ہے	کہ ہجر میں رہتے جان زار باقی ہے
ہوس زیادہ کروں کیا یہی غنیمت ہے	کہ اُسکے دل میں مرا اعتبار باقی ہے
غبارِ ہو کے چمکی تھمارے دامن پر	جو سینِ نین عمری خاکِ مزار باقی ہے
فنا ہے محوِ نین دیکھ کر مرقعِ دہر	ٹینگا یہ بھی جو نقش و نگار باقی ہے
وصال میں کبھی دیکھا نہ سحباب اُسے	یہ آرزو سے دل بے قرار باقی ہے
کبھی تو اور رہا ایک شب مرے ہماں	پھر اسکے بعد تھیں اختیار باقی ہے
شبِ وصال میں کیا کہلے دل کو بھانپیں	کہ راتِ تنہائی سی پرور و کار باقی ہے
اسے بھی کیا فلکِ کینہ و رنایا گیا	نشان جو کچھ سہرے لعل مزار باقی ہے
کبھی تو شامِ فراق اپنی ہو گی صبحِ امید	ابھی تو گر و شش لیل و نہار باقی ہے
تھمارے وعدے سے کیا خاکِ مطہر میں	کہ دل میں خوفِ شب انتظار باقی ہے

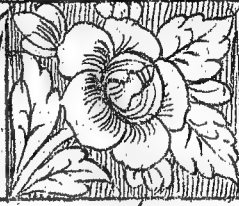
نثار اُس پہ کسی دن سخن کرینگے ضرور  
اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے

چھوڑ گیا نہ وہ ستم شعار ہی اپنی	چھوڑینگے نہ ہم بھی جان نثاری اپنی
اے ہمدردِ چھوڑ دو ہمیں تم تنہا	کرینگے ہم آپ غمگساری اپنی
لو ہنسے بھی دلیت سے اٹھایا اب ہاتھ	ترک اُسے بھی کی ستم شعار ہی اپنی
الفت کے معاملے میں انصاف نہیں	آتی ہے تھیں تو پاسداری اپنی

لو فان سے جو کچھ ہوا وہ اس سے ہوگا	گر یونین ہر سبکی اشکباری اپنی
دل لینے کو میرے یار کیا پوچھتے ہو	یہ چیز تو خاص ہو متاری اپنی
کچھ کام نہ ہے دین و دینا کا ہوا	اوقات یہ مفت میں گزارے اپنی



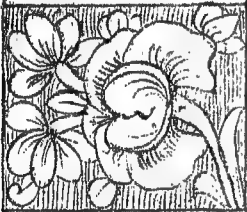
اک روز سخن فراق جانان میں ضرور



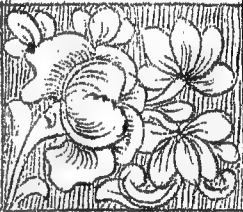
لاینگی قیامت آہ وزاری اپنی

نگاہ آپ کی جو پر عقاب ہو کے پھری	چھری گلے پہ وہ میرے جناب کے پھری
تڑپ کے رگیا کل نیندا ٹوٹ گئی میری	نگاہ یار جو آنکھوں میں خواب کے پھری
مزا جو بوسوں میں اُنکے ملا تو مدت تک	زبان ہو ٹھون پہ میرے ثواب کے پھری
تمھاری زلف مغبر نے عطر بیزی کی	ہمک پسینے کی بوسے گلاب ہو کے پھری
جیانی آپ کی صورت نہ دیکھنے دی مجھے	مری نظر میں نہ وہ عجباب ہو کے پھری
کلام غیر سے گنبد کی ہو گئی آواز	جو بات کی وہی الٹی جواب ہو کے پھری
بوقت مرگ بھی حسرت سے اشک تھم نہ سکے	پھری جو آنکھ ہمارے پر آب ہو کے پھری
فلک پہ جا کے نیا رجم دشمنوں کے لیے	پھری جو آہ تو تیر شہاب ہو کے پھری
محیط عشق غم افزا ہین ہمک رفا	ہماری عمر دور روزہ جناب ہو کے پھری
رہا جناب یہ مجھے کہ میری آنکھوں میں	کبھی نہ مشکل تری بے نقاب ہو کے پھری
فلک پہ نالہ آتش فشان کے ساتھ گئی	تو سیخ آہ پہ حسرت کباب ہو کے پھری
متھاری آنکھوں کو سب دیکھ کر ہے شہر	نگاہ بزم میں جام شراب ہو کے پھری

ضرور اس سے اجابت کارا ز پوچھو نگا	کوئی دعا جو مری مستجاب ہو کے پھری
فلک پہ آہ سنے بانہ سے دھوین کے والی قبل	جہان گیا میرے سر پہ سیلاب ہو کے پھری
پھری نگاہ تو انکی حد کی جانب سے	ہماری جان کو لیکن عذاب ہو کے پھری
پیام باد ہوائی انھیں مین بھیجوں کیا	صبا و مان سے کنجی کا سیلاب ہو کے پھری
مری تلاش مین مرنے کے بعد رست مری	جہان مین آرزو شیخ و شاب ہو پھری
بخار اپنا پس مرگ یا ر تک پہنچا	ہوا آدھر کی عجب انقلاب ہو کے پھری
بخار خوب نکالا فلک نے بعد فنا	گلی گلی مری مٹی خراب ہو کے پھری



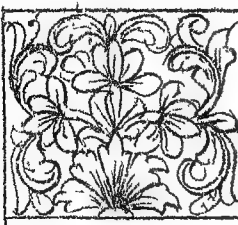
سخن بدیدہ دل دیکھ تو تری حسرت  
نثار قبر رسالت تاب ہو کے پھری



چس مین کسکی آدھی صبا جو روح پرور ہو	شبنم نکست گل سے دماغ جان معطر ہو
خلق ہو درد ہو رنج و الم ہو ہجر دلبر ہو	ینا اک روز صد مہ الفت جانا مین لبر ہو
ستار جان یہاں غرق سرشک دیدہ تر ہو	تری برق بستم خرمن جان عدد پر ہو
مدا د اکیا کرے کوئی دل بقیاب کا میرے	کہ جو دلسوز ہو میرا زیادہ مجھے مضطر ہو
حقیقت جس سے کتا ہوں مین وہ کتا ہو گھر کو	ترا افسانہ غم بے تکلف ایک دفتر ہو
کسی کو بیوفا الفت پہ تیری کیا بھروسا ہو	عنایت مہربانی لطف جو کچھ ہو دم بھر ہو
کوئی سیکھے اگر جادو تو اسکی آنکھ سے سیکھے	سبق آموز سحر سامری چشم فسونگر ہو
یہ مجھے یکسی کہتی ہو میرے دل کے جانے پر	ابھی روتے ہو کیا اسکا تور و ناز ندگی بھر ہو

خیال اسکا رہے ہر دم کہ لگ جائے ٹھٹھیس کو  
 حسابِ پیرمِ الفت میں عذابِ ہجر جانان میں  
 مزا ملتا ہے خوبا کے لبِ شیریں کے بوسوں میں  
 ترقی کی وہ حسنِ جانستان نے اس کے عالم میں  
 جفا تین لاکھ ہوں لیکن حضورِ داوڑِ محشر  
 تعجب کیا جو بیچِ شبِ جنوں میں خونِ رومہوں  
 مزا تہلایں کیا اور خضرِ تلوگرِ الفت کا  
 بجا ہے تجکو اوی جانِ جہانِ دعوایِ یکتائی  
 ہر کچھ ہمد موملِ رات بھر دیا ہوں فرقت میں  
 وفا اور جو میں ہم اور تم دونوں ہی نامی ہیں  
 نہوتے کاش صورتِ آشنا ہم اس سنگر سے  
 غضب ہے یہ مجھے وہ راز دار اپنا سمجھتے ہیں  
 رہ گیا یا دیکھو کر شکوہ جو رستم اسکا  
 نہیں موقوفِ آئینہ پہ ہمتو یہ سمجھتے ہیں  
 سنائی بعدِ بخشِ عشق میں ملتی ہے آسائش  
 نزاکت پر انیلا پن تھا رقتل کرتا ہے  
 لگا دی آگ اس کا فرنے میرے نرسِ جان میں

ترا میناے موسیقی مجھے دل کے برابر ہے  
 شبِ فرقت ہمارے روزِ محشر کے برابر ہے  
 اور اسپر گانیوں سے لذتِ قندِ مکر ہے  
 کہ وہ ظالم بھی ہے تو ظالموں میں سب سے بڑھکر ہے  
 شکایت اور تمھاری میں کروں یہ تلوگرِ داوڑ  
 کہ یا وجہِش مرگانِ قاتل مجکو نشتر ہے  
 رہے تم یوں ہی یہ لذتِ کہاں تلوگرِ ہے  
 زمانے میں نہوگا کوئی جیسا تو سنگر ہے  
 بزرگِ موجِ دریا ہر شکنِ بالائے بستر ہے  
 نہ مجھسابِ شکش ہے نہ مسابِ سنگر ہے  
 سنا ہے غیر کی باتوں کے سنتے کا وہ نوگر ہے  
 شکایتِ غیر کی مجھے زبانِ پر انکی شبِ بھر  
 چاہا جانے کہ مرنے پر ہے یا کب روزِ محشر ہے  
 جسے تو دیکھو وہ وقت کا اپنے سکندر ہے  
 تھا ہو کر ذرا تم سے مجھ کو تو بہت ہے  
 وہی گردن میں میری ماتھ ہے حسین کہ خبر ہے  
 ذرا سا پر تو برقِ نگاہِ یارِ دل پر ہے

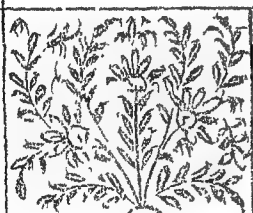


ترے ضبطِ فغان نے اے سخن رسوا کیا تجکو  
بڑا گر آہ و نالہ تھا خموشی اُس سے بدتر ہے

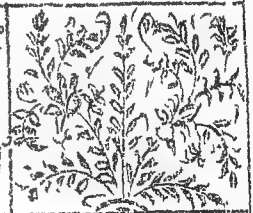


فدا ہی ہمتو ہر اک یارِ مہ جبین پہ رہے  
بلا سے دل تو ہمارا رہے کہیں پہ رہے  
بھلا کہو تو کوئی کب تک اس نہیں پہ رہے  
جو کچھ بھی خونِ مرا قاتل کی آستین پہ رہے  
غبارِ میرا تری طبعِ نازنین پہ رہے  
گر نگاہ اُسی صورتِ آفرین پہ رہے  
بہ بعدِ قتل یہ سرے فلکِ زمین پہ رہے  
نظرِ جو انکی مری آہِ آتشین پہ رہے  
کہ وصلِ میں بھی شکیں راتِ بھر جبین پہ رہے

کبھی نہ صبر و قناعت سے اک حسین پہ رہے  
تری نظر پہ رہے یا شکن بین گیسو کی  
سوالِ وصل پہ مان کہہ گئے کیوں کرتے ہو  
بلا سے میں نہ ہوں اے فلک تو بچ نہیں  
خیالِ غیر نہ آئے ہی تو مطلب ہی  
ہزارہا جان سے ہو دلِ فدا حسنین پہ رہے  
آٹھاکے ماتہ سے قاتل کے پانوں پر رکھ دو  
بہت وہ تیرہیں مجھوں انھیں میں قہ نگاہ  
خدا کے واسطے یہ کہیں خوب کاہر انداز



غش آیا باہت سے کہ مجھے زلفِ مایا  
اٹھاؤا کہ نہ بونی تنِ بیدین پہ رہے



اٹھایا ماتہ اتہو زندگی سے کہ بشتِ میں جی کے کیا کرینگے

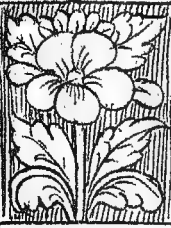
مرضِ ہی ہو تو اے سبھا کہانِ تلک ہم دوا کرینگے

یہ چھڑا چھی نکالی تھے کہ دیتے ہو طعنہ مانے سبھا

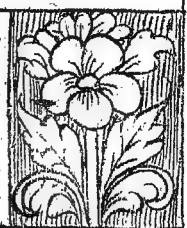
تمہارے سر کی قسم پری رو کیا جواب تک نہ تھا کرینگے

اگرچہ غیر از صنم پرستش گناہ ہر عشق میں ولیکن  
 نظر جو آئینک طاق ابرو تو سجدہ حق ادا کرینگے  
 کرینگے ہم مرگ کا بہانہ ضرور آئینگے دیکھنے وہ  
 اسی طرح سے ہم اُس پری کو ہزاروں ہی دم دیا کرینگے  
 ہمیں بھی ضد آٹری ہو تم سے کہ تم جفا سے جو باز آؤ  
 تو ہم دفن کا نہ نام لینگے نہ تم سے پھر التجا کرینگے  
 وہ شوخ چالاک کس قدر ہر کیا ہو یہ انتظام اُس نے  
 کہ خود رہ گیا شریک غالب مدد سے جب ہم دغا کرینگے  
 تمہاری تیغ جفا سے ظالم نہ نہ پھر گاہا ہرگز  
 نثار تم پر کرینگے سر کو حق ثبت ادا کرینگے  
 بھلا یا تم نے جو دل سے بھکو تو اُس کے صدمے سے خاک ہو  
 دیان گرو دلال نثار تمہارے ہم دل میں ہجا کرینگے  
 اگر یہی ہو تمہاری عادت کہ منہ سے بوا نہ سر سے کیلو  
 تو بھولی بھولی فقط یہ صورت تمہاری ہم لیکے کیا کرینگے  
 جگہ ملیگی نہ پاس انکے تو آہ ہوا زان سے چٹک اپنی  
 مثال رر درج محفل صنم کی آنکھوں پر  
 نہ تکرار کیجیں نہ منہ سے بولیں نہ پاس ٹھیں یا نہ سے جان

یہی ہو مرضی تو خیر بہتر تھا راہی ہم کہا کر نیگے



سخن سنائے ہیں شعر کیا کیا عجیب طبعیت خدا دی ہو  
غزل سنا دو جو اور ایسی تو یا دتسکو کیا کر نیگے



وہ اپنی زلفوں کو واکر نیگے ہمیں اسیر بنا کر نیگے  
تو ہم بھی آہ و بکا کر نیگے نہ یہ کر نیگے تو کیا کر نیگے  
نہیں یہ امید مجھ کو اُن سے کہ وصل میں کچھ بھی نہ ملے  
گلے ہزاروں تو لا کہوں شکوے وہ مجھے پروں کیا کر نیگے  
پھر اُنکی الفت سے تجھ کو حاصل کہ یہ وفا فی ہن ہونے کامل

ہزاروں وعدے ہیں اُن سے اِز دل وہ ایک ہی کیا دہا کر نیگے  
مرضی الفت کا ہو یہ عالم کہ چکیں ان آہی ہیں ہم  
بھلا کو تو سچ اس میں جو آہیں گے ہونے کر نیگے  
کرسین تو شکوہ ہم اُس سے جا کر ہمیں جو دیکھے نظر اٹھا کر  
جو آپ نادوم ہو سر جھکا کر تو اُس سے کیا ہم گلا کر نیگے  
غضب ہیں یہ ترک خون کے پیاسے کوئی جیے یا مرے بلا

یہی ہو کام انکا ابتدا سے ستم کر نیگے جفا کر نیگے

ہمارے دل میں بھرے ہیں ارمان نہ خوف شکوہ سے ہو گریزا

گلے لگا لو گے ہم کو اِی جان تو کیوں تمہارا گلا کر نیگے

خیال میرا نہیں ستر تو ہو یہ تدبیر سب سے بہتر  
 کہ آپ ہم اپنا درد ہو کر تمہارے اب دل میں جا کر گنگا  
 صنم نہ تھکوسر و فاہو نہ ہم کو اب طاقتِ جفا ہو  
 سواے اسکے اب اور کیا ہو کہ بیٹھے یا و خدا کر نیکی  
 پڑے تڑپتے ہیں لاکھوں بسمل کرے جو آسان تو انکی شکل  
 دہان زخم جگر سے قاتل وہ تیرے حق میں دہا کر گنگا  
 ابھی ہو ہے انھیں کہ ورت مرے پہ کھل جائیگی حقیقت  
 جو یاد آئیگی میری اُلفت تو ماتھ اپنے ملا کر نیکی

سخن تو اب کیوں ہو بکلی میں کہ آچکا دامنِ لی میں  
 نیاز لا در گہ علی میں وہ تیری حاجت روا کر نیکی

ہو مگر کچھ ایسی صورت انکی صورت دیکھیے  
 ہر رگ برگ شجر میں سیرِ حنبت دیکھیے  
 حشر کو کیوں سوئے خوشید قیامت دیکھیے  
 عشق میں ملتی ہو کیونکر مجبورِ راحت دیکھیے  
 صبر کرنے کی اگر کچھ مجھ میں طاقت دیکھیے  
 جی اگر چاہے تو اک دن آکے حالت دیکھیے  
 شوخ ہو کیا خارِ صحرا ہے محبت دیکھیے

جی میں ہو مٹ جائے آفت پہ آفت دیکھیے  
 چشمِ بیا ہو تو پھر خالق کی قدرت دیکھیے  
 دیکھیے آج میرے دغ سوزان کی بہا  
 تنگ ہوں ہر تباں میں کھدا تسکین د  
 روزِ محشر وعدہ دیدار ٹھہرا دیجیے  
 ماجراے اضطرابِ دل کہانیک ہو بیان  
 آپکے مژگان کی میرے دل سے گستاخان



سیر انجم خوش نہ آئے عمر بھر بھر آپ کو  
 آہ و نالے بے اثر دل دشمن جان عشق میں  
 یار ہو ساقی ہو موی ہو ابر ہو دریا بھی ہو  
 درد و غم افسوس و حسرت ہر سر اس عشق میں  
 آج ہی بلوایے دشمن کو برا متحان  
 بحر سے بدتر یہ شکل وصل ہے میرے لیے  
 جی میں آتا ہے سراپا آئندہ ہو جائے  
 اس لیے میں نے اٹھائے صدمہ رشک و  
 حیف ہے لیکن کبھی مجھ کو نہ پوچھا آپ نے

ایک دن بھی گھر ہمارے داغ حسرت دیکھیے  
 صورت آرام بھر کسی بدولت دیکھیے  
 یہ جو ہو سامان تو بھر کچھ لطف صحبت دیکھیے  
 یہ کہاں قسمت کہ اک دم رک و راحت دیکھیے  
 ایک دن تو میرے اسکے رنگ صحبت دیکھیے  
 ہوتی ہے رونے سے کب تک مجھ کو فرصت دیکھیے  
 بیٹھے رہے سامنے اور تیری صورت دیکھیے  
 مہربانی کر کے شاید میری حالت دیکھیے  
 سیری اُلفت دیکھیے اپنی صورت دیکھیے



وعدہ دیدار فردا سے قیامت ہی سہی  
 دی تو ہی آسنے میں تقویٰ تیری سیادت دیکھیے



میرے گل و ترانہ پارہ جو بلبلی کرتے  
 دستہ میں دم مجھے تار از محبت کہ دون  
 بچول لانے کی جو توفیق نہیں تھی مسک  
 مارنا غیر کو میں دینی نہ تھی دیت  
 دیکھی جب زلف تمہاری تو چمن میں ہم کو  
 بزم میں غیر پہ در دیدہ نگہ ہی ہر دم

چرخ بھی رخ نہ وہ گلشن میں سو گل کرتے  
 بار نایب نے سنا شیشون کو قفل کرتے  
 شمع تربت ہی کو تم آکے مری گل کرتے  
 قتل میں میرے اگر آپ تامل کرتے  
 کیا غرض تھی جو نگہ جانب سنبل کرتے  
 عارفانہ کبھی ہمسے بھی تجاہل کرتے

آپ ہی اپنی مصیبت میں گرفتار ہو وہ	تیرے ہی زلف کو دیکھا جو کہیں غل کرتے
باغبان ہوتے گلون کے نہ اگر جو جمال	تنگ گلزار میں صیت او کو بلبل کرتے
لطف کس درجہ شب وصل میں حاصل تھا	نوش بل بل کے جو ہم تم قحط بل کرتے
آیا گھر آیا ہوا اُنکو کو مرے بند کیا	سن لیا کوچے میں اُسے جو مجھے غل کرتے
تیرے مرگان کی محبت جو ہوتی دل میں	کیون وہ ہو کہ وہ دنیا سے تغافل کرتے

اے سخن مرتبہ خاص عنایت ہوتا  
اسکی درگاہ میں پیدا ہوا تو تسل کرتے

کھینچے جب قاتل تری شمشیر آدمی رہی	تن میں جان عاشق و لکیر آدمی رہی
ٹکڑے ٹکڑے کرو یا دشت میں سینے بار بار	جب ہوا جوش جنون زنجیر آدمی رنگتی
ہو گیا عجیب رمانی اٹھ گئے وہ شرم سے	نا کر کھینچی گئی تصویر آدمی رہی
سر سے لیکن نہ پہنچا تیرے واسن کھنچا	خاک اپنی ہو گئی اکسیر آدمی رہی
میں ابھی تو کہرا ہوں کیوں لگے دینے جو اب	پہلے سن لیجے مری تقریر آدمی رنگتی
باتوں میں اُنکو لگایا تھا لیکن رک گئے	ہو چکی تھی وصل کی تدبیر آدمی رنگتی
یوں نہ بھٹلا کر پکارا تھا کبھی نئے ہمیں	پہلے سے اب تو مری توقیر آدمی رنگتی
مار کر تال میں مجھے تشہیر کرنا تھا ضرور	آرزو سے عاشق و لکیر آدمی رہی
پہلے خود آتے تھے اب کیوں لکھتے ہیں وہ ہر کھنڈ	کیا ہا رہی آہ میں تائید آدمی رہی
لکھتے لکھتے ہم سے وصف دہن میں گم ہوا	صحف رخ کی ترے تفسیر آدمی رہی

سب ہوا بوس و کنارِ جان ہوا لیکن وصل  
آرزو سے عاشق و لگیر آدمی رگمی

سے سخنِ دل سے نہ نکلی کوہن کی آرزو  
اسکی نادانی سے جوے شیر آدمی رگمی

جگمگا ہر شور ہر ہر رند کا دل شاد ہر  
گر موعشق صنم سے دل بین سیرِ داغ بہن  
لعلِ تپھر میں بنا لالہ ہوا کہتا رہیں  
نو گرفتارِ نفس ہوں امی و سیران کُن  
دیکھتا ہوں جس طرف ہر تیرہ بخت کی بہار  
کر دیا باتون سے میرا شیشہ دل چوڑھا  
آہ و نالہ حسرت و آراں و دردِ داندہ و غم  
کفر اور اسلام کی تحقیق سے مطلب نہیں  
پھٹ پڑا جو بن پری ایسی جو انی آگنی  
آدِ فصلِ بہارستان ہر گلچینِ باغ میں  
تیری کیا بنیا دہر عرش برین تھرائیگا

آج موعواروں سے ساتی سیکہ آباد ہر  
سوز و داغِ دل سے سینہ کورہ حرا دہر  
واہ کیا نیرنگی خونِ سرفرا دہر  
نالہ کیا شہر بہتِ آوار کیا فریاد ہر  
آج تو جو بن پہ کچھ اپنی شبِ فریاد ہر  
ہاے ان سنگین دون کے ظلم سے فریاد ہر  
جیسے مرتے یہ متاعِ عاشقِ ناسزا دہر  
قیدِ مذہب سے صنمِ عاشقِ تورا آزاد ہر  
کچھ نہ تھا انگلے برس تک خوب ہمکویاد ہر  
نغمہ بلبیل نہیں شورِ مبارکباد ہر  
جاتا ہر چرخ کس مظلوم کی فریاد ہر

منزلِ آرام و آسائش نہیں دنیا سخن  
جائے عبرت ہر سرِ اسرِ نج سے آباد ہر

وہ نہیں تو باغ میں ہر سرو شکل دار ہر  
باغبان آنکھوں میں اپنی گلِ برنگ خار ہر

یار بھی اپنا سراپا جلوہ گلزار رہی	زلف سنبل ہی دہن غنیمت گل خسار ہی
جوش و خروش میں یہ تیرا ماتہ جاتا ہی کہ صر	ای جنون یہ جیب ہی یا زخم دامن دار ہی
پھر ہوا سرین مرے سودا تھاری زلف کا	پھر گراں زنجیر میرے پاتوں کو درکار ہی
شوق و صلت ہی چین انکی نہیں مرضی بھی	ہم سے اور انسے بس اتنی بات پر تکرار ہی
کیا قیامت ہی کہ اک دن شکل دکھاتے نہیں	آج کل امر و نہ ضرور اوعدہ دیدار ہی
حق کو جب تو جانتا ہی غافرو نب عظیم	جام می سے زاہد پھر کس لیے انکار ہی
کس کے عاشق ہو گئے جلتے ہو کیوں کچھ تو کہو	صورت برگِ خزان کیوں اندون رخسار ہی
خوب گلچترے اڑاتا ہی چمن میں میکشو	ہو سم گل کی بدولت باغبان زردار ہی

ایسی توبہ تبتدیک ہی سخن توبہ کرد  
دل میں ہی یاد و صدم اور لب پر استغفار ہی

جھکو کہنے میں کیا تکلف ہی	وعدے میں آپ کے تکلف ہی
جب خفا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں	تیری اوقات پرارے کُلف ہی
جھکو بھی جانتا ہوا کہ عالم	تکو دو گون سے گر تعریف ہی
آپ سے میں توبہ تکلف ہوں	آپ کو مجھ سے کیوں تکلف ہی
تم تو ہر وقت شاد رہتے تھے	آج کیسا تمہیں تاسف ہی
جبکا جی چاہے کھینچ لے تصویر	یا ر میرا مثال یوسف ہی
و اعطون سے ہی تجھے بچتی	محب زاہد اتر اُکھٹ ہی

ہٹ گیا وہ سچ بالین سے      روح اب تنجکو کیوں توقف ہے

قلبیے سب کھے سخن تے

لیکن اک اور قافیہ آت ہے

<p>اُنکو جانے کی جو تجبیل بڑی رہتی ہے چوس کر شرم سے وہ آپ چھوڑا ڈالتے ہیں چشم خونبار اسی واسطے رہتی ہے مدام تم تو آئے مگر اسکا ہو کہو کیا موقع ناوک یا رمرے زخم سے نیکلے کیونکر کیسل جاتا ہوں میں یوں آج تو سپر قاتل زلف واکل کی محبت میں گرفتار ہوں میں نہیں معلوم اسے نظری ہے رکس کی ناز کی پر بھی تھیں چین نہیں شوخی سے</p>	<p>اس لیے جیب میں ہر وقت گھڑی رہتی ہے دن کو ہونٹوں پہ جو مستی کی دھڑی رہتی ہے نوک مرگان جو ترے دل میں گڑھی رہتی ہے بے محل در پہ سواری جو گھڑی رہتی ہے مشرۂ یار کی پچڑ جو جڑی رہتی ہے جس طرح نزدیکی چوسر میں اڑی رہتی ہے پانوں میں بیڑی تو ہاتھوں میں گری رہتی ہے روز اس کوٹھے پہ اک حور گھڑی رہتی ہے آج کل ہاتھ میں پھولوں کی چھڑی رہتی ہے</p>
--	--

منتظر ہوں سخن اک وعدہ فراموش کا میں

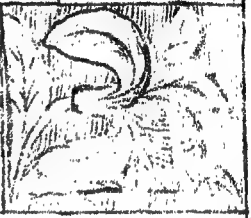
آنکھ دو روز سے ہر وقت لڑی رہتی ہے

<p>پھر دکھایا زور اپنا تو انی نے مجھے پیر سے بدتر کیا تیری جوانی نے مجھے لطف کیا دیکھلاتے ہیں جوش جوانی نے مجھے</p>	<p>پانوں پر نکلے گریا سر گرائی نے مجھے نہم ہوا شوق ہم آغوشی میں میں مثل کان کستہ در میں نے مرے لوٹے ہیں وصل یا میں</p>
---	--

پہلے تو کچھ کچھ رکے تھے اور بھی اب کہیں گئے	کھینچ کر آنکی جو دمی تصویر مانی نے مجھے
بے تکلف ہو گیا سپکر مرا گل پیر جن	رنگ دکھلائے شراب ارغوانی نے مجھے
خوش رہا کرتا ہوا اکثر غیر میں خد سے مری	سج بے پایاں دیے ہیں بار جانی نے مجھے
یلا و قاہون کرستم کیونکر تجھے سمجھاؤں میں	مار ڈالا یا تیری بدگمانی نے مجھے



جب غزل پڑھتا ہوں کہتا ہوں یہی مجھے ہے حد  
یو سخن پہنکا تری آتش در بانی نے مجھے

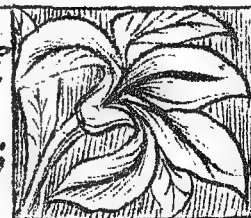


دیتی ہو لطف نعرہ ہل من مزید کے  
وعدے سے تیرے ہم ہوے لائق وعید کے  
آزاد کر دیا ہمیں اسنے خرید کے  
دس دن اگر ہیں غم کے تو دو دن ہیں عید کے  
اب حال ابی صنم مرا قابل ہو دید کے  
وہ ماجرا سے دید ہو لائق شنید کے  
آتے ہیں سننے لوگ قریب و بعید کے  
بیٹھے ہیں انتظار میں خط کی رسید کے

رکتی ہو تیغ خلق پہ تیرے شہید کے  
ایسے دار و مل نے دیکھیں عقوبتیں  
یوسف سے بھی وقار میں ہر کو بڑھا دیا  
دنیا میں ہمیش کم ہو مصیبت زیاد ہو  
پوچھو نہ خط میں مجھے حقیقت مزاج کی  
نظارہ جال سے جو کچھ گزر گیا  
ہر داستان عشق بھی حیرت فزائے خلق  
اس سادگی کا عشق میں خانہ خراب ہو



چھوڑو نہ طوف کوچہ دلدارا سخن  
فقر و ن میں آؤ تم نہ عہد و مہر نیک کے



بہار آئی ہو ساقی جام دے بھر کر گلابی سے	کہ ہو کچھ فائدہ ہکو بھی تیری باریابی سے
---	---

گدڑتی ہر ہماری زندگی کس کس خرابی سے	تیا میں کیا سر ہوئی کہ کونکر بجز جانان میں
عجب جو بن صنم و آج تو پوہ شک آبی سے	ہوئی ہر جامہ زری ختم تم پر اس نے میں
بہت مدت ہوئی محروم ہیں ہم باریابی سے	اجازت دیجے آنے کی نہیں اب صبر کی طاقت
ہمیں آیا حجاب او جان تحاری عجبابی سے	یہ کیا انداز ہر اب گالیان دیتے ہو لوگوں کو
یہ بوسے لب جان کج لیکن اس خرابی سے	ہزاروں تفتیں کین ہاتھ جوڑے گالیان میں
مزا ملتا ہے مجھ کو انکی ایسی بے جانی سے	غضب میں اپنے جامے سے جو ہو جاتے ہیں ڈھیر
ہماری بات تو مانی مگر کس کس خرابی سے	ہوے برہم الگ لیٹے رہے گرے پہ پہروں
کہ مر جاتے نہ ہرگز ہاتھ اٹھانا سنگار کاتی سے	جامہی و دھل ہو وصل میں جیسے کوئی بھولا
نفاذ حب کیا پہننے ترے روئے کتابی سے	سارک ہی نظر آیا تری الفت میں مر جانا

طریق صوفیہ میں رند مشرب ہر سخن میرا	ہر نفرت ہمیشہ فرقہ مرند دہلی سے
-------------------------------------	---------------------------------

خوب ہم آپ کو اسے شفق من دیکھ چکے	جیلہ و کروستہ عشوہ و فن دیکھ چکے
انس و جہر دی یاران وطن دیکھ چکے	بیکسی میں نہ ملا کوئی بھی غمخوار ہمیں
گردشیں تیری بھی او چرخ کھن دیکھ چکے	ایک بھی دور تر اپنے موافق نہوا
بارہا ہم ترا بے ساختہ پن دیکھ چکے	جسکے مشتاق تھے وہ بات نہ پائی پہننے
دیکھنا تھا جو ہمیں رنج و محن دیکھ چکے	عشق میں شکوہ بیدا و صنم کیا معنے

کسی پہلو نہ بندھایا رکھ مضمون کر	
----------------------------------	--

خوب ہم اسکو دم فکر سخن دیکھ چکے

<p>گھر اپنے آج تو جانے کی تنے خوب کھی  یہ مال مفت ہو شاید تمہاری نظروں میں  یسی جیا ہو تو ایسی جیا کا کیا کہنا  کہیں گے نہ کچھ خیر ہو تمہیں صاحب  کھلا کہ ہم بھی ہیں کچھ اور نہیں تو کچھ بھی نہیں  خیر بھی ہو مرے پہلو میں اب کہاں ہوں  عدو کو بزم میں جا کر بٹھاؤں میں کیونکر  شبک نہیں ہوں گراں بار ہوں میں حسرت سے  چراغ پر وہ فانوس ہو کہ روشن ہو  ہو نہیں جو غیر سے باتیں وہ سب سنیں ہم نے  کہاں کی نیند تصور بھی یا نہیں اسکا  بیان تو اسے ہیں مشاق کون سوتا ہے</p>	<p>ہمارے پاس نہ آنے کی تنے خوب کھی  ہمارے دل کے چرانے کی تنے خوب کھی  عدو کو آنکھ دکھانے کی تنے خوب کھی  یہ ہم سے روٹ کے جانے کی تنے خوب کھی  قسم ہماری نہ کھانے کی تنے خوب کھی  کبھی سے دل کے لگانے کی تنے خوب کھی  یہ بار رشک اٹھانے کی تنے خوب کھی  مجھے نظر سے گرانے کی تنے خوب کھی  یہ وارغ دل کے چپانے کی تنے خوب کھی  ہمارے ہوش میں آنے کی تنے خوب کھی  ہمارے خواب میں آنے کی تنے خوب کھی  شب وصال جگانے کی تنے خوب کھی</p>
---	--

عجب مذاق طبیعت خدا نے بجز شاہی  
سخن غزل تو یہ گانے کی تنے خوب کھی

<p>وصل کا اقرار ہو رہ جاؤ بھی  کیون ہیں ترساؤ بھی رو او بھی</p>	<p>وعدوں سے اپنے کبھی شرمناؤ بھی  جانے دو کہوں کو بس اب آؤ بھی</p>
---	--



بوسون کے دینے میں تر و دہوا	لے چکے تم دل کو میرے لاؤ بھی
ہم تو نہ لیں عرقِ شرم سے	گایون کا منہ کہیں برساؤ بھی
تمنے میرے دل کو چھپا یا کہاں	ہو چکی بس دل لگی بتلاؤ بھی
داور اٹھری کوئی پٹہ خیال	نیر غزل ہی سہی کچھ گاؤ بھی
پاسِ وفا آپ نے اچھا کیا	دیکھ چکے خوب اچھا جساؤ بھی



روٹھ کے جلتے ہو سخنِ یار سے  
تسکو میرے سر کی قسم آؤ بھی



مرنے پہ کوئی کیا خبر وصلِ یار سے	اُجڑے ہوئے چمن میں یہ گل کیا بہار سے
عاشق کو ہر طرح کا جو گل اختیار دے	معتوق اس مزاج کا پروردگار دے
دل تو جلا یا گھر بھی جلا دے رقیب کا	کچھ نفع بھی تو اے نفسِ شعلہ بار دے
اے سوزِ عشق کا مکیے جا کمی نہ کر	اچھی طرح سے دانع کو دل کے اُجھار دے
انداز کچھ تو جو رکھو اس کے اوڑا کبھی	کچھ بھی تو لطف اے ستم روزگار دے
مجبور کی بھی داد کو غافل ہو نہ غرو	تجھ کو خدا جہان میں اگر اختیار دے
دیوانوں سے بھی حضرت ناصح الجھ پڑے	عقلِ سلیم آپ کو پروردگار دے
کل شب کہاں گزاری ہی پوچھتا ہوں میں	کچھ تو جواب مجھ کو مرے شرمسار دے
بے فائدہ ملال ہو انسان کو چاہیے	راحت ہو یا کہ نہ خنجِ خوشی سے گزار دے
وعدہ ہی کر کے ہائے نہ تسکین دو مجھے	یہ بھی دعا کرو کہ خدا اعتبار دے

وصل اُس پری کا جو ہو نام رقیب ہو  
گستاخین میں لذت آزار یار کو  
قہمت کی بات ہے جسے پروردگار دے  
جان اپنی تانہ بواہوس بدشمار دے

نثر رقیب کا وہ مرے پاس ہے سخن  
جن ہی چڑھا ہوا ہو تو اُس کو اتار دے

مرا محبوب دل وہ شاہ دین ہے  
کوئی منس نہیں اس بیکسی میں  
شبِ فرقت میں نالوں سے ہمارے  
خرام یار کا ہو وصف جس میں  
ہجوم مور کا خط پر بگمان ہے  
کسی صورت نہیں تسکین ہمدم  
جہان میں جن یوسف کی ہر شہت  
کہ جسکا فرش رہ عرشِ بن ہے  
خیال یار لیکن ہم نشین ہے  
پریشان زراہد خلوت نشین ہے  
زمین اُس شعر کی عرشِ برین ہے  
دہان یار میں کیا انگین ہے  
دل نالان بہت اندوگین ہے  
گر میرا صنم اُس سے حسین ہے

نہیں معلوم کس جا ہے وہ وحشی  
سخن کی کچھ خبِ ر مطلق نہیں ہے

حال پر میرے کرم اوبت کافر ہو جا  
آرزو وصل میں ہے نشہ صبا کی مجھے  
شب ہجران کو میں اک چشم تغافل سمجھوں  
حرمت بادہ کا ہے ذکر مری خاطر خواہ  
نکہ لطف سو عاشق مضطر ہو جاے  
میرے حق میں لبِ ساقی لبِ ساغر ہو جا  
وصل جانان کا اگر روز مقرر ہو جا  
کچھ بیان اور بھی واعظِ سرِ نمبر ہو جا

وقت میں تو مدد جو کرے اس خیال یار  
کیا دھجیان اڑاؤں میں شبہا سے تار کی  
تالی رہے کبھی نہ تصور سے اس کے دل  
آئینہ کیا وہ جسمین نہ صورت ہو یار کی

کچھ تو اس کے وعدے سے ہو رہا سخن  
امید کو زندگی ستار کی

یہ بحث رہنے دے اسے یار آج تو باقی  
بلا سے ایک مراد دل رہا رہا رہا  
قدیم تو ہے سوا تیرے جو ہر حادث ہے  
کیا ہو فرج تو اچھی طرح سے او قاتل  
شراب میکشواتنی پیو کہ تھک جاؤ  
وصال عاشق نا کام پہ ہزار افسوس  
ابھی سے تیری طبیعت بدل گئی گلرو  
شال کو کہن وقیس حشر تک اس دل  
اڑا وہ دھجیان دست بہتون گریبان کی  
بوقت مرگ اتنی یہ ہو دے سنا تجھے  
اسید وصل کے جھگڑے جو تھے تمام ہوئے

کہ مجھ کو تیری وفا میں ہر گفت کو باقی  
خدا تک یار کی رہ جاے آرزو باقی  
فنا ہو سب کو خدا ایا مگر تو باقی  
نہ تیغ اٹھا کہ ابھی ہو رگ گلو باقی  
نہ رہنے پائے کوئی تم کوئی سب تو باقی  
کہ جبکی رہ گئی کچھ دل میں آرزو باقی  
رہی نہ تجھ میں محبت کی کچھ بھی ہو باقی  
رہیگا قصہ غم میرا کو کہو باقی  
رہے نہ کوئی جگہ تابل رفو باقی  
کہ حشر میں بھی رہے میری آبرو باقی  
بس ایک اور ہو مرنے کی آرزو باقی

فراق یار میں کیا کھا کے اب جینگے سخن  
دل و جگر میں تو مطلق نہیں لہو باقی

یہاں آج اپنے گھر وہ جان جان ہو کوہی	کلبہ احزان مرا شک جنان ہونے کوہی
نالہ دل ہر مین آتش نشان ہونے کوہی	پھرتہ وبال زمین و آسمان ہونے کوہی
وہ چلے جاتے ہیں صبح وصل کیا سا بان کرؤ	برخِ فرقت انکا دل میں یہاں ہونے کوہی
جلد فرصت کہ تاب جو راب مطلق نہیں	ہو چکے وہ بھی جو کچھ اسی آسمان ہونے کوہی
صبح جائے گا وہ گل باو بہاری کی طرح	پھر ہمار گلشنِ عشرت خزان ہونے کوہی
اب کوئی اخفائے راز عشق کی صورت نہیں	استدر چپٹن کہ خاموشی بیان ہونے کوہی
وصل کا وعدہ تو کرتے ہو مگر یہ توبت او	قبر میں یا حشر میں آخر کہاں ہونے کوہی
اضطرابِ دل سے پہنچی ہو یہ اجالتی	کوئی دن میں غیر میرا راز دان ہونے کوہی
بدگمان تھامیں تو مجھے بڑھسنے وہ پائے گئے	انکا دربان میرے گھر کا پاس بان ہونے کوہی
صبح وصل اسکی مجھے صبح قیامت ہو گئی	جب کہا اسنے کہ جاتے ہیں اذان ہونے کوہی
دوست کہتے تھے صفائی یار سے ہو جائیگی	اب یہ سنتے ہیں کہ دشمن و زبان ہونے کوہی
سخت جان میں ہیں تو وہ نازک بہت ہیں کیجیے	آج میرا اور انکا امتحان ہونے کوہی
ہائے الفت کا برا ہو وہ تو دشمن ہو مرا	میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر مر بان ہونے کوہی



بڑھ گیا زندان میں ذوقِ دشتِ پیانی سخن

مجھے پہلے اب مر اسایہ روان ہونے کوہی



نہالِ عشق کی ہر شاخ پھر ہری ہو جائے

نگاہ وہ کہ خجل جس سے سامری ہو جائے

وہ دیکھ لین چمن دل ابھی پری ہو جائے

وہ اسکی آنکھ کہ جادو سکھائے آہو کو

تو سامنے ترے دانتوں کے کنکری ہو جا	گنہ کو جو بہت ابل سمجھ کے لائین اگر
گمان مطلع نور شید خاوری ہو جا	دکھاؤں سینہ پڑ داغ تو ابھی سب کو
کہ میرے خون سے ستگر مر ابری ہو جا	کہو گا داؤد ر و ز جزا سے محشر میں
یہ فکر ہو کہ کسی طرح جان بری ہو جا	ستم شعار پر پوش سے بواہوس کو دام
غم فراق میں اس درجہ لاغری ہو جا	تمھاری بزم میں مجھ کو نہ کوئی دیکھ سکے
کہ سہم کر مری صورت نہ دوسری ہو جا	مجھے تو خوف ہوا بدمزاجیوں سے تری
غبار دل تراست سکندری ہو جا	یہ میری خوبی قسمت کہ وصل میں بھی مجھے
تو کشت زار منت ابھی ہری ہو جا	پنچوڑو بال نہا کر جو خاک پر پیری
ادھر تو آؤ کہ دیدار آخری ہو جا	چلے نہ جاؤ دم نزع یوں تجاہل سے

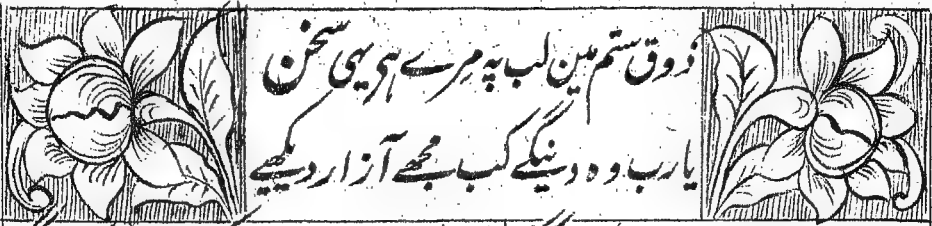


خیال زلف صنم میں سخن نہ روا تنا



کہین نہ ابر کو دعوای ہمسری ہو جا

سب آپکے ہیں طالب دیدار کیجیے	جمع ہر کس قدر پس یوار کیجیے
یہ چیز وہ نہیں جسے ہر بار کیجیے	ہر دم نظر نہ ڈالیے دل پر ہر آپ
کٹتی ہو تاکے کیونکہ شب تار کیجیے	روز فراق تو کسی صورت گذر گیا
اس کو نہ چھوئے گا خبر دار کیجیے	اٹکا ہوا ہر دل مرا زلفوں میں آپ کی
گھر میں پڑے ہوے در و دیوار کیجیے	باو صبا ہوا در نہ تپا ناسنہ بر کاہی
ہوتے ہیں آپ دل کے خریدار کیجیے	دینے پڑینگے آپ کو بوسے ابھی ابھی

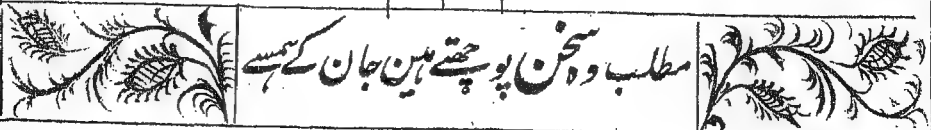


ذوق ستم بین لب پہ مرے ہر ہی سخن

یارب وہ دینگے کب مجھے آزار دیکھے

یہ دیدہ دل دیکھے کیا کیا نہ کرینگے  
 اچھا جو کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے  
 انہار کرینگے اُسے ہم یا نہ کرینگے  
 ہم ایک حسین روز بلیا یا نہ کرینگے  
 جو کہتے تھے ہم گھر ترے آیا نہ کرینگے  
 ہم اُس سے کبھی کوئی تمنا نہ کرینگے  
 معلوم یہ ہوتا ہے کہ گویا نہ کرینگے  
 ایذا شب ہجران کی گوارا نہ کرینگے  
 کچھ ہوتری بیدار کا شکوہ نہ کرینگے  
 سنتے ہیں وہ قلیل سیحانہ کرینگے  
 چھڑینگے مجھے آپ تو اچھا نہ کرینگے  
 کیا راز غدوہ ہے کہ وہ افشانہ کرینگے  
 ہر کونافت نہ کہ وہ برپا نہ کرینگے  
 ہم گھر ہی میں زندان کا تماشہ نہ کرینگے

بدنام اُسے اور مجھے دیوانہ کرینگے  
 بیسار محبت ہوں مجھے آکے مسیحا  
 تم کون مری حالت دل پوچھنے والے  
 منت کش دلدار جفا کار رہیں کیوں  
 بیٹھے ہیں وہی گھر کا لکھانے کو قبالہ  
 ہونے دو فلک ہے جو مراد شمن ارمان  
 یوں کرتے ہیں اقرار وہ وعدہ کی وفا کا  
 مرجائینگے جاتے ہی ہم اُنکے سحر وصل  
 عادت ہے ہمیں ضبط کی سچ جان لے غلام  
 آئینگے عیادت کو تو بولینگے نہ مجھے  
 قابو میں ابھی تک تو ہے میرا دل نادان  
 کرینگے اشاروں میں مرے قتل کا ایما  
 کچھ حشر ہی موقوف نہیں چال پہ اُنکی  
 اُس لہلہ مسلسل کے تصور میں الجھ کر

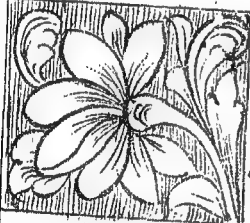


مطلب وہ سخن پوچھتے ہیں جان کے سہ

ہم بھی کبھی اٹھسا رتبہ نہ کریں گے

غم نہ ہو سبب سخن اس دل کا بھی غم چاہیے  
مرہم کا فور کی حاجت نہیں ہر چارہ گر  
کارخانے میں جہان کے عیش سے غم ہر فزون  
غیر سے بند تبا کیونکر گھلین اس حور کے  
ناوک دلدوز اس کم کم خلش سے فائدہ  
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ماتہ سے جاتا رہا  
غم کو مونس کر دیا ہے فراق یار میں  
فکر ایذا کیوں ہر کچھ تھا غم اُلفت نہیں

غم سے ایسے دل کے ہر دم چشم نہ چاہیے  
نغم دل پر اس کے عکس رخ کا مرہم چاہیے  
ایک دن ہو عید تو دس دن محرم چاہیے  
آنکے داکرنے کو ہدم کوئی محرم چاہیے  
ہر گھڑی دل میں مرے سبیل کا عالم چاہیے  
اب تجھے اچھو چشم گریان دل کا ماتم چاہیے  
عالم تنہائی میں کوئی تو ہدم چاہیے  
غم بہت ہو گئے سلامت آپکا دم چاہیے



ہر عبت ذکر غم بھران سخن جانے بھی دو



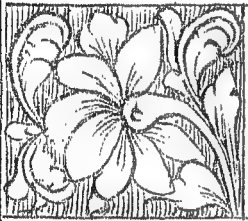
کوئی دم تو وصل میں اخلاص ہم چاہیے

دیکھا چو اسے شان خدائی نظر آئی  
اسپہ تو دل و جان کی صفائی نظر آئی  
ناج تری اک بات لگی دل کو نہ سیرے  
جہتی ہی نہیں پسلی ہی جاتی ہن نگاہیں  
گہرا کے ہر اک سے وہ مجھے پوچھتے ہیں اب  
اس بت کو بھی دعویٰ ہوا یکتائی کا اپنی

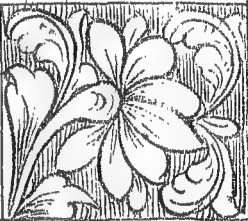
قطرے میں بھی دریا کی سمائی نظر آئی  
بجلی کی طرح جب وہ کلائی نظر آئی  
جو کچھ کہا سب ہرزہ درائی نظر آئی  
یہ جسم پہ اس گل کے صفائی نظر آئی  
کچھ تو مرے ناون کی رسائی نظر آئی  
اللہ تری شان خدائی نظر آئی

چلن سے جو اس گل کی کلائی نظر آئی  
ہم کو نہ کسی شکل رہائی نظر آئی  
جو چیز تھی اپنی وہ پرانی نظر آئی  
ٹاپو کوئی دیکھا نہ ترائی نظر آئی  
جو آہ کہ نکلی وہ ہوائی نظر آئی  
جب خاک ہوے ہم تو صفائی نظر آئی  
پنچہ مجھے سو جہانہ کلائی نظر آئی

لے لیں ہیں بس پنچہ مرگان نے بلائیں  
مر کر بھی تو صیاد کے چنڈے سے نہ چھوٹے  
دعویٰ ہوا لو انکو بھی اب دل پہ ہمارے  
گریہ سے مرے ہجر میں تھا عالم دریا  
کیا سوزش دل ہو شب بجران مرے منہ سے  
یوں تو کہی خواہے یہ غبار آنکی نہ نکلا  
دیکھا تو سراپا تھا وہ اک نور کا عالم



ذرا بھی تو خالی نہیں قدرت سے خدا کی  
ہر شے میں سخن اس کی خدا کی نظر آئی



چشم جادو سے صنم شہرہ آفاق ہوے  
بوسہ ہلے لب جاں نان مجھے تریاق ہوے  
گل وہ سب آپ کے دانغ دل عشاق ہوے  
لعل اتر تھے بہت خوب ہوا عاق ہوے  
لایا خط یا رکات صدمہ تو ذرا چاق ہوے  
سادگی تھی کہ جو ہم آپ کے مشتاق ہوے  
مجھہ دور و زگزر نے بھی بیان شاق ہوے  
کیا پریشان ہمارے وہ سب اوراق ہوے

سحر میں نام خارا آپ بھی مشتاق ہوے  
افعی زلف نے تو ماہی رکھا تھا گر  
پھول پھینکے تھے غیبِ رجو گل بازی میں  
رازِ الفت نہ چھپا اشک نگاہوں سے گرے  
منہ پیٹے ہوئے بیہوش پڑے تھے ہم تو  
کیا سمجھتے تھے ملاقات سے صدمہ ہوگا  
شستر تک وہ رہ دیدار پہ کیا صبر کروں  
جن پہ تیرے محاسب حال پریشانی دل



آتش عشق نے بے طور گھلایا تک  
چند مروتوں میں سخن سوکھ کے تم قاق ہو

<p>چھوڑی جفانہ اُس نے تعزیر ہے تو یہ ہے نالوں کی میرے سہم تاثیر ہے تو یہ ہے ہر سزاے عاشق شمشیر ہے تو یہ ہے عاشق کی اُسکے یار و تو یہ ہے تو یہ ہے آئینہ کے مقابل تصویر ہے تو یہ ہے ایک موت میں ستمگر تاخیر ہے تو یہ ہے جادو کو ہون نہ کیونکر آفت ہے تو یہ ہے اب میرے آشیان میں تو یہ ہے تو یہ ہے جوش جنون میں میرے زنجیر ہے تو یہ ہے صحف کی اُسکے رخ کے تفسیر ہے تو یہ ہے آزار کے مناسب تدبیر ہے تو یہ ہے اس خواب کی ہمارے تعبیر ہے تو یہ ہے</p>	<p>میں نے وفا کی اُس سے تصویر ہے تو یہ ہے اُس کو خیال میرا کچھ بھی ہوا نہ اب تک ابر و ہوائے اُس نے بسمل ہوے بیان ہم دیا ہے گالیان وہ ہر وقت بے سبب بھی سہ سہائی بان تصور ہر وقت اُس کا دل میں آتم ہی تیرے ہر گئی شکل ہماری آسان باتوں نے اکی جھکوشید ا بنا لیا ہے بجلی کے کوز نے سے تھک گیا کلچر سوچ ہوا سے گل کا پابند دل ہے اپنا مشتاق ہو تو یار و دیوان ہمارا دیکھو میں ہوں مریض لفت کھاؤ نگاہ ہر دم پر دنیا کے یہ تماشے سب خاک میں ملیں گے</p>
---	--

اس پر خدا رہے ہم قسمت سخن تو دیکھو  
اُس نے کبھی نہ پوچھا تقیر ہے تو یہ ہے

رندیش نشہ میں کرنے لگے نخل چچ اٹھے  
سیکڑے میں سنتے ہی شیشوں کی قفل چنچ آٹھے

آتش گلِ اسف در بھری کی بل چنچ اٹھے	بہنجان بھی کچھ خوش کرنے لگے فل چنچ اٹھے
باغبان بھی ہو گیا بے چین بلبل چنچ اٹھے	جو گلچین و خزان بیدار دی صیاد سے
بیٹھے وہ چپکے مگر ہم بے تامل چنچ اٹھے	انکی محفل میں خدا جانے یہیں کیا ہو گیا
کر بلا میں دیکھ کر ہم شکل و دل چنچ اٹھے	روزِ عاشورہ تھا جوشِ گریہ بے اختیار
عارفانہ کر کے وہ ہنسے تجاہل چنچ اٹھے	ہم پہ تھا آنکھوں کا غیر لیکن بزم میں
ڈال کر تم دوش پر اپنے ہی کا کل چنچ اٹھے	خیر باشد کیا ہو اکیون اس قدر ڈرنے لگے
زادہ آف کر کے تو بھی بے تامل چنچ اٹھے	دیکھ لے کر چشمِ مستِ ساقی تو بہ شکن
جب ذرا اسکو ہوا ہنسے تغافل چنچ اٹھے	اسکو خوفِ اقربا ہی صبرِ یانِ مطلق نہیں
آہ و نالہ کر کے مہتوب بے تامل چنچ اٹھے	زورِ الفت چھپ سکا اسکا نہ ہنسے بزم میں

کیا غزل کچھی سخن تو نے کہ سب اہل کمال  
بزم میں تعریف کر کے بے تامل چنچ اٹھے

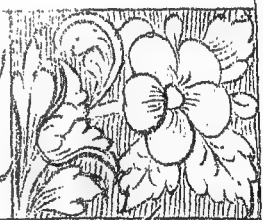
شرمندہ ہیں عارض سے شمسِ قمر بھی	ہر طلعتِ زیبا سے مجھ بل نورِ سحر بھی
ای دل تجھے اس فتنہ و شر کی ہونہر بھی	غیر آتے ہیں ساتھ انکے جو وہ رشکِ قمر بھی
ہوتی نظرِ لطیف و عنایت جو ادھر بھی	ہو جاتی ابھی تک تو مجھے غیر سے فرصت
قربان ان آنکھوں کے کوئی جامِ ادھر بھی	باقی ہوں فقط میں ہی ہی بزم میں ساقی
دشن ہر قیدیوں کی طرح مرغِ سحر بھی	دیتا ہے شبِ وصل اذان یا خبرِ مرگ
لب خشک بھی سہمیں پسینے میں ہوتی بھی	قابو میں نہیں آئے ہوا تک مرے لیکن

وہ ضعفِ تپِ غم کی کر دل بیٹھ گیا ہے  
یاں وضعِ کامِ پاسِ نہیں عزیزان  
کہ غیر کی جانب ہی سیری طرف ہے  
تجسّس نہ و کعبہ کی حقیقت نہ گھٹی کچھ  
جو کام کسی سے بھی نہو اس سے وہ ہو جا  
کیا اسکے سوا وصف بیان کیجے ہوں کا  
صیتا تو کیوں در پر نایا ہے نفس میں  
تو سمجھ گیا اس بے جگری کو بھی مری چال  
صیتا نہ گزرا کی رونق ہی اڑا دی  
کاوش پہ بہت آج ہے مرگان کا مقصود  
حد سے نہ سوا بال بڑھانے کا ر و شوق

رک رک کے اب اُٹھتا ہوں مراد و جگر بھی  
مشکل ہے یہ کیسی کہ ادھر بھی ہے ادھر بھی  
وہ شوخ ستمگارا ادھر بھی ہے ادھر بھی  
بے فائن دل میرا ادھر بھی ہے ادھر بھی  
والتدعجب چیز ہے دنیا میں بشر بھی  
معدوم و ہن ہے تو ہے مفقود کر بھی  
حاضر ہیں مرے کچھ پین جلدی سے کتر بھی  
حد تے تر سے قدموں پہ اگر ہو مر اسر بھی  
بابل کا چمن میں غم آتا نہیں پر بھی  
دیکھو تو ہے آنسو میں مرے سخت جگر بھی  
لائی نہیں اس بوجھ اُٹھانے کے کمر بھی



ایذا شبِ فرقت کی سخن پوچھ نہ مجھے



رو تے ہیں مرے حال پہ مرغانِ سحر بھی

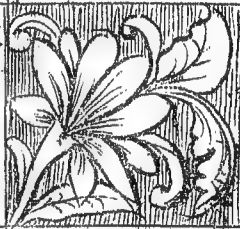
او بدحسا ط کچھ تجھے شرم و حیا بھی ہے  
بدعہدِ مزاج ہے وہ بے وفا بھی ہے  
دور یا بھی ہے گھٹا بھی ہے وہ دلربا بھی ہے  
ہر شرم انکی باعثِ گستاخیِ عدو

شکوہ بھی ہے رقیب کا ہمسے کلا بھی ہے  
اسپرستم تو یہ ہے کہ زود آشتا بھی ہے  
لاسا قیا شراب کہ ٹھنڈی ہو ابھی ہے  
ہم ہی غضب ہے کہ انکو حیا بھی ہے

جائے تہن اب تو آپ اسے لیتے جائے	ہمراہ آپ کے یہ دل بہت سلا بھی ہے
اجاب چارہ سائر دل در دست دین	ان آشناؤں میں کوئی درو آشنا بھی ہے
ذکر سزاے غیر مرے سامنے ہی کیوں	یہ تو بتائیے کوئی سیری خطا بھی ہے
اتنا کہینگے غصہ تو ہو انکابے طرح	لیکن پھر اسکے ساتھ ہی لطف و عطا بھی ہے
فرماتے ہیں وہ حالت دل کے بیان پر	ہاں کہیے آپ بہنے کچھ اسکو سنا بھی ہے
یہ تو بتاؤ رشک میسا ذرا ہمیں	تم پھر مر گئے کوئی زمین جیسا بھی ہے
دل لیکے ناخقی آپ نے برباد کر دیا	آخر بتائیے تو کچھ اسکا پتا بھی ہے



جس مردش سے ہم کو تعلق ہوا سخن  
وہ دید مزاج نام خدا ہو فابھی ہے



ہر ہر نفس فراق میں روز شمار ہے	کس درجہ آہ طول شب انتظار ہے
نالہ ہے یا کہ آتش غم کا شمار ہے	ہو ابریا کہ دیدہ خوباں ریا ہے
ہم منتظر ہیں غیر کے پہلو میں یا ہے	جو بن پہ اپنے آج شب انتظار ہے
کیونکر درازی شب ہجران بیان کروں	اک لول مثل قصہ گیسو سے یا ہے
ساون برس کے بھاؤں کے دن بھی گزر گئے	لیکن ہنوز چشم مری اشکبار ہے
دشمن سے چاہتا ہوں کہ میں راز دل کہوں	اس درجہ میرے قلب کو اب اضطراب ہے
کس طرح چارہ سازد او اگر سے مرا	بیچارہ اپنے عجز سے خود شرمسار ہے
ڈر ہے کہ اسکو دیکھ کے تسکین ہو نہ جائے	اتک تو میرے دل کو بہت اضطراب ہے

کیونکہ گرم آج ہو غسل رقیب کی  
 کل کیا ہو امی فلک مجھے اسکی خبر نہیں  
 ہم اور روز حشر اٹھیں خوشچکان کفن  
 جنبش سے تیری زلف کی بے منت صبا  
 دم دیکے ہم تو موت کو بھی ٹال دین مگر  
 وہ لے رہا ہو مجھے گنہ کارے حساب  
 پیری میں سرنگون ہیں پشیمانوں سے ہم  
 ذوق ستم میں دیکھ رہے ہیں وہ میری راہ  
 میں کئے جھوٹے وعدہ دن پہ حیرت ہوں خوش  
 محتاج بعد مرگ نہیں میں چسپاں کا  
 پایا جہان میں سنے کسی کو نہ لاجواب  
 میری تو خاک میں یہ رسائی کہاں مگر  
 مرنے کے بعد بھی مری آنکھیں کھلی رہیں  
 جاتی رہی ہر بات تھیکا نہ مجھے دل  
 آتش نشان مرا نفس شعلہ بار ہو  
 نالوں پر آج تک تو مرا اختیار ہو  
 یہ بھی تو شان رحمت پروردگار ہو  
 ثابت ہوا کہ دل کوئی دان بقیرار ہو  
 مشکل یہ ہے کہ یا رتغافل شعار ہو  
 میرے لیے تو آج ہی روز شمار ہو  
 یالشہ شباب کا اپنے خمار ہو  
 مجھے مراد وہ آنکو مرا انتظار ہو  
 وہ جانتے ہیں اسکو مرا اعتبار ہو  
 داغ فراق یا رہی شمع مزار ہو  
 طول امل مقابل گیسوے یا رہو  
 دل میں تھارے اور کسی کا غبار ہو  
 بعد از فنا بھی ہمارے ترا انتظار ہو  
 آتے ہو آؤ ورنہ تمہیں اختیار ہو

وان نامہ بر قوتل کیا اسنے اسٹن  
 اور یان جواب خط کا تمہیں انتظار ہو

حسن و عشق کے جھگڑوں سے فراغت ہو جا  
 ہونا جو کچھ ہو وہ آج ایشب فرقت ہو جا

راہِ اُلفت میں میسر جو شہادت ہو جا  
 سوزِ اُلفت کی جہان میں مرے شہرت ہو جا  
 شکل سے میری بلا سے اسے نفرت ہو جا  
 موت کیون چاہوں کہ ایذا ہو بہت مجکو عزیز  
 صدقے اس طرزِ حیا پر کہ وہ فراتے ہیں  
 کم جہنم سے بھلا کیونکہ نہ سمجھوں اسکو  
 طمع و حرص نہیں جاہ و چشم کی مجھکو  
 دل یہ کہتا ہے کہ اُلفت کے مصائب جھیلو  
 جانِ سینے سے دم نزع نکلتی ہی نہیں  
 غیر کی شکل سے ایسا ہو تنقرب تو  
 بیعت حسن کرین عاشق و معشوق بہم  
 حشر میں اس میں عجب کُلف ہے پوشیدہ  
 رشک یہ بھی تو اجازت نہیں دیتا مجکو  
 خیر و کلا کاٹ کے مرجاؤں وہ جاننا نہ ہوں میں  
 اُن سے بد خو کا ستم بھی ہو کر م میرے لیے  
 ہائے تم دور رکھو کہ متا شاد و کھو  
 غیرِ منہ دیکھ کے رہ جاے وہ سیکھو نہ انہ

میرا قتل ہی مجھے گلشنِ جنت ہو جا  
 داغِ دل غیرتِ خورشیدِ قیامت ہو جا  
 اسکو دیکھو نہ مگر ایسی کوئی صورت ہو جا  
 اسکی فرقت میں کہیں مرگ نہ راحت ہو جا  
 جو بُری نظروں سے دیکھے ہیں غارت ہو جا  
 غیر کے حق میں جو کو چہ ترا جنت ہو جا  
 استغدر چاہتا ہوں رفعِ ضرورت ہو جا  
 میں یہ کہتا ہوں کہ مرجاؤں تو راحت ہو جا  
 تم اگر چاہو تو اس سے بھی فراغت ہو جا  
 گھر کے باہر جو نکلیاؤں تو وحشت ہو جا  
 حضرتِ عشق کی ظاہر جو کر امت ہو جا  
 آئندہ دل کا مرے دیکھو تو حیرت ہو جا  
 غیر سے میرے لیے اسکو عداوت ہو جا  
 مانعِ قتل جو قاتل کی نزاکت ہو جا  
 کاش یوں بھی ہو کہ مجھے کسے نفرت ہو جا  
 اور پامالِ عدویوں مری تربت ہو جا  
 یوں مجھے چاہو کہ دشمن کو بھی حیرت ہو جا

شکوہ جو رہتا یوں نہ سخن اب کیجے  
ابھی سن پائیں اگر وہ تو قیامت ہو جا

اسے ہم دے کے دل کیوں رہی کلمہ ہم ہو  
عدو کی قتنہ پردازی نہ ہو پچاتی ضرر کچھ بھی  
حسینوں کی نطفہ خاصیت اکسیر کھتی ہو  
خدا سے مانگتا گر مین و عا اس بت کے ملنے کی  
شہید ناز قاتل ہو کے کھوتے آبرو اپنی  
شب وصل اس پری سے اور اگر سمجھے بگڑ جاتی  
خیال ہو فانی جب کبھی اُس بت کو آجاتا  
اٹھاتے سوطح ایزد او سختی قید سستی میں  
جو ہوتی ہم پہ کچھ شہم عنایت تیری مرگان کی  
بچا سکے جو ہم باو خزان رشک شہن سے  
اگر تم خواب میں بھی آکے عہد وصل کر جاتے  
میسر گر انھیں ہوتی زیارت خوش نصیبی سے  
خدا سے جب نہ تیرے ظلم کی فریاد کرتے ہم  
شکایت چھیڑتے ہوتی جو وہ وعدہ پہ آجاتا  
غلام کہتے تھے پہلے ہم جو کہتے تھے کہ مر جائیں

نہ دیتے دل تو دل ہوتا جو دل ہوتا تو ہم ہوتے  
کسی صورت سے دنیا میں اگر ہم تم ہم ہوتے  
کسی کی آنکھ پر چڑھتے تو ہم بھی اک رقم ہوتے  
تو دونوں ماتھ میرے حکم سے اسکے قلم ہوتے  
غضب ہوتا جو ہم سہل تہ تیغ و دودم ہوتے  
بلاے جان عاشق کیسو پیچ و خم ہوتے  
تو بوسے اسکے میرے دشمنوں کے حق میں سم ہوتے  
اگر زنجیر زلف یار سے آزاد ہم ہوتے  
تپش سے طائر دل کی پریشان یوں نہ ہم ہوتے  
ہمارے داغ دل رشک گل باغ ارم ہوتے  
تو پھر کیوں استعد ہم قہلاے سنج و غم ہوتے  
ترے پنچیر پر قربان غزالان حرم ہوتے  
کہ ہم بھی بے وفائی طرہ سے ادا صنم ہوتے  
گلہ ہم اس سے یوں کرتے کہ شکوے و سہم ہوتے  
کہ مر جانے پہ بھی اسکے نہ ہرگز جو کم ہوتے

ہماری آرزو کتنی ہو یہ قاتل کے ابرو سے  
کہ ہم اسی کاش تیرے کشتہ تیغ ستم ہوتے  
یہ کیسا ظلم ہو منہ پر انھیں کیونکر نہ لاتا میں  
مرے ارمان دل بھی کیا مرے سر کی قسم ہوتے

سخن پھر آج بھی کل کی طرح آتا وہ بھانے  
تو عجز آگین مرا سر اور ناصح کے قدم ہوتے

سب سمجھتا ہے جو کچھ سود و ضرر ہوتا ہے  
تین پر کون تری سینہ سپر ہوتا ہے  
سکے فریاد مری کون خبر ہوتا ہے  
کسکو ہر میری طرح ضبط فغان الفت میں  
بزم دشمن نہ سہی ہے مگر اس سے بدتر  
فصل گل میں مرا صیاد کتر ہوتا ہے وہی  
بات کرنے میں جو وہ غیر سے رک جاتے ہیں  
صاف ہو قلب خود بینی و نخوت نہ رہے  
آپ مجھے کریں الفت تو تعجب کیا ہے  
قابل دید ہوں میں اور مرے گھر کی رونق  
بھولے رہنا نہ کہیں تم مرے چپ رہنے پر  
دیکھتے ہیں چنِ داغ محبت کی ہمار  
بزم دشمن میں مجھے دیکھ کے وہ کہتے ہیں

لیکن اس عشق میں مجبور بشر ہوتا ہے  
جان دیتے ہیں وہی جن کو جگر ہوتا ہے  
ہوتے ہیں سب اسی جانب وہ جدھر ہوتا ہے  
کون یوں کشتہ شمشیر نظر ہوتا ہے  
ذکر غیر و ناکا جان و دود و پسر ہوتا ہے  
سب میں شائستہ پر واز جو پڑ ہوتا ہے  
کچھ خیال آنکو ہمارا بھی مگر ہوتا ہے  
ظاہر اس شیشے سے سب عیب ہنر ہوتا ہے  
کہ بشر ہی سے تو مانوس بشر ہوتا ہے  
آج مہمان وہ مراد شک قمر ہوتا ہے  
ضبط میں عاشق صادق کے اثر ہوتا ہے  
خوش ہیں وہ حکمرانِ دل میں گذر ہوتا ہے  
خیر سے آپ کا اب یان بھی گذر ہوتا ہے



کل تو تاجِ شبِ ہجر تر پتے گزری وہ پری آئینہ حسنِ ہر کس کا یارب جس طرح جانِ تنِ عاشق سے نکل جاتی ہے تم نہیں جانتے ہو یاں چھوڑ کے روتا محکم شب کو روتا ہو فلکِ حال پہ میرے شبنم شعِ سان سوزنے کی ریشہ دوانی دل میں وقتِ نظارہ نہیں جس تو اسے پردہ نشین ہائے اس دل کی جگہ پارہ آہن نہ ہوا ہر جو قسمت تو مرے سر سے گز جائیگا	آج پھر شام سے کچھ دور جگر ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کے حیرانِ بشر ہوتا ہے پارہ یوں دل کے ترا تیر نظر ہوتا ہے آج رخصت مرے نالوں سے اثر ہوتا ہے صبح کو چاکِ گریبان سحر ہوتا ہے وہن خشک مرا اشکوں سے تر ہوتا ہے غل یہ کیوں روزِ پسِ روزِ در ہوتا ہے ان بتوں کا بھی تو شبِ جگر ہوتا ہے آبِ خنجر جو ترے تابہ مگر ہوتا ہے
--	---

میں چلا کیا کہ مرے ساتھ لحدِ رنج سخن  
یاس و حسرت کا بھی دینا سے سفر ہوتا ہے

مہرا وچِ حسنِ اسکا چہرہ پر نور ہے چارہ گر سے ہو علاجِ عشق کیا مقدور ہے یہ گزیریاں شکلِ دامنِ بے مغرور ہے آشنائے رمزدلِ ایک بھی انہیں نہیں نخن آترب جو سمجھتے ہیں وہ ہیں اس سے قریب دیکھیے عاشق کو اپنے کیا وہ دیتے ہیں جواب	لمحہ طوفان کبہ رشکِ شمع ہو رہی اسکی وقت میں ہر اک دماغ کُنِ ناسور ہے ای جنون پھاڑے اسے تو تیرا کیا مقدور ہے قیس دیوانہ ہوا ہے کو مکنِ مزدور ہے پاس جو اسکو نہ سمجھے وہ اسی سے دور ہے وعدہ فردا کا اُن سے آج پھر مذکور ہے
--	---

ہم تو مرتے ہیں تو سے دیدار کی امید پر  
خون روماتی ہو یا چشم میگوں اندون  
پہلے دلواد و خدا سے رہتہ پیغمبری  
جیتے جی سب کچھ ہو مرنے پر نہیں کچھ اختیار  
جان دیتے تھے جو کل تیغ برستم پر سے  
آج گریان اُنہ چشم جو ہر سا طور پر

کون کتا ہے خراب آباد اسکو ای سخن  
صبرت و ارمان سے اپنا ملک دل جمور ہو

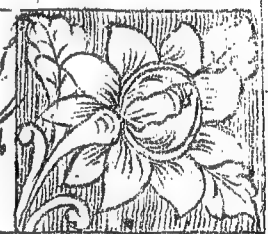
ہمے تدبیر چلی کچھ بھی نہ غمخواروں کی  
ایک معشوق ہو خواہاں تو کہوں قیثل  
ای پرچی رو ترے وحشی کے ٹرپ جانے کو  
ابرو یار کا ہستہ تصور ہر دم  
ترا نبیسا رحمت نہ بچکا ہر گز  
اہل غفلت جو ہیں عالم میں وہ ہیں شیریں کام  
غم نہیں گردش افلاک سے میرے جانے کا  
مثل گل یون تری وقت میں نہ کھلا جاتے  
مفت میں جان گئی عشق کے بیارون کی  
وہم تو گھبرا گیا کثرت سے خریدارون کی  
کچھ بلندی ہو یہ زندان کی بھی دیوارون کی  
زیست ہوتی ہو بسر حائون میں تلوارون کی  
آرزو خاک میں بجا یگی غمخوارون کی  
زندگی تلخ ہو دینا میں تو ہشیارون کی  
بات رہ جائے اگر تیرے وفادارون کی  
ہم بلا میں جو نہ لیتے ترے رخسارون کی

گرم صحبت میں سخن بزم میں اُنکی دشمن  
کون سنا ہو وہاں سے دل نگارون کی

<p>آگتی کام طبیعت کی روانی میری          ہاے افسوس گئی مفت جوانی میری          سن لو اک روز ذرا مجھے کہانی میری          آپ کے پاس نہ تھی کوئی نشانی میری          یوں ہی تھی ہجر میں خونناہ فشانی میری          رہتی ہی شعلہ صفت ریشہ روانی میری          بات اتنی سی کرتے نہ مانی میری          لیجئے مانگتے تھے آپ نشانی میری</p>	<p>شعر جہتہ سنے اُنے زبانی میری          مٹ گیا اُنے گرفت رنہ جانی میری          داستان لیلی و معجون کی عبث سنتے ہو          دل آشفہ لیا سیر اچلو خوب ہوا          جیسی برسات میں پڑتی ہوئی دیکھی ہو چوہا          نالہ گرم سے دل اُنکا ہلا دیتا ہوں          رشک دشمن بھی سے میں نے تمہاری خاطر          دافع دیکر مجھے چٹکوں کے ستگر بولا</p>
--	---



سنے جادو وہ کیا چشم خنکو سے سخن



ملکی خاک میں سب سحر بیانی میری

<p>کہ ہوں میں تو او لا مودود چشتی          مکان ہو کوئی ہو گلی یا کہ ششتی          کہ دوزخ میں ہم جا میں یا ہوں ششتی          نکرنا صحتا مجھے اس درجہ ششتی          نشانہ اپنے کیجیے جو اہر کی ششتی          کہ آخر دل دوستان ہم بر ششتی</p>	<p>نہ ڈوبے مری بحر عصیان میں ششتی          بسر سے غرض ہے جہان میں ہمیں تو          رضا ہو جو اسکی ہمیں ہو برابر          نہ مانو زکائین ایک بھی بات تیری          وہ زندان و لبہن تمہارے پری رو          چنان وادہ سوزاے جان بد ششتی</p>
--	--



بہ بند اے سخن فارسی قافیہ ہرسم



ہندی زبان چون غزل را بشتی

## مُحَشَّات

نہمہ بر غزل اوستادی جناب نواب نجم الدولہ و سیر الملک  
نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرحوم

ہماری استراحت اور سخن اب عار بستر ہے	اسی باعث سے فرقت میں مجھے انکار بستر ہے
ابھی لیٹا ہوں میں دیکھو یہ حال زار بستر ہے	پیش سے میری وقت کشش ہر تار بستر ہے

مراسر سرج بالین ہر مرا تن بار بستر ہے

نہ تھی امید یہ تھکے کہ پاس آکر مرے ٹھو	ہمارا جذب دل ای یار لا یا کھنچ کر نکو
زہر ہے تقدیر ہمار محبت حال تم بوجھو	خوشا اقبال رنجوری عبادت کو تم آئے ہو

فروغ شمع بالین طالع بیدار بستر ہے

بیان کیا کیجے کیفیت ایام تنہائی	کہ شب ہو یا سحر ہر وقت ہی ہنگام تنہائی
سحر کو ہر جو طوفان بلا آلام تنہائی	بہ طوفان گاہ جوش اضطراب شام تنہائی

شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے

کیا جب سے نہ دیکھی شکل پھر اس یار خوہن کی	نہ نکلی آرزو اپنے دل شیدا و غمگین کی
گر! اینہما بتک تو کچھ صورت ہو تسکین کی	ابھی آتی ہو بوالین سے سسکی لطف شکین کی

ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے

و فوضعت اب عشق میں یہ حالت تن ہے	اکہ اٹھ کر جس جگہ بیٹھے وہی گویا کہ مسکن ہے
----------------------------------	---

ہر دم ہیں ہمارے آنکھیں اب تک لٹک رہی ہیں  
سرشک سب صبح ادا دے نور العین دامن ہے

دل بیدست و پا افتادہ بزخوردار بستر ہے

نہ پوچھو حال میرا عشق کے آزار میں غالب

نہ پوچھو دل پر درد کے اظہار میں غالب

کہ بتیابی سے ہر اک تار بستر خار بستر ہے

ایضاً

آپ وہ شرمائے ہم شرمائیں کیا

ایسے دم میں آنکھیں ہم آجائیں کیا

کہتے ہیں ہم تجھ کو سنہ و کھلائیں کیا

سربان تم ہو گے یا نامہربان

کس لیے ہونہم کو فکر اے جان جان

ہو رہی گا کچھ نہ کچھ گھبراہٹیں کیا

کہتے ہو کس سنہ سے تم یاں روز آؤ

تم بگڑ جاؤ تو ہو یہ بھی بناؤ

جب نہ کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

ریشک سے اب کوئی مر ہی کیون نہ جائے

آئے آفت اور سر ہی کیون نہ جائے

جان جائے بال و زر ہی کیون نہ جائے

سوج خون سر سے گذر ہی کیون نہ جائے

استان یار سے اٹھ جائیں کیا

ہیں سخن وہ بھی جہان میں ایک شہ  
جو سریر کلک کو کہتے ہیں کہ  
شاعری کا جو نہ سمجھیں دہی و دی  
پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے

کوئی بے تلو کہ ہم بے تلو کیا

ایضاً

وصل ہے ہجر میں واصل بخدا ہو جانا  
فرگ ہے دوام محبت سے رہا ہو جانا  
عید عاشق کو ہے دلبر پہ فدا ہو جانا  
عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

درو کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا

کل تجھے وصل پہ آمادہ کیا اے خوش قد  
اٹھ گیا پاس سے تو شکے حد کی آمد  
شکوہ غیر کروں کیا مری تقدیر تھی بد  
تجھے قسمت میں مری صورتِ فحل بجا

تھا لکھا بات کہ بنتے ہی جدا ہو جانا

عیش میرا ہے تپِ نعم سے نہونا اچھا  
لختِ دل نقل ہے اور خونِ جگر ہے صہبا  
نصل گل ہے مرے ہر داغ کا ہو جانا ہرا  
ہے مجھے ابر بہاری کا برس کرکھلنا

روتے روتے نعمِ فرقت میں فنا ہو جانا

صاف ہو قلب تو ہو جا جہان میں اکمل  
باغِ فردوسِ نظر آتے تجھے ہر جنگل  
غور کر دل میں ذرا قدرتِ خلاق ازل  
تاکہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہواے صیقل

دیکھ بے رسات میں سبز آئینہ کا ہو جانا

رازِ الفت نہ چھپا ہو گئے آتشِ نام	سو چنا تھا ہمیں آغاز سے پہلے انجام
یاس و یکو کہ کہے غیر سے اپنے آلام	دل ہوا کشمکش چارہ زحمت میں تمام
ہست گیا کہنے میں اس عقدہ کا دوا ہو جانا	ہست گیا کہنے میں اس عقدہ کا دوا ہو جانا
ویکھ تو زمزمہ پر دانیِ مرغانِ قفس	شوق میں تیرے نہیں جنکو سیرِ نیم نفس
بحثِ سیفائے انا تو بتا دے مجھے بس	اگر نہیں نجات گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیون ہو کر درہ چولان صبا ہو جانا	کیون ہو کر درہ چولان صبا ہو جانا
مغتنم جانتے تھے اسکو ہم اسی غیرِ ست ماہ	ہم یہ ہوتے تھے ستم گرچہ تھے ناکردہ گناہ
لطف کیسا نہیں پہلی سی بھی وہ گرم نگاہ	اب جلتے بھی ہیں محرم ہم اللہ اللہ
اسقدر دشمن ار با ب و سنا ہو جانا	اسقدر دشمن ار با ب و سنا ہو جانا
لوگ کہتے تھے کہ ہو جاتا ہے پانی بھی ہوا	ہم یہ کہتے تھے کہ ممکن نہیں ہونا ایسا
تیری فرقت میں مگرایا یہ احوال کھلا	ضعف سے گریہ مبدل بدم سر ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا	باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
دل میں ہر یاد تری اسے سہرا ہے اقبال	ہو فراموش جو یک لحظہ تو ہو در و کمال
بھولے کیا کہ ہوا بھولنا اب اسکا محال	دل سے مٹا تری انگشتِ حنائی کا خیال
ہو گیا گوشت سے ناخن کا بدم ہو جانا	ہو گیا گوشت سے ناخن کا بدم ہو جانا
دل ہو مشتاقِ جمالِ رخِ زیبا غالب	چین بے دیکھے سخن کو نہیں آتا غالب
کیا کہیں کیا ہے سبب سیرِ چین کا غالب	بختے ہے جلوہ گلِ ذوقِ تماشا غالب



چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

خمسہ بر غزل حسن پیراے گلزار معانی عندلیب شاخساز نکتہ دانی  
جہاں حکیم محمد مومن خان صاحب مرحوم مومن تخلص

شعلہ زن دان بھی جو دغ دل سوزان ہوئے  
جل کے شمشاد ارم سرو چراغان ہوئے  
سوزش دل کو ملک و یکہ کے حیران ہوئے  
دفن جب خاک میں ہم سوختہ سامان ہوئے

فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہوئے

مرحبا تیرے سبب لوٹے ہیں حسرت کے مڑے  
ساتھ تو نے دیا جب تک کہ رہے ہم جیتے  
کون ہوا ہے جو پوچھ گیا مرے بعد تجھے  
تو کہاں جا نیکی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے

استوکل خواب عدم میں شب حیران ہوئے

گر بھر پھر کے جو تو یار پہ ہوتی ہر فدا  
ریشک ہوتا ہے مجھے دیکھ کے کیسا کیسا  
بے ادب حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چھتا  
ہم نکالینگے سن اسی موج ہو اہل تیرا

اسکی زلفوں کے اگر بال پریشان ہوئے

کیس طرح جو رپڑ لذت و شام سہون  
تا کجا ویدہ و دانستہ حقایق جھیلون  
ہائے کیونکر نہ انھیں مانع خود بینی ہوں  
تاب نظارہ نہیں آئندہ کیا دیکھنے دون

اور نبجائینگے تصویر یو حیران ہوئے

انکی تقدیر میں ہر عشق جنون زا کہ نہیں  
انکو بھی ہو گا مری طرح سے سودا کہ نہیں  
وہ بھی ہو جائینگے ناچار کبھی یا کہ نہیں  
صبر یار ب مری وحشت کا پڑیکا کہ نہیں



چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے	
چارہ گر کوئی ہو ہرگز نہ بلا نینگے کبھی منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائینگے کبھی	موت سے عشق میں ہم منہ نہ چھپائینگے کبھی خضر کیا دام میں اُنکے جو ہم آئینگے کبھی
زندگی کے یہ شرمندہ احسان ہونگے	
حسرتیں ماے مکر دل کی مرے ولیدین ہیں کر کے زخمی مجھے نادوم ہوں یہ ممکن ہی نہیں	سج برداشت کیے اور جھائیں جھیلین دم نکل جائے تو شرمندہ وہ شاید ہوں کہیں
گر وہ ہونگے بھی توبے وقت پشیمان ہونگے	
تا بہ کڑ کوئی سے یار ترے ظلم و ستم ناصحا دل میں تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم	پند بیجا سے ترے اب تو ہوا دل برہم مغز کھاتا ہی بحث کر کے نصیحت ہر دم
لاکھ نادان ہو کے کیا تجھ سے بھی نادان ہونگے	
بدگمان جس پہ تو یار و ن کا دہ فقرا ہی ترے دل تفتہ کی تربت پہ عدو چھوٹا ہی	پھول لانے کا حسینوں کے تجھے دھوکا ہی حیف بے دیکھے اگر تجھ کو یقین ہوتا ہی
کل نہونگے شہر آتش سوز ان ہونگے	
ناز و انداز غضب ہیں پُر دہماے حزمین چاک پرے سے یہ غمزے ہیں تو ای پر دہ نشین	شوخیوں سے پس چلوں بھی مجھے چین نہیں لب گزان کا ہتسم سے کبھی چین بہ چین
ایک میں کیا کہ بھی چاک گریبان ہونگے	
دفن کرنے کو جو آتے ہو تو ٹھہرا س جا	ای مرے حسرت دار مان و تمنا و وفا

سوزِ پنهان سے ابھی دیکھو تماشا ہو گا	واغِ دل نکلیں گے ترست سے مری جون لالا
یہ وہ انکار نہیں جو خاک میں پنهان ہونگے	
ہوش اُڑ جائیگی جبوقت خبر دی ہوگی	چارہ گر خوف سے رخ پرتے نہ روی ہوگی
بیٹری دم بھر میں جدا پاؤں سے کر دی ہوگی	پھر بہار آئی وہی دشت نور دی ہوگی
پھر وہی ہم وہی صحرا و بیابان ہونگے	
راہ پر آئین سخن یہ تو نہیں ہر ممکن	ہر عجب اہل کدورت کا صفے باطن
کنے سُنے سے ہوں شاید متوجہ لیکن	عمر ساری تو کئی عشق بتان میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے	
خمسہ بر غزل جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم	
مرغِ قفس ہوں باغ سے دور اور شکستہ پر	طائر ہوں کوہِ فراغ سے دور اور شکستہ پر
کیا ہوں جو ہوں فراغ سے دور اور شکستہ پر	بلبل ہوں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پر وانه ہوں چرغ سے دور اور شکستہ پر	
دلت سے کر رہا ہوں جو میں راہِ عشقِ لمح	لاغر ہوا ہوں ایسا کہ ہر جسم مثلِ ذر
بیخود ہمیشہ رہتا ہوں ساقی بغیرِ مر	کیا ڈھونڈھے دشتِ گم شدگی میں مجھے کہ ہر
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر	
ہوں منتظر تو آنکھ ہر دم سے لڑی ہوئی	ہجران کی تیری پھانس ہر دلیں ٹی ہوئی
آیا نہ تو آج مصیبت بڑی ہوئی	ساقی بطرِ شراب ہر تجھ بن پڑی ہوئی

<p>گھن ہو گئے ہیں کام میں اپنے دل و جگر</p>	<p>خود اڑ کے پہنچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر</p>
<p>صدے اٹھائے عشق بنان میں جو بیشتر</p>	<p>رکھتا ہوں اپنے جذبہ دل میں وہ اثر</p>
<p>مہو ہوں فرط ضعف سے اب ہر دم اخیر</p>	<p>کس طرح ہے اس کا نہ اندوہ ہو کثیر</p>
<p>تدبیر جان بری کا سخن کس کو اب دماغ</p>	<p>ای ذوق میرے طائر و لکڑی کمان فراغ</p>
<p>خیمہ در کیمین ہر کہ بجائے کچھ سراغ</p>	<p>کس کس سے جان بچائے کہانتک وہ کھاد</p>
<p>خمسہ بغزل سرآمد شعراے لکھنؤ جناب خواجہ محمد وزیر صاحب</p>	<p>وزیر</p>
<p>ہو گئے عشق کے اعجاز نمایان سپر</p>	<p>دماغ سودا سے ہوا نیز رخشان سپر</p>
<p>شک فرسودہ سمجھ کر دیا بان سپر</p>	<p>تیغ رکھ دی مرے قاتل نے جو غریبان سپر</p>
<p>و حشیون میں مجھے سب کہتے ہیں فی علم و نہر</p>	<p>حضرت عشق کی ہر یہ بھی کرامت ظاہر</p>

اچان ڈالون جو پڑے گردیاں سر پر

کیا ہوئی آپ کی پہلی وہی آبی ٹوپی  
کہیں ایسا نہ لائے یہ خرابی ٹوپی  
سرخ پہنو نہ مری جان شہابی ٹوپی  
بلخ کو جاتے ہو پہنے ہو گلابی ٹوپی

بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

مضطرب فکر مانی مین ہن برسوں ہزار  
کھولے باب نفس اب تو نہ پہنچا آزار  
پر کہاں یہ کہ جو کھولیں ترے آگے منقار  
آئینکے وقت خزان چھوڑے آئی ہر بار

لے لے صیا و قسم رکھ دے گلستان سر پر

دجیان کر ہی دیا پیر ہن اپنا ہنسنے  
بار بار دیکھا یہ دشت مین تماشائے ہنسنے  
و جیون کو جو دیا خلعت زیبائے ہنسنے  
دامن دشت مین جب پھاڑے چنکائے ہنسنے

پوچھ کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

ہم بھی تاثیر دعا سے سحری دیکھینگے  
جس طرح ہو گا تری جلوہ گری دیکھینگے  
عرصہ حشر مین یہ گزری دیکھینگے  
سر جھکا کر تجھے اور شک پری دیکھینگے

حشر کو ہو دینگے جب دیدہ انسان سر پر

سیر کیا خوب ہوئی واہ نہ آیا پھر کر  
منع کرتے تھے اسے آہ نہ آیا پھر کر  
کیا ہوا اسے مرے اللہ نہ آیا پھر کر  
جا کے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر

کوئی زلف ہر یا بھول ٹھیلان سر پر

نا تو ان ہون مجھے کس بات پہ ہو جا عروہ  
لیکن اتنا جی سمجھ مجھ کو نہ تو بے مقدر

صدر پہ آجاؤں تو دکھلاؤں تجھے قوت وزور  
جس طرح ٹوکی مٹی کی اٹھائے مزدور

ای جنوں یونہیں اٹھائوں میں سیاہان سپر  
زلف جانان کے تصویر میں عجب ہوتا شیر

مجرم عشق کی ہوتی ہر سخن یوں تفسیر  
پڑ گئی پائوں میں بس سیکڑوں من کی زنجیر

یاد ابرو میں ہوا سہ بگریبان اسیر  
مجرم عشق کی ہوتی ہر سخن یوں تفسیر

آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر  
خمسہ بر غزل جناب میر وزیر علی صاحب صبا مرحوم

قمریوں سے جو نشانے قد خوبان ہو جا  
سرو جگر لب جو سرو چہ راغان ہو جا

رنگ اور گل کا بسنتی چمنستان ہو جا  
کچھ عنادل سے جو وصف عشق جانان ہو جا

اکھیت سر سون کا بنے زر و گلستان ہو جا  
غرق اک پل میں جہان دیدہ گریان ہو جا

ایک آنسو جو گرے فوج کا طوفان ہو جا  
نیست تابو دیدہ سب عالم امکان ہو جا

ہجر میں صورت چمکے حشر کا سامان ہو جا  
اکل جو ہونا ہر وہ آج اور دل نالان ہو جا

تجھ سے زہرہ جبین لوٹ ہر ساری محفل  
سب ہیں جانا زترے تیر نگہ کے گھائل

ایک ٹھوکر سے تو عشاق ہوئے ہیں لعل  
رقص میں ماتمہ نہ اسطرح نکال اور قاتل

بزم عشرت نہ کہیں گنج شہیدان ہو جا  
بندہ پرور جو اجازت ہو تو کچھ عرض کروں

نازیبجانہ اٹھاؤنگا میں گو عاشق ہوں  
یاں مگر ایک طرح حکم اگر ہو تو کہوں

وصل منظور کرو خطِ غلامی لکھ دوں

عہد ہو جاے مرے آپ کے پیمان ہو جاے

خواہش اس ماہ کو ہو دے جو بھی صبا کی  
پیر گردون مگر نگ شفق لائے ابھی  
اس قدر سب کو ہر منظور نظر اس کی خوشی  
کھائے وہ ساتی موش جو کباب ماہی

حوت گردون تپش مرے بریان ہو جاے

سرکشی خاک بھی دنیا میں نہیں ہر زیبا  
آہِ مظلوم سے انسان کو بچتا ہی بھلا  
دیکھ لو گور غریبان کی طرف چل کے ذرا  
بادشاہوں کی لب گور سے آتی ہر صدا

سور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جاے

شیل بگلشن سستی سے سخن ہم جو چلین  
لوگ دنیا میں پس از مرگ بہت یاد کریں  
رنگِ آلائش دنیا سے ہر کیا خوف ہمیں  
اگر صبا ہوں وہ سبکار جو اعمال تلیں

سبک سے سبک پلہ سیہ زان ہو جاے

خمسہ بر غزل جناب قبلہ من جناب سید نجف علی صاحب نذر خلص

فرقت میں ہوں اب تک تو کلیجے کو سنبھالے  
تیرے وہ ستم ہیں جو بھی دیکھے نہ بھالے  
اب ہر خدا پاس مجھے اپنے بلا لے  
کرف رمری جگر گلے اپنے لگا لے

ڈھونڈے نہیں ملتے ہیں صنم چاہنے والے

رہنے کا یہاں پہلے تو اقرار ہوا تھا  
کیا بات ہوئی پھر جو خفا ہو گئے ایسا  
تقدیر الہی میں بھلا دخل ہر کس کا  
تم جاتے ہو اب روٹو کے مجھ سے بہت چٹا

یہ تو کو دل میرا کیا کس کے حوالے

کیسا ہی خیال آپ کو آج ای مرے دلبر  
کیا بات ہو جو خاطر اس ہو مگر  
کیون دیر سے زانو پہ برابر ہیں رکھے سر  
رنجش کا سبب آپ کی نکلتا نہیں ہم

ہم کو تو یہ ہر یاد کہ ہم بولے نہ چالے

اس بزم میں ہر آج عجب لطف ترنم  
سب کچھ سہی پر عقل اسی بات میں ہو گم  
شیشون کی جگہ شیشے ہیں اور خم کی جگہ خم  
کیا میرے ہوا اور کوئی ہو کہ مجھے تم

انکھوں سے جو کرتے ہو اشارے کہ بلائے

ای قلب ابھی نخت جس کو نہ اگلنا  
ای شیل رخ زرد پہ عایش کے نہ ڈھلنا  
ای نبض رگ جان میں ابھی سُست نہ چلنا  
ای روح مرے جسم سے ہرگز نہ چلنا

جنتک وہ سیجا مرے بالین پہ نہ آئے

گو لاکھ طرح سب مجھے سمجھائیں نہ سمجھوں  
سچ بات جو ہو صاف سے کیون میں کہدوں  
ظاہر کی محبت کا میں قائل ہی نہیں ہوں  
تم دل سے اگر دو مجھے بوسہ تو میں لے لوں

اور پاس مروت سے جو دو میری بلائے

کہو و لعب و لطفت و مدارات و تو غسل  
دین و دل و تسلیم و رضا خیر و تو کل  
جاہ و چشم و نام و نشان عیش و تکل  
ہوش و خرد و تاب و توان صبر و تحمل

سب کھو کے تجھے چاہتے ہیں چاہنے والے

اسپر بھی جو تو اپنی لیے جائے تو خیر اب  
اسپر بھی جو تو سنج دیے جائے تو خیر اب  
اسپر بھی جو تو عقدہ پیچے جائے تو خیر اب  
اسپر بھی جو تو ظلم کیے جائے تو خیر اب



اک جان ہر باقی اُسے توے کہ خداے

کیا لطف کیا اپنے گرفتار پہ تنے  
کیا رحم کیا اُس کے مزاوار پہ تنے  
ڈالی ہر نظر کیا سخن زار پہ تنے  
کیا سحر کیا نذر دل افکار پہ تنے

دیوانہ سمجھتے ہیں انھیں دیکھنے والے

مسد میں مطلع جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم

علی جناب رسول خدا کا ہر دلدار  
علی کے نام سے پیدا ہر صولت جبار  
علی کی تیغ کہ تھی جسکی ضرب کوہ قمار  
جو آیا پیش زبردست ہو گیانی انار

علی سے کیونکہ نوزیر شکر کفار  
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جبار

وہ ذو الفقار کہ تھی برق خرمین اعدا  
آل گنہین جو صفین کی صفین میان دغا  
جدھر چمک گئی عالم ہوا تہ وبالا  
تو چرخ کانپ گیا دی سروش نے یہ خدا

علی سے کیونکہ نوزیر شکر کفار  
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جبار

اٹھایا جوید اللہ نے در خیبر  
بلند جب ہوا میدان میں خیر صفد  
زمین دہل گئی افلاک کھا گئے چکر  
تو بولے سید عالم جناب سنجیب

علی سے کیونکہ نوزیر شکر کفار  
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جبار



علی کا اسم گرامی ہر دفع صائب  
علی کا نام ہر جان مومنوں کا دل قاب



علی سے کیونکہ ہر زیر شکفتار  
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جار



قطعہ بنی مت جناب حکیم عبدالسلام صاحب



ہر آج تو دماغ مرا عرش پر سخن  
لیکھوں میں وصف خامہ معجز نگار کیا  
نامہ کہوں کہ نافہ مشک ختن کہوں  
بین السطور یا کہ بیاض رخ پر می  
مضمون وہ جس سے روح کو غمگین کی تباہ  
وہ نظم و نثر و دل آرا کہ جس سے ہو  
وہ شرجان فزا و فرح بخش دل پسند  
اے بو علی وقت و ارسطوے روزگار  
وہ ترہات میں مرے خط کے جواب میں  
شاعر ہوں پر گزاف نہیں ہر مر اسعار  
کیا آپ میں نہیں ہر ذرا رنگ و بوے خلق  
نام خدا میں علم میں اکمل عمل میں فرو

آیا ہر مجھ کو نامہ مخدوم و دنوار  
مجلو تو علم و فن میں نہیں کچھ بھی اختیار  
سطرین کہوں کہ یار کی زلفین کہوں راز  
نقطے ہیں یا کہ خال رخ یار محو ناز  
الفاظ جن سے غنچہ خاطر کو استہزار  
عرفی و آملی کی طبیعت کو سوگد ازار  
جس پر نثار عقد ثریا یا بصد نیار  
کیون آپ کو پسند نہیں ہر مرانیار  
جن سے ٹپک رہا ہو کہ کراختفاے راز  
کیون کھر کرون شمار نہ اخلاق جان نواز  
کیا آپ کو نہیں ہر محبت کا برگ و ساز  
میں قدر میں بلند تو رہتے ہیں ہر فرزند

سو گند اور گواہ کی حاجت نہیں ہر کچھ  
 یان شہد ناب لطف و محبت کا ہر مزا  
 بیصرفہ ناطقہ نہیں مصروف داستان  
 کیونکر نہ کحل چشم بناؤں وہ خاک و  
 یونان عقل آپ کا صحنِ مکان ہر  
 تخریج آب آبِ نجالت سے ہو ابھی  
 خس جاے دُند میجے تو وہ بھی ہو کارگر  
 حلیت بھی اگر تپِ محرق میں دیتیجے  
 کرتے ہیں کام وہ لبِ جان بخش شکرین  
 بالفرض قازہ ہوں بھی اطلے حاذقین  
 ابجھا کوئی عدو جو علی الزعم آپ سے  
 آتشِ فشان نہ کیوں مرے اشعار ہوں کہ ہر  
 بان مختصر سخن کہ طوالت بھی عیب ہر  
 یارب جہان میں تار ہے خُلقِ محمدی

ہوتا نہیں میں لاف کے میدان میں ہر تار  
 صبرِ سقوطی سے ہمیشہ ہر آہِ تار  
 ورنہ زبان نہیں قہیان سے حدیث راز  
 کرتی ہو جو کہ خاکِ شفا پر ہزار راز  
 وسم و خیال آپ کے آگے ہر ترک و تار  
 سُن پاتے قابضات کا گر آپ سے وہ راز  
 اس شوق میں ہر نر گس بیمار نیم باز  
 کافور کی طرح سے کرے چارہ حراز  
 گلقد سے ہو جیسے طبیعت کو اہتراز  
 لیکن کھان وہ قاز کھان آپ شاہ باز  
 اسکو ہوا شنجِ اقدام سے گزرا  
 دل میں نہان حرارتِ عشقِ جگر گداز  
 صرف دعا ہو کام و لبِ معجزہ طراز  
 یارب جہان میں تار ہے قائم صفِ ناز

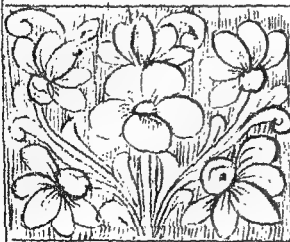


عبدالسلام عیش و فراغت کے ساتھ ہوں  
 عجیب از عیسوی سے مریضوں کے چارہ ساز



قطعات تاریخ موسوم بہ نوٹس زر صغ دیوان نعت  
حضرت خواجہ عالم علیہ السلام

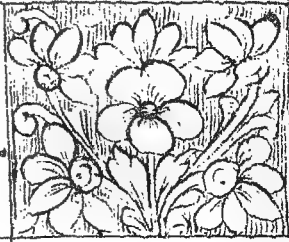
ایں منظر ذات کبریائی	ہر ختم تجھی پید و لر بانی
تو نیر آسمان تقدیس	تو گو ہر وینج کج ادائی
محبوب خدا و جملہ عالم	یہ بات کسی نبی نے پائی
مستجو ملک ہوے جو آدم	یہ تیری فقط تھی خود نشانی
اللہ کے تجھے محمد	پھر کس نے مجال وصف پائی
مین اور یہ خار زار ہجران	یہ راہ تو عشق نے بتائی
تو اور تبون سے تجکو نفرت	مجلو تو ادا یہ دل سے بجائی
شاہون پہ ہو فخر مجکو ملجاے	کوچے کی ترے اگر گدائی
یہ بھی ہر خدا کی شان رحمت	بند سے ہر نعت مصطفائی
اللہ نصیب شہرت	کیا دولت دین ہاتھ آئی
دیوان جو لکھا دکھایا اعجاز	کیا کیا صنعت نہیں دکھائی
ہر لفظ ہی تاج دار معنی	ہر شعر مین ایک خوش ادائی

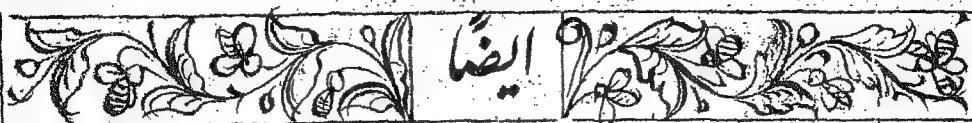


دیوان کی سخن لکھو یہ تاریخ

مضمون پند اور دلربائی

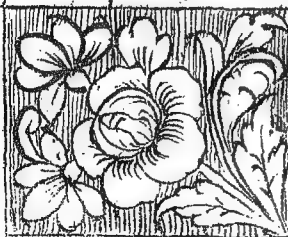
۱۲۹



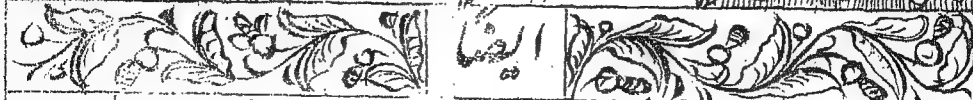


ایضاً

ہر لفظ میں نعت مصطفیٰ ہر	اعجاز ہر شان کبریا ہر
دیوان ہر یہ شہرت حزمین کا	جو عاشق روئے مصطفیٰ ہر
ہمارے مجھے عشق مجتبیٰ نے	کشتہ ایسا کوئی ہوا ہر
اے سرور وان گلشن قدس	کو نین کا تو ہی بادشاہ ہر
نہ یہاں تجھے سند نبوت	سب سے ترا مرتبہ سوار ہر
لائق تھے خاتم رسالت	ای جان کہ تو ختم انبیا ہر
ہر عشق بلاے جان عاشق	لیکن ترا عشق جان نضر ہر
تو بان ہر آگہ بین ہوں بچان	جب جان نہیں تو کیا مزا ہر
گون کی نہ کہنیکے تانہ سمجھو	ہو اہل غرض کہ باک رہا ہر
منعوم و زین نمودم مرگ	دیکھو تودہ کون دیکھتا ہر
لو میری تو تجھ سے لگے ہی ہر	منہ میرا یہ ماہ تک رہا ہر
ما شمار اللہ نظم شہرت	کیا خوب ہر واہ مر جا ہر



بکھتا ہر سخن یہ سال بھری  
لوگوں پر نظم بے بسا ہر



ایضاً

ایزادہ خشک تج کو کیا ہر	بے عشق نبی بھی کچھ ملا ہر
-------------------------	---------------------------

تسبیح وضو و طیف ہر دم	یون کہ تو کسے خدا ملا ہے
تو نے تو نماز وقت پڑھ لی	پر یہ تو سمجھ نہ سکا کیا ہے
نیت ہو خیال یا جانی	تکبیر میں نالوں کی صدا ہے
الحمد اداے شکر محبوب	سورۃ کا عجیب ماجرا ہے
ہر شام کو اسکی زلف و اللیل	ہر صبح کو روئے و الضحیٰ ہے
دل جسکا نیاز سے بھرا ہو	پھر اسکو نماز کا مزا ہے
عاشق کی منازا اور و طیفہ	اخلاص ہی وصف دلربا ہے
اللہ مجھے دے عشق اپنا	اور آسکا جو تیرا دلربا ہے
وہ ختمِ رسل نبیِ برحق	جسمین تیری خواہر اور ادا ہے
وہ ماہِ جبین کہ وصف جسکا	مازا غم بصر و ماٹھے ہے
شہرت کی غزل سرائیوں پر	دل میرا بھی مائے پس گیا ہے

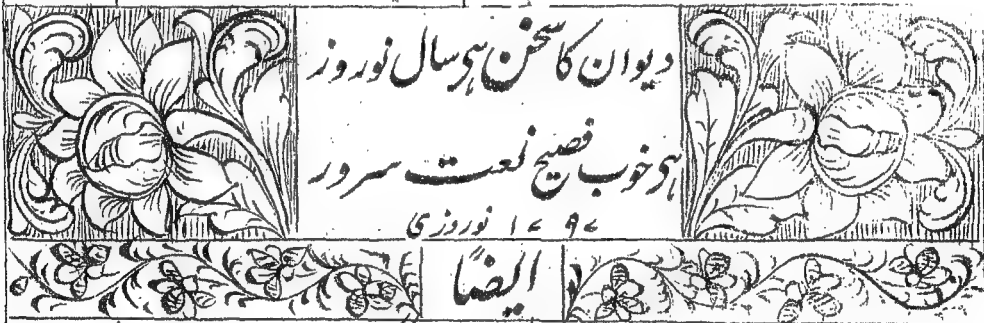
لکھتا ہوں سخن یہ سالِ فصل	کھدے شہتِ مصطفیٰ ہے
۱۲	۱۲

ایضاً	۱۲
-------	----

اے صل علی بنی المہر	ایسا ہوا کونسا پیہر
آمت نے دکھائے جسکی اعجاز	اصحاب کے ہاتھ میں ہو کوثر
جبریل رہے ہیں کسکے محکوم	معراج ہوتی کسے پیسر

میں

کرسی سے بڑھایا اسکا پایہ	آیا زیر قدم جو نمبر
عالم ترے حسن کا ہوشیدا	سب ل سے فدا ہیں تیرے اوپر
والشمس جو رے با صفا ہر	واللیل ہیں گیسو منبر
رویا ترے عشق میں ستون تک	روین جو نہ ہم تو اس سے بدر
دیتے ترے ماتھے پر گو اہی	ادکاش کہ ہوتے ہم وہ شجر
ہیں بارے بنی رسول برحق	خورشید جو تو تو ہیں وہ اختر
وہ اپنی جگہ گئے سارے	ظاہر جو بہ اتومرستہ نور
شہرت بھی مری طرح ہو سبیل	مارا جو نگہ کا تو نے خجھر
ہو نالہ دل غزل نہیں ہر	ہر شعر جگہ پہ تیز شتر



پھر ہر سز زلف عنبر افشان	آنے لگی جسم میں مری جان
پیشانی نازنین کی ہو یاد	رخ ہو مرا مثل صبح خندان
ابرو کی صفت کی آرزو ہو	محراب نمازاہل عرفان
آنکھیں محو معرفت سے ہر	کوثر کے مین جام ہرستان
رخسار کی ناز کی کو اس کے	پاتا نہیں گل نہ ماہ تابان

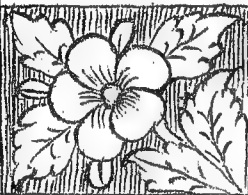
بہنی کو نہ کیے شعلہ طور	اللہ کی شان ہو نمایان
اعجاز وہ لب میں ہیں کہ خنکے	کھلنے کا سچ کو ہوا زمان
وہ زبان شریف ہیں وہ گوہر	جو آب میں مہر سے بھی تابان
وہ قلب وہ سینہ مقدس	گنجینہ راز ماسے پنهان
وہ ہاتھ جنہوں نے بخشوایا	امت کو بہ بارگاہ یزدان
وہ پانوں جنہوں نے لاتاری	دینا کو پور لقا سے رحمان
اُس شہ کی یہ نعت و مقبت ہو	جسپر کہ نثار ہو مری جان

کچھ دستے سخن یہ عیسوی سال  
بیشل و نظیر لکھت دیوان

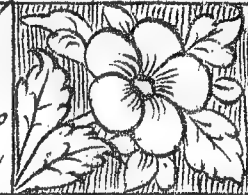
ایضاً

شاہوں کی تو ہوزبان سے تعریف	دلبر کی مگر ہودل سے توصیف
ہر طبع مری تعلیوں پر	پہلے سے عروج میں ہو تضعیف
معراج رسول حق کا انکار	قرآن کی ہو آیتوں میں تحریر
تھی گرم وہ مسند مبارک	حضرت جو دہان سے لائے تشریف
کافر کو عجب بہت ہو اسکا	کرتا ہو وہ ذکر یوں بتوقع
ہو خرقہ سما کی عقل منکر	مکمل نہیں آسمان میں تجولیف
پوچھے کوئی اُس سے یہ کہ تو لے	کیون عقل کو دی ہو اتنی تکلیف

احسد سے احسد جدا کرے وہ	واحد کی بھی کر سکے چوتھیف
روز میلاد با سجاوت	مسرور تھا بوسہ پہ تکلیف
اس واسطے ایک بار اسکو	ہفتہ میں عذاب کی ہی تحفیف
ہر دل میں تو آرزو سے دیدار	پر ہی یہ خیال ہو تہ تکلیف
اتد ترے جیب کے وصف	شہرت نے کیے ہیں خوب تالیف



لکھتا ہے سخن سکندری سال



شہرت کو خدا جزائے تصنیف



۱۸۵۴ سکندری

ایضاً



پھر چھڑ رہی ہو دلکو حسرت	پھر عشق میں ہو جنون کی حالت
پھر قلب میں آچلی ہو طاقت	ہجران سے ہوا تھا ضعف لیکن
ہر خضر طریق جذب الفت	کچھ پختا ہے یہ دل سور مدین
معراج ہی ہو اگر زیارت	شیرب کی زمین آسمان ہی
وہ بارگہ بشہ رسالت	فردوس سے منزلت میں افزون
آیا جو زبان پہ نام حضرت	کا غذ نے پیا قلم کا بوس
باہر ہی خضر سے تیری رحمت	الہدٰیٰ کریم ہی تو
کر محکوبی کی اپنی امت	بخشش تو تری بہانہ جو ہی
دکھلا دے جمال پاک حضرت	عاشق کو کبھی تو ہوسلی



ہو فضل ترا تو ہو و گر نہ	اپنی تو نہیں ہر ایسی قسمت
کیا خوب سخن لکھے ہیں اشار	ہر طبع کی آپ کی یہ جودت
جیسا دیوان و سی تاسیخ	آتی ہر نظر خند کی قدرت

یہ بخت نصر کا ہر سخن سال	بے مثل و نظیر نظم شہرت
۳۲ بخت نصر	۳۲ ایضا

واعظ باتین ہی ہیں معیوب	سب مجھانے پھر آپ آئے کیا خوب
تم جانتے کیا ہو ر مزعشتاق	تکو تو ہر وعظ و پند مرغوب
عاشق کا کلام اگر سمجھ لو	تو جانیں کہ آدمی ہو تم خوب
محبوب ہر کون کیسا عاشق	طالب تو وہی ہر جو ہر مطلوب
ابشاح تم اسکی بیٹھے لکھو	کرنے دو مجھے خیال محبوب
اے خاتم مرسلین محمد	محبوب جہان خدا کے مطلوب
وصلت نہ سہی خبر تو تیلجے	ہجران نے کیا بہت ہی مغلوب
رحمت کا تری گناہ کیا ہر	طالع ہی کسی کے ہوں جو منکوب
پہونچا دے خدا جو مچلو شیرب	پلکوں سے دمان پہ دون میں جارتو
اے باد شہ مقسم محمود	امت چو تجھے بہت ہی مرغوب
مچلو بھی بزم مرہ غلامان	رحمت سے تو اپنی کر لے محسوب

اللہ طفیل ذات احمد محشر میں نہ کیونچہ محبوب

دیوان کا سخن ہر سال خلت  
مہر غوب از کی یہ نظم مہر غوب  
ایضا

ہر فکر کا میری کچھ عجب طور  
کیا طبع کی اپنی ہر سائی  
تضمین مناقبِ بنی ہر  
اُس شاہ کی نعتِ دل کو بھائی  
وہ مہر کہ جسکی پر توبے سے  
وہ ماہ کہ جسکے معجزے نے  
وہ سرور و وہان کہ جسکا  
وہ شرع محمدی کہ جسہیں  
میں قوتِ دین سے مار رکھوں  
احمد کی صفت میں عقل ہر گم  
شہرت کے کلام میں مزاح  
دیوان جو دکھایا دل سے بھایا

تاریخ سے ہو گیا یہ کچھ اور  
بیشرب کو چلے گئے ز لاہور  
تاریخ بھی ہر جو کیجئے غور  
جسکا کہ سرا سے تاسا دور  
روشن گاو زمین سے تا نور  
دو ٹکڑے کیا قس کو فی الفور  
رکھیکا خدا ابد ملک دور  
مطلق نہیں ظلم و بدعت و جور  
کافر بن کر جو آئے لندہ ور  
کیا سمجھے کوئی کہ بات ہر اور  
ہر ڈھنگ نرالا اور عجیب طور  
تاریخیں لکھیں یہ میں نے فی الفور

طوفان کی بھی ہر سخن یہ تاریخ

مضمون یہ غضب و غم ہو غور

قطعة تالیف ولادت مرزا محمد عسکری خلیفہ جناب عموی  
مرزا محمد تقی صاحب

حضرت عمو بگرامی حسب  
شکر خدا آنکہ بگوید بدل  
آنکہ شدہ شاد و بہ لا تقطوا  
مژدہ بفرخ چو بجان وار سید  
وست بفرقان زوم از ہر قال  
قال زہے بود نکو با غنی  
باعث نور بصری آن صبی  
خامہ معجز قسم اس سخن  
بندہ تو پیش پدر یاروف

یافت چو فرزند ز قرب صمد  
نہیت کوین بحق در رسد  
پیش خدا بر ہمہ اعلا بود  
مثل ہوا کے کہ ز گلشن رسد  
ہست نظامش ز کلام حسد  
یعنی بدینا و جہان بر خورد  
خجرجان با دہرت صمد  
صنع تالیف عیان مے کند  
یکصد و سی سال بعشرت نیر

سبکہ کہ از صنعت توشیح بر آید

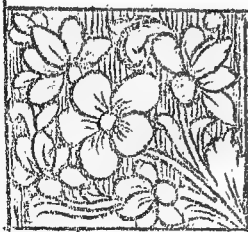
تالیف مشنوی بحر العشق مصنفہ مولوی اقبال علی صنا بکری

اِذَا قَالَ حَبِيبِي طَابَ قَلْبِي  
فَقَدْ اَرَحْتُ مِنْ وَجْهِ الدُّعَايِ  
كِتَابًا طَيِّبًا فِي شَرْحِ رُؤْيَا  
حَزَاةُ اللَّهِ فِي الدَّارِ الْبَيْتِ خَيْرًا

۱۲۸۳

## تاریخ ترتیب باغ و مکان نشی گنجساری لال صاحب

باغ بنوایا ہمارے مہربان نے اسی سخن	اندون رہتا ہی خوش اجاب کا دل باغ میں
خو سے دیکھا تو یہ تھا انکی ہمت کا سبب	یوں دگر نہ صرف زر کرنا ہر شکل باغ میں
ہیں جو مائل ذی مروت صاحب طبع سلیم	سطح کاسب کلاب ہر لطف حاصل باغ میں
اک زمانہ شیفہ اسکی روش پر ہو گیا	پچلا صحرائے دیوانوں کو بھی دل باغ میں
یہ اشروان کی ہوا میں ہو کہ اندر چو گیا	کھل گیا جاتے ہی اس کا غچہ دل باغ میں
از جنون بچ کہ مرے سر کی قسم کیا لطف ہو	کیا ہی دیتا ہی مزا شور عنادل باغ میں
تین گلف ہو لگایا باغ تو اس لطف کا	اور بنگلہ بھی بنایا بہر محفل باغ میں
دوستوں کے واسطے اس کو کیا آ رہا ہے	لاؤں تہذیب و تہذیب ہو وہ منزل باغ میں
چن چن یہ ہیں طاق پر شیشے شراب تاب کے	ساقیا اب ہو مبارک تجھ کو محفل باغ میں
بھونکے آتش دل خرمن جان عدو	ہو جو کوئی دشمن اس کا ہو وہ سبیل باغ میں
یہ کہی تاریخ میں نے نصرت تو شیخ میں	اس سے جو مضمون نکلے ہو وہ داخل غزین



فکر تاریخ مکان میں اسی سخن بولا سروش  
 ۱۲۸۵  
 یہ بنگلہ اس کو کیسے عیش منزل باغ میں  
 ۱۲۸۶



## تاریخ تعمیر مسجد جناب موسیٰ خان صاحب مقام جموی ضلع بہاولپور

بناے بیت خدا کر د قبلہ دوران	بہت مہنی خاک رخنہ زالدین
اساس مسجد تعمیر نمود موسیٰ خان	نیکر سال بنائیں سخن سروش گنجت

رباعی

شکر یہ عنایت خاص حضرت جناب سید شاہ راؤت حسین صاحب  
سجادہ نشین مونسید

پائی ہو سخن وہ شمع نہیں ہو جو سام  
آفت کا الف میم جت سے ملاؤ  
ہیں سے کہ ہر اظہار غنایات تمام  
ظاہر ہو گا اسی سے اُس پسند کا نام

ایضاً

حضرت نے جو مجھے ہیں سخن خاص یہ آم  
طوبی کے ہیں پل یا کہ ہیں جنت کے سبب  
کیا قزو کے قزوین میں ہو مصری کا قوام  
یا خاص ہیں سہر کوثر کے یہ جام

ایضاً

بحری میں ہو کیا فہرہ مکر کا مزا  
حیران ہوں کس زبان سے تعریف کروں  
لذت میں سخن پایا انھیں سبب سوا  
ان آموں کا شکر خاص ہو کیونکر ادا

شکر یہ خاص دوست دلی حبیب قلبی جناب سید شاہ محمد عزیز الدین صاحب  
رئیس مونسید

بیارا ہو مجھے عزیز جو دل سے سوا  
ہر شے سے بد سخن ہو لذت اُنکی  
آئیں مجھے آموں کا تخت بچھا  
ان آموں میں پاتا ہوں محبت کا مزا

قلم

وہ دن بھی کیا تھے تھے ہم تپتے تپتے  
دن بھر ہمارا رہنا کوئی بات ہی نہ تھی

یا بگویم تو ببول گشت اس طرح غمینی  
گو یا بگو کی تہ سے ملاقات ہی نہ تھی

نور اللغات  
نور اللغات  
نور اللغات

نوباوہ اقبال و سعادت بین ہایون  
پیرایہ و اسوخت میں ہر زمزمہ سنجی  
تاریخ تو دم بھر میں کہے دیتا ہوں لیکن  
کس ظالم ہمیر و جفا کار سے بگڑی  
رواق نہو کیوں اُن سے گلستان سخن کو  
آباد کیا بلبل شیدا نے چمن کو  
کچھ حال دل زار سنا دیجیے سخن کو  
و اسوخت یہ دی آپا کس رشک میں کو

غزل مشاعرہ خاص

دراز لہر چشایستہ آنم دادند  
از گل باغ جنان بوے فنا نم دادند  
بیدار شکر کہ از عشق روا نم دادند  
مردہ بودم غم بھر و لیکن بخیاں  
حال پر سید مگر هیچ نگفتم با دوست  
جنس دل را بصد آنداز غم بار دادند  
جای خود خوردم و بیوشش یادش گشتم  
تاج غم و خرد و ہوش نہا دادند  
پیشخان سوز درون آہ دل و جانم خست  
لطف در ستر غم عشق بتان بخشیدند  
من چہ گویم کہ چنین بود و چنانم دادند  
خاطر اندر چہ آن سرور روا نم دادند  
نعتی بود کہ گفتن نتوانم دادند  
بوسہ بے لب جان بخش تو جانم دادند  
تقل گو یا لب لطق و بیانم دادند  
این نہ سودا است کہ بے سود و با غم دادند  
ہر چہ از دیدہ خوننا بہ فنا نم دادند  
در بنان خامہ گنجینہ فنا نم دادند  
تا تو رسو انشوی عشق نہا نم دادند  
ہم بہ بیتجانہ چو ناقوس فنا نم دادند

گل باین جن سرخسار نمایان کردند	دانع سوزان پیے آرایش جانم دادند
حسن در روی خینان بہ نقابا فروزند	دل حیران و دہ چشم نگرا نم دادند

سختن اید و لیسجن زندہ جاوید شدیم	شزده اسے شوق کہ از مرگ امانم دادند
ایضا	

و شناسم تلخ یار اگرے دہد مرا	از فرط ذوق لطف شکرے دہد مرا
صد گلشن خلیل قبربان لطف او	وانیکہ عشق تو بجگرے دہد مرا
دار و سس تلخ دافع امراض گفته اند	لیکن بعشق صبر نہ سہے دہد مرا
آن ہم بدست یار استمکار میرود	در گنجفہ برقیب جو سرے دہد مرا
خواہم نہ کہے دوست بجائے سفر کنم	این عسکرم خود نشان زیستہ دہد مرا
پایوس خود بغیر گو اراسے یار نیست	دستے براسے یوسہر گرت دہد مرا
بینیم اسے نگار کہ در باغ عشق تو	این خنسل آرزو چہ شرمے دہد مرا
در روز مای وصل ازان شوخ بچاب	انکار بوس لطف و گرے دہد مرا
موہو ہم را بقوت اعجاز لبتہ	بند قبسا نشان ز کھرے دہد مرا
این ہم پیر حنیغ غنیمت شمرہ ام	گو ناخویش بخون جگرے دہد مرا

بینم کہ آن خدا سے جان آفرین سخن	تا چند بر رقیب لطفے دہد مرا
---------------------------------	-----------------------------

نغمہ سرائی غنایب قلم بہ یاد اجاب و یاران ہمد مہم مقام  
ہزار سی باغ مع قطعہ تاریخ طبع دیوان

<p>بے تے کیا جاؤں میں سیر کو اور گلبدن فرق نہ آئے کہیں دیکھ تری آن میں پھر گئی چشم صنم کہتے ہیں گردش اسے چہرہ انور پہ یون زلف نہ دیکھیے پیچ پڑے عشق میں ایسے کہ دم گھٹ گیا نرگس مخمور ہو چشم توہین گوش گل نارِ نظیر سے یون مخ پہن کے عیان عمر خضر پا گیا ڈوب گیا دل جووان سرجو کروں حیرین نالہ آتش نشان لیٹ بلا ریب ہو عاشق و معشوق میں بسکہ نگاہوں میں وہ غیرت خورشید ہو آہ رسا نے مرے اسمیں لگائے ستون خوش نہیں آتا مجھے اب کوئی زلیخا ادا</p>	<p>خوش نہیں آتی مجھے کچھ بھی ہزار چمن دوسرہ نکم جو فنا و بخت پیمان شکن تیری حقیقت ہو کیا گردش چرخ کہن دیکھیے لگ جائیگا چاند سے رخ میں کہن زلف صنم ہو گئی گردن جان کو رسن نغمہ ہو یا ہو دہن لب ہو کہ برگ سمن مہر درخشان پہ ہو نور کی جیسے کرن چشمہ آب بقا اُسکا ہو چاہِ ذوق آگ لگا دوں ابھی تا بہ سپر گمن دونوں میں ہوا ایک جان گو میں بظاہر دو تن موبے مژدہ ہیں مرے نور کی جیسے کرن ور نہ ٹھہرتا کبھی خمیہ چرخ کہن بھا گیا ذل کو مرے جب سے تر اسادہ پن</p>
--	--



عشق میں جب سے ہوے بادِ پیرِ پیمان سخن  
بھول کے آئی نہ پھر یاد دیارِ وطن





ہاں فلک کینہ و دشمن مہر و وفا  
 تفرقہ پرد از یان تیری تو شو بہین  
 مجمع اجاب تھا ایک کا تھا اک رفیق  
 مہر سار و قار سید و الابرار  
 سید و الا گھر مقتدر و آزر بل  
 مظہر اسرار حق حافظ عبد الکیم  
 وارث علم نبی تیز و فیسم و ذکی  
 لطفت و موالات میں خلق و مدار استین  
 یار تغافل شعار قاضی عطاء حسین  
 جان و دل دوستان خان میر علی  
 مولوی شہ باری سے ہفت لطف کا  
 اختر برج عطا قاضی رضا حسین  
 ہو گا کسی وقت میں کوئی بھی خواہ ملک  
 دہم کی تعلیم میں بدل کیا اس طرح  
 منبع صدق و صفا شاہ محمد عزیز  
 فرط لطافت سے ہر آنلی ادا خوشنما  
 گھر میں دہا نیے ہر ایک منتخب لاجواب

بیٹھے بٹھائے دیا کیوں مجھے رنج و محن  
 نام ہر اس جو رکا گردش پسنج گھن  
 بزم ہر اک تھی کبھی رشک بہار چین  
 قاضی نصرت شعار مولوی نور الحسن  
 مثل برادر مجھے میرا امیر حسن  
 صاحب فہم و ذکا جلوہ دہا چین  
 اہل دل و متقی مولوی نور الحسن  
 فردین بولا چشت درج میان زمیں  
 بھول گیا کیا مجھے ماسے وہ پیمان شکن  
 مصدر خلق و ولای زب دہا چین  
 جبین تکلف نہیں کچھ بھی جلوہ فگن  
 گو ہر درج سخا زینت ملک و مدن  
 اب کوئی دکھلا تو دے ایسا محبوب طن  
 پاگئے جس سے سبق سب مہر از زمیں  
 غارہ روئی و وفار و روح و روان سخن  
 بل بھی اگر ہر تو یوں زلف میں جیسے شکن  
 خضر کی دے زندگی اسکو حق و المؤمن

لکھنا تھا کہ اس کا نام ہے نور الحسن

صاحب فہم و ذکا جلوہ دہا چین



شاعر حیات پسند المتخلص و <sup>دعوت</sup> <sup>مخلص</sup> <sup>۱۱</sup>

نور دل دوستان شاعران <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

میرے محب دلی اغا غلام <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

خواجہ اکبر سے تھی رونق بزم ولا <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

منبع لطف و ولا خواجہ محمد حسام <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

میرا رفیق دلی صاف دل و متقی <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

خان محمد فقیر فیض حسین <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

میرے انیس و شفیق میرزا اسرار بیگ <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

تفرقہ پرداز نے کر دیا سب کو جب <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

ایک سے ہر اک جدا سب کی یہ حالت ہو <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

ہوتے ہیں باہم کہیں جب کسی تھیل میں <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

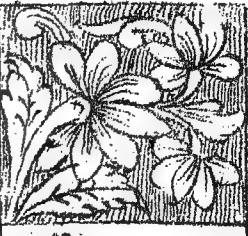
میری دعا ہی یہی خالق کوئین سے <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

حفظ خدا میں ہیں جو میں جہاں جس طرح <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup>

نظم پریشان مری جبکہ ہونی مجتمع <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup>



عشق میں کام آگئی اپنی بھی فکر رسا  
نالہ دل میرے سب ہو گئے موزون سخن



قطعات تاریخ طبع و ترتیب دیوان

قطعه تاریخ طبع دیوان از طبع و قاعد جناب مولوی محمد حسن صاحب  
بہادر منصف

کہ ہر شعرش چو سدا گویا آمد  
فردغان تر بہر خا و ر آمد  
سطورش موج ہائے کوثر آمد  
حیرت صفحہ بہر بستر آمد  
کہ شعرا و شعری بر و آمد  
سخن را از ان فرغ دیگر آمد  
بخوش اسلوبی لطیف آمد  
فصیحان را اگر سرفراز آمد  
چو طوبی بکے سایہ گستر آمد  
از و کشت بلاغت اخضر آمد  
کہ خوش عنوان و زیبای نظر آمد

تعالی اللہ عجائب انتخابے  
جمالے طالع معنی لفظ و بشر  
ہشت جاودان نو مضامین  
پری رویان مثنوی را درین بزم  
رقمزد کلک آن جا دو بیانی  
تسخن کردہ لقلب خوشی تن را  
سپان نکتہ سنجان زمانہ  
فصیح نکتہ سنجے بذکر گوے  
نکلیش فرا دیس سخن را  
از و باغ فصاحت شد مطرا  
چو شہ طبع این نظم دل آرا



از خواصی فکر از روے زینت



چهارم کوه سر باغ منطومه بر آید  
 قطعه تاریخ ترتیب دیوان نتیجہ فکر جناب مولوی امیر صفدر صاحب  
 وکیل

سکہ بر اقلیم مسمی چون بزور طبع زد  
 وسعت آباد معانی رونق از وے گرفت  
 شاد از عدل و محاد جود و خلقش عالم  
 بخشش عاقل چو افشا ثقیف برق زدگار  
 چون کند عزم خرم راه معنی پردی  
 خاموشی ہم معنی دار و لصد سنجیدگی  
 چون در آید در سخن از جنبش لبهای غوغا  
 بسکه فیض عام آونزست فزای عالم است  
 از ره فیضان نطق و لطف لفظ و معنی  
 جای آن دارد که گوید از انصاف خلق  
 جای آن دارد که در بان معانی گویش  
 جای آن دارد که گوید مدعی شاعری  
 از پیر تاریخ آتماشش چو کردم فکر ما

خواجہ فخر الدین حسین آن صدر دیوان سخن  
 شد قومی باہمت اولیست دوران سخن  
 حرم از فیض جودش نخل بستان سخن  
 تنگ و کوتاہ بیدش پنهانے دامان سخن  
 بندد از فکر و تصور نقش بستان سخن  
 بالمش ہدم شود انیست ارمان سخن  
 می دید روح سیما اندر ابدان سخن  
 خار خوش را نیز یابی گل بدامان سخن  
 گر سخن شد جان عالم ہست ادب جان سخن  
 ہست مضمون کلامش دین ایمان سخن  
 نخل بند سنبل و نسرن و در بیان سخن  
 نشر حبان و دلم ہر شعر دیوان سخن  
 ہاتم گفت کہ ای از ریزہ خواران سخن

از سر ہوش اریتمی در کتاب و اہل آن

این بودا قلم سنی آن جانبان سخن  
 قطعه تاریخ نتایج طبع عالی سرمد شعری نامی جناب لوی شاه محمدی صاب  
 عظیم آبادی

شاعر عالی طبیعت خواجه فخرالدین حسین  
 آنکه در بزم سخن سخنان بود تابنده شمع  
 منطبع فرمود طبع شاعران ختم نمود  
 چون کلام دلکش و ساخت با صد زیست

گر که پرسد ز سال طبع این دیوان نغز  
 که طلسم ناز دیوان سخن گردیده طبع  
 ۱۰۳۰ هـ

ایضا

الدین دیوان برای علم و دانش  
 شود روشن گرامی پانچ عشر  
 آه شتم از سر السام تاریخ  
 ز به دیوان بود دما فیه  
 ۱۰۳۰ هـ

ایضا

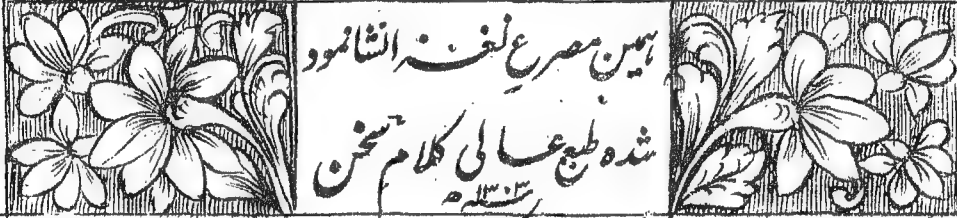
سخنور سخن خواجه با کمال  
 ز او لا و مود و چستی بود  
 فقیری کند در لباس ششم  
 بود شمع کاشانه علم و حقیر  
 ز فکر فیهش در خشنودی  
 سخن را بود از سخن چستبار  
 که روزند گردید نام سخن  
 فلک زرد با نایام سخن  
 ز به خوب انتظام سخن  
 بر افلاک باشد مقام سخن  
 چون خور یافت ماه تمام سخن  
 ز ذات سخن چستام سخن

همه شوخی غالب دہلوی  
 معانی در اشعار او قیاس  
 پیر از معنی تازه دیوان است  
 ملک سخن هست ملک کلام  
 بود خواجہ محمود در شاعران  
 مہ غالب نامور روشن است  
 گریزند اعدا ز پیکار او  
 بود تیغ بران شیر آلہ  
 بہ بیدارے اشعار از اہل فن  
 حلاوت گلو سوز در نظم او است  
 بلاغت فصاحت نزاکت لبش  
 زہے نور و اقبال و اعزاز او  
 باین پشت رقاری و کجروی  
 کنم ناز بر خویش بر بخت خویش  
 شنائے سخن نیست حدیچو من  
 بخواہم ز حق تا برد و قیام  
 شدہ طبع دیوان پاکیزہ اش

چو صبا بریزد ز جام سخن  
 بود طرقتہ زنجیر دامن سخن  
 بنو طرزیست اہتمام سخن  
 ز تدبیر او شد نظام سخن  
 ایاز بلاغت غلام سخن  
 ز ہر رفعت کاخ و بام سخن  
 بود برق افشان حسام سخن  
 پس فتح اندر نیام سخن  
 قزاق تر رسید گام سخن  
 چکد ہمد و شکر جام سخن  
 ہمہ آمدہ در ہام سخن  
 دہر جلوہ صبح و شام سخن  
 سند فلک بہت رام سخن  
 کہ دارم شرف باسلام سخن  
 کنم بہ سکوت اختتام سخن  
 دیات دہشت و قیام سخن  
 کہ گردد اعم فیض عام سخن

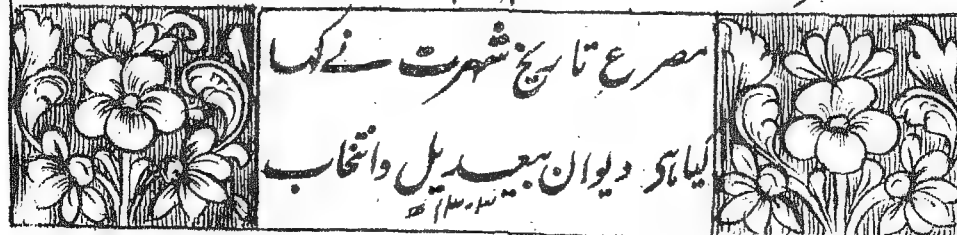


چہ دیوان کہ مثلش سال آمدہ	زہر لطف حسن کلام سخن
بلاغت بہر لفظ باشد	فصاحت بمعنی غلام سخن
کنند ہر کہ باشد سخن آشنا	ز نظم سخن احترام سخن
عیانت محتاج تشریح نیست	کمال سخن از کلام سخن
چو جہتند اجاب تاریخ طبع	ز کھلی کین مستہام سخن



قطعات تاریخ از نتائج فکر مخور نادر خیال جناب مولوی محمد شاہ صاحب  
شہرت عظیم آبادی

خواجہ بانو ابہ فخر الدین حسین	ہر غزل دیوان کی خلی لا جواب
ہر سخن انکابہ از قند و نبات	ہر فصاحت سے بحری انکی کتاب
شاہد مضمون پہ جی ہو لوٹ پوٹ	حسن معنی پر ہر دل کو اضطراب
ہو ادب بندی پہ دل کو بے کلی	منفعل جو بش صفا سے مہتاب
بندش الفاظ سے کٹ کٹ گئے	دل میں حجاب کھا کر اپنے پیچ و تاب
ہر سخن قفل خوشی ہو گیا	بند ہر اب معرض کے لب کا باب





# ایضاً تاریخ ترتیب دیوان

خواجہ فخر الدین سخن نے واہ کیا دیوان لکھا جسکے ہر ہر شعر پر بیتاب ہو صبر و شکیب  
ہر حرف و نقطہ سے تاریخ شہرت آشکار واہ لکھا ایک قلم مذکور عشق و لہریب

قطعه تاریخ نتیجہ فکر گہر بار جناب محمد علی خاں صاحب رئیس ضلع مونگیر  
شاگرد جناب نواب اسد اللہ خان غالب مرحوم

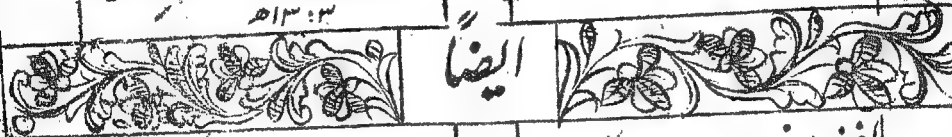
جناب خواجہ فخر الدین بہادر بطور عاشقانہ گفت دیوان  
زمین شعر او ہم اوج گردون بفرستادہ داؤد نظم دادہ  
بگلبن دی الفاط لگاریں بہ بین سج حلاش بہر حاسد  
کہ زندہ باز از و نام سخن شد کہ مطبوع دل ہر اہل فن شد  
نقاش رشک پر وین و پر ن شد کز دست و ک مضمون کس نہ شد  
بیاض صفحہ رشک صد چین شد کہ در وصفش زبان فضل دہن شد

سراے اعدا زودہ تاریخ کفتم ز دل مقبول دیوان سخن شد

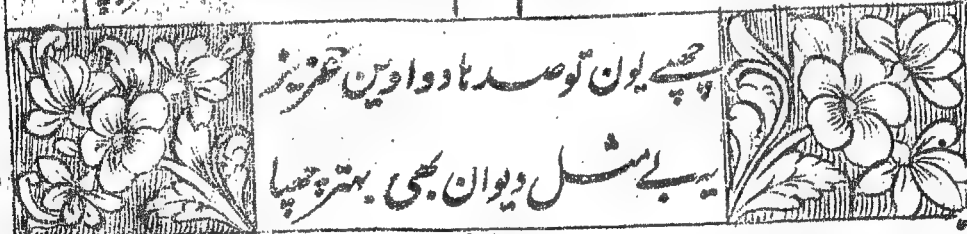
قطعه نتیجہ افکار نقادہ دو زبان مرتضوی جناب شاہ محمد غریب الدین صاحب  
گورنمنٹ تحصیلدار و رئیس مونگیر

چو شد طبع این نظم عالی مرتبت ز افکار طبع روان سخن  
ز شجاعت ملک ہمایون رقم شدہ تازہ تر گلستان سخن

چو انجسم نایند الفاظ او	به بین صفحہ را آسمان سخن
چو فرستم سو فکرت تاریخ طبع	ندا آمد از نکتہ دان سخن
کیست سنت این نسکہ در زمزمہ	گلو بلبلے بوستان سخن



بفضل خداے جهان آفرین	یہ دیوان جو ترتیب پاکر چپا
ہوا شاعرون میں بصدا بنساط	یہی غل کلام سخنور چپا
عیان آب و تاب مضامین ہی	کہ تجسہ سخن کا یہ گوہر چپا
مرصع گہرائے الفاظ سے	عروس مضامین کا زیور چپا
مناجات میں تھا گرچہ یہ نظیر	لطافت میں بھی رہے بڑھکر چپا
بفصاحت کا نسخہ ہو اسطبع	بلاغت کا یہ شہد و فخر چپا



قطعه تاریخ ترتیب دیوان از قشعی نواز شش حسین صاحب  
نواز شش متوطن بونگیر

مترتب شد چو این دیوان رنگین	بفکر نکتہ سنجی خوش بیانی
رقم شد سال ترتیبش نوازش	کلام شاعر شیرین زبانی

ایضاً	توازش چہا جب یہ دیوان رنگین کہ لہراتی ہو جبین موج فصاحت
	کہی طبع روشن نے تاریخ اسکی کہ ہو ہر تابان اوج فصاحت
<p>قطعہ تاریخ از تاج فکر جناب شیخ علی محمد صاحب شمشاد شاگرد سید انور علی شاہ</p>	

زندہ اسی نظم سے رہ جائیگا	حشر تک آفاق بین نام سخن
پوچھے اُن لوگوں سے اُسکا مزا	پیتے ہیں شمشاد جو بسام سخن

طبع کی تاریخ بھی سن لیجے	چھپ رہے ہیں یا رکلام سخن
--------------------------	--------------------------

تاریخ نتیجہ فکر جناب مولوی سید عنایت حسین صاحب  
متخلص صیفی

چو دیوان سخن گشتہ مرتب	دل اہل سخن از جالش بگزد
صافی در عین فکر از تالیف غیب	زہے شیرین سخن تاریخ بشینہ

قطعہ تاریخ از تاج فکر جناب فشی اشرف علی صاحب متخلص اثر  
ملازم مطبع او دھخار

دیوان سخن چو گشت مطبوع	از فضل خداے عالم آرا
اشرف پے سالانی تالیف غیب	ستارہ شوخ طبع گفتا

قطعه تاریخ ترتیب دیوان سخن دہلوی از فکر بلند جناب شاہ  
محمد عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز رئیس عظم نگیر

دیوان سخن روضہ رضوان ہو تو ہر لفظ	گلدستہ گلمائے گلستان سخن ہو
ہر اک غزل اسکی ہو غزالِ ختن آرا	ہر بحر روان موجبہ عمان سخن ہو
جو زمزمہ کنسایہ ہو وہ ہو غمزہ دلبر	جو شاہ مضمون ہو دل و جان سخن ہو
خوشبو سے فصاحت سے معطر ہیں اوراق	گویا یہ ریاض گل و ریحان سخن ہو
کیونکہ ہنو تصنیف ہو کس اہل سخن کی	جو نام خدا ہند میں خاقان سخن ہو
واجب ہو سخن سنج پہ گو مدح سخن کی	پر طول سخن منکشان سخن ہو

لکھتا ہو عزیز از سر انصاف یہ تاریخ  
بر زیر معانی سے یہ دیوان سخن ہو

قطعه تاریخ طبع دیوان از تاریخ فکر آسمان پیوند جناب نقشی حامد حبیب صاحب  
متخلص بہ حامد لکھنوی شاہ اگر در شید جناب نقشی امیر اللہ صفا تسلیم

چھپ چکا دیوان جو حکم نقشی دیجاہ سے	ہو گیا مقبول عالم از رہ شان سخن
لو بے شہوار ہو ہر لفظ اس دیوان کا	کیونکہ ہو مملو ہو پر معنی سے دامان سخن
ستھرے ستھرے لفظ بندش صفا مضمون باذوق	بیت ہر اک بیت معنی واہری شان سخن
یہ صد آتی ہو روح سعدی شیراز سے	از سخن شد بعد میں تازہ گلستان سخن
منہ بش کو اگر دیکھے کوئی انصاف سے	اسکے ہر پہلو سے پائے شوکت شان سخن

سُن لے حاسد بھی اگر اشعار اس دیوان کے  
یوں کہے باقی نہیں ب دل میں رمان سخن

جسکو دوتی شعر ہو حامد سدا دے اسکو یوں  
ہر اگر لطف سخن آدیکھ دیوان سخن

ایضا

بلاغت میں ہر فرد دیوان سخن کا  
ہر ایک شعرین ہر بیان فصیح  
لکھو جلد حامد یہ تاسیخ تم بھی  
چھی کیا ہر نظم زبان فصیح

قطعه تاسیخ ترتیب دیوان از جناب حکیم متور حسین صاحب وکیل  
عدالت مونگیر متخلص بہ فیض

جناب خواجہ خیر الدین بہادر  
خوش نظم زہرے دیوان نادر  
زاد راقش خجیل اور اقی طوبی  
زر نیکنی الفاظ و مضامین  
دم سبحان مدح معنیش گشت  
بہ نظم مختصر و صفحہ چ گشت  
کز و تازہ گلستان سخن شد  
عیان زد شوکت و شایان سخن شد  
سطور رشک بستان سخن شد  
برنگ بوسے گل جان سخن شد  
لب یوسف شناخوان سخن شد  
بہ بین ہر بیت دوکان سخن شد

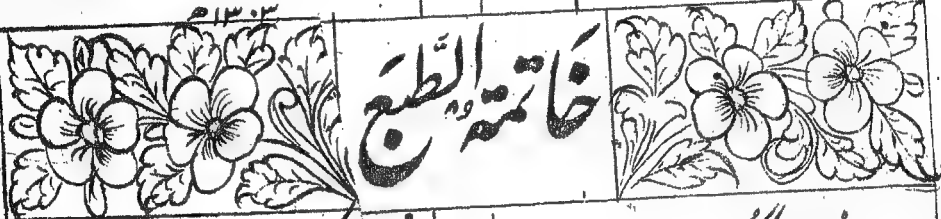
نو شتم فیض تاسیخ از سر کلک  
پند سب دیوان سخن شد

تاسیخ طبع دیوان سخن دہلوی طبع از شاعر نیکین خیال جناب ششی

کنور چندی سہاے صاحب خلیفہ جناب راجہ جلال صاحب بہادر

رئیس لکھنؤ

شد چو دیوان سخن رونق فزا از حسن طبع تازہ شد از قد حسیں کان سخن  
صرع تاج سال طبع بنو شتم ہمال طبع شد پرب و زیبا واہ دیوان سخن



بہارِ فصلِ گل ساقی پھر آئی دل بہ شکن نے منہ کی کھائی  
لگا دے بے تامل لب سے ساغر کرن احسان نیا پیغیل ن پر  
و گل رنگ سے اب زندگی ہو اہم ہو وہ جہان دل کی خوشی ہو

شائقانِ علم و فن کو مژدہ فرجت افزا اور عاشقانِ شعر و سخن کو نویدِ مسرت انتہا کہ اس  
زمانِ فرحتی تو امان میں گلدستہ ہمیشہ بہار گل بے ارطہ دستارِ سخنوری گوہرِ اکیلی  
شاعری گلبنِ نویدِ گلشنِ فصاحت تیو نور سیدہ شاخسارِ بلاغت مسکنِ التہاب  
سینہٴ تفتہ جگر ان مہم ناسورِ مجوران دریاں ذخیرہٴ ریاحین رنگین بیانی کلام  
بیشل و لا ثانی نمونہٴ سوسامری دیوانِ سخن دہلوی دیوان کیا ہو سراپا اعجاز ہو  
سرایہٴ مخزنِ ناز ہو قمرِ صورت سراپا جو دیوان + ضیاء میں ہو وہ رشکِ دیوان +

اور مصرعون کا بحال ہو کہ نظم

بھی کارنگِ مثلِ روئے جانان \* \* \* \* \* ہماز کو \* \* \* \* \* ماہِ تابان

کوئی مصروفِ جنبِ صحت یار	کوئی عاشقِ سینه انگار
نواہی میں غا و سانِ غلِ رنگ	تلذذ میں کشورِ خفا جرتنگ
ترتیم خیز مرغِ سانِ خوش الحان	کیمین فریادِ بلبلِ مرثیہ خوان

نتیجہ طبعِ شہورِ عالی گفہ از سہ شاعرانِ دیار و امصار یا دو کا علی گاہِ تقدیر  
تسلسلِ کلام متاخرین و شعر از زمانِ محمود و بالستہ اکابر و الایمان  
اسوۃ الفضلاء العظام مزیدۃ اللہ الکرام البری من الشیخ جناب مولوی  
سید محمد شمس الدین حسین صاحب بہادری و مخلص بیٹمن دہلوی شاکر و رشید مطلوب  
کل طالبِ نواب مرزا نوشہ صاحب التخلص بہ غالب بر و اللہ شفیق علیہم اجمعین  
شی نول کشور لانا زال الفرح و السرور واقع لکھنؤ میں حسبِ مایش  
مصنفِ مدوح بطرزِ بایستہ و عنوانِ شالیستہ باہ جولائی ۱۳۱۲ء مطابق ماہِ شمس  
سن ۱۳۱۲ ہجری بار اول طبع ہو کر انبلی خلوت عاشقان اور طلبینِ مہم شائقینِ مدح

تمام شد





CALL No. { ٨٩١٥٤٣١ } ACC. No. ١٦١٤.  
AUTHOR { ٢٠٠ }  
TITLE { ١٨٨٤ } ١

[illegible]

MAULANA AZAD LIBRARY  
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

**RULES:—**

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.

